وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ

اللہ کی خوشنودی کے لئے جب حج وعمرہ کی نیت کرو تو اسے پورا کرو

حج وعمرہ

سوالاً جواباً

کے مسائل وفضائل

و

فضائل مدینۃ المنورہ

کتاب کا لب ولہجہ وانداز بیان، شائستہ، سلیس
بامحاورہ، دل نشین اور دل کش ہے

تحقیق وتالیف: قاری محمد کرم داد اعوان

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم ہے جو کہ صاحبِ استطاعت ہو

گھر سے واپس گھر تک

مسائل حج وعمرہ

سوالاً وجواباً

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزیّن

کتاب کا لب ولہجہ وانداز بیان، شائستہ،
سلیس بامحاورہ، دل نشین اور دلکش ہے

تحقیق وتالیف

قاری محمد کرم داد اعوان

ناظم: دارالفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ) گلشن حیات پارک

شاہدرہ موڑ لاہور۔ 0333-4856902

جملہ حقوق عام ہیں

یہ کتاب من وعن چھپوا کر فی سبیل اللہ
حجاج بیت اللہ الحرام میں تقسیم کریں

نام کتاب: گھر سے واپس گھر تک
مسائل حج وعمرہ (سوالاً جواباً)
وفضائل مدینۃ المنورہ

تحقیق وتالیف: الحاج قاری محمد کرم داد اعوان

کمپوزنگ: حافظ محمد عمر اعوان

فائنل پراسیس: مقصود گرافکس، اُردو بازار لاہور۔
0321-4252698

تعداد کتاب: -/2000

سالِ اشاعت: جولائی 2020

ملنے کا پتہ:

الحاج قاری محمد کرم داد اعوان
ناظم دار الفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
مسجد بلال گلشن حیات پارک نزد شاہدرہ موڑ لاہور
موبائل نمبر: 0333-4856902

اہم گزارش

یہ کتاب حجاج اکرام کی رہنمائی کے لیے چھپوا کر فی سبیل اللہ تقسیم کی جا رہی ہے تا کہ حجاج اکرام اپنے حج وعمرہ کو بہتر سے بہتر انداز میں ادا کر سکیں۔ اگر آپ اپنے مرحوم والدین کے ایصالِ ثواب کے لیے تقسیم کرنا چاہیں تو انتہائی مناسب قیمت پر چھپوانے کے لیے رابطہ کریں۔

مقصود گرافکس، رحمن پلازہ نزد فش مارکیٹ
اُردو بازار لاہور۔ 0321-4252698

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	پیش لفظ	7
2	حرمین شریفین کے مسافر سے	10
3	سفرِ حج سے پہلے ضروری باتیں	11
4	حضرت شبلیؒ کی نظر میں حج کا طریقہ	13
5	حج وعمرہ کی تیاری	19
6	فضائل بیت اللہ	34
7	حج کب فرض ہوا	57
8	عورت کے محرم کے مسائل	69
9	مسائلِ عمرہ	73
10	مجبور ہونے کی مثال	84
11	مسائل حیض	88
12	مسائلِ میقات	92
13	مسائلِ طواف	98
14	حجرِ اسود، ملتزم دروازہ میدانِ عرفات	123
15	مسائلِ سعی	138

16	وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے	145
17	مسائلِ وفضائل زم زم	146
18	خدائے قدوس کی یاد و پکار	149
19	تصور کوچ 8 ذی الحجہ	152
20	حج کے دن کی یاد	152
21	حج کے پانچ دن کی تفصیل	153
22	حج کا پہلا دن 8 ذی الحجہ	154
23	حج کا دوسرا دن 9 ذی الحجہ	155
24	حجاج کرام کے لیے خوشخبری	166
25	مزدلفہ کے مسائل	172
26	مسائلِ رَمی، حج کا تیسرا دن	177
27	مسائلِ قربانی	187
28	مسائلِ حلق یا قصر	192
29	دَم کے مسائل	197
30	مسائل حج بدل	198
31	حجاج کے لیے ضروری ہدایات	209
32	زیارات مقاماتِ مقدسہ، جنت المعلیٰ، جعرانہ جبل نور	212

33	متفرق مسائل	215
34	المدینۃ المنورہ	229
35	سلام عقیدت	230
36	مدینہ طیبہ کی حاضری مسلمانوں کے لیے عظیم نعمت ہے	231
37	بارہ گاہ رسالت میں حاضری	234
38	سوئے خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	235
39	آدابِ زیارت مدینہ	238
40	روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت	257
41	مدینہ ایمان کی کسوٹی	259
42	قبور مقدسہ کا نقشہ	260
43	زیارت مدینہ باسکینہ، دربار رسالت میں حاضری	268
44	خاتم مسجد الانبیاء	278
45	ایک مغالطہ	280
46	سات ستون	292
47	ورودِ قبا	302

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ○ حَامِدًا وَّ
مُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا ○ اَمَّا بَعۡدُ!

اس بندہ ناچیز کے قلم سے اَب تک دینِ اسلام کی تبلیغ کی اشاعت کے سلسلہ میں مختلف موضوعات پر مبنی 21 رسائل کتب شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ جلَّ شانہٗ کے فضل وکرم سے اِن سے حصولِ نفع دین کی خاطر خلاف توقع میرے اکابرین واحباب سے کثرت کیساتھ تحریری اور زبانی پیغامات پہنچے جو کہ موجبِ تعجب ہیں۔ اپنی نا اَہلی کی بدولت مجھے اِن سے اس قدر نفع کی توقع نہ تھی۔ حالانکہ میں اپنی کمزوریوں اور کم مائیگی کی وجہ سے نہیں جانتا تھا کہ مخلوقِ خدا کو مجھ سے اتنا نفع پہنچے گا۔ چونکہ جو شخص خود اتنا عامل نہ ہو اِسکی تحریر وتقریر سے کیسے نفع پہنچ سکتا ہے۔

ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حجاجِ کرام حجازِ مقدس حج وعمرہ کرنے جاتے ہیں۔ اِن میں سے اکثریت ایسے حاجیوں کی ہوتی ہے جو حج کے مسائل وفضائل اور اسکے برکات وثمرات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ نیز آدابِ حج معلوم نہ ہونیکی وجہ سے جس دینی جذبہ اور برکات کے ساتھ واپس لوٹنا چاہیے

تھا ان میں سے اکثر و بیشتر خالی دامن ہوتے ہیں۔

میں اَلْحَمْدُلِلّٰہِ گزشتہ چالیس سال سے زائد عرصہ سے حجاج کرام کی تربیت کر رہا ہوں جسمیں سوالات وجوابات کی نشت باقاعدگی سے ہوتی رہتی ہے میری حج کی دیگر کتب کے آخر میں بھی بہت سے ضروری مسائل کو سوال وجواب کی صورت میں تحریر کیا ہوا ہے۔

اس نئی کتاب مسائل حج وعمرہ کو سوالاً جواباً کے ساتھ میں نے عربی کتب سے مستند حوالہ جات سے ماخوذ کیا ہے۔ جو بالکل نئی طرزِ اسلوب پر عام فہم زبان پر احاطہ تحریر کیا ہے جس سے عام کم پڑھا لکھا آدمی بھی با آسانی سمجھ جائیگا جو اپنے حج وعمرہ کو قیمتی بنا کر واپس آئیگا۔

اللہ رب العزت سے دست بستہ التجا ہے کہ میری اس کاوش کو عازمینِ حجاج کرام کیلئے بہرا مند بنائے اور میرے لیے آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔ باایں سلسلہ میں میرے صاحب دازگان حافظ محمد عمر اعوان وحافظ محمد حامد اعوان کی معاونت ومشاورت میرے لئے کتاب کی تکمیل کا ذریعہ بنی جو میرے لئے خوشی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اِن دونوں کو دین ونیا وآخرت میں سرخرو فرمائے۔ اور انہیں اسی سلسلہ کو بڑھانے کی مزید توفیق دیکر اسے جاری وساری رکھنے کی ہمت اور توفیق دے۔ اس موقعہ پر جناب الحاج محمد الیاس صدیقی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے پروف ریڈنگ میں اَہم کردار اَدا کیا۔ اور اپنے مخلصانہ مشوروں سے نوازا۔

یااللہ! میری اس کتاب کو بھی سابقہ کتب کی طرح خواص وعام میں مقبول فرما کر فقیر کیلئے ذخیرہ زادِ آخرت بنادے اور آئندہ بھی اسی لگن کے ساتھ دینی خدمات کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

خوش نصیب حرمین شریفین میں جانے والوں سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ بالخصوص اللہ رب العزت میرا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

قاری محمد کرم داد اعوان

غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ واحسن الیھا والیہ

عازمینِ حرمین شریفین کے مسافروں سے

اَے راہِ بیت اللہ۔ اَے قابلِ تعظیم ہستی۔ اَے خوش نصیب اور سعادت مند انسان۔ میری عقیدت سے بھری ہوئی نگاہیں تیرے قدموں کو چوم لینا چاہتی ہیں۔ میری اِرادت مند روح تیری چمکتی ہوئی پیشانی کے بوسے لینا چاہتی ہے اسلئے کہ تُو ربِّ ذوالجلال کی طرف عازمِ سفر ہو رہا ہے۔ وہ گھر جسے حضرت ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے تعمیر کیا ہے۔ اَے زائرِ حرم تیری خوش نصیب جبیں اُس عظیم گھر کے سنگِ آستانہ پر سجدہ عبودیت سے شرف یاب ہوگی اس کے بعد تیرا ذوقِ طلب تجھے دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جائے گا تیری آنکھ کی پتلیاں گنبد خضرا کی سرسبز وشاداب جنت سے نشاطِ سرمدی حاصل کریں گی۔ تاجدارِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ اقدس میں تجھے بار بار بازیابی ہوگی۔ پھر تیرے قلب وروح اُس نور کا مرکز ہونگے جو کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھوٹ رہا ہے اس سے تیرا سینہ سکون وقرار کا گہوارہ بنے گا۔

اَے سُبکِ حرمِ دشتِ عرب۔ اَے تیز رفتار بادیہ حجاز۔ اَے مسافر خانہ خدا اَے رہروِ کوئے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تُو اپنے دل ونگاہ کے جلوت کدوں کے سابقہ تمام نقوش مٹا دے۔ تاکہ اِن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَنوارِ نبوت کی شعاعیں سمٹ کر آجائیں اور یہ دل ونگاہ مشرقِ آفتاب اور مطلع ماہتاب بن جائے۔ اَے خوش نصیب اپنی روح سے خواہشاتِ نفس کی آلودگیوں کا بوجھ ہٹا دے تاکہ تیری ہلکی پھلکی روح نور وسرور اور رحمت وبرکت کی لطافتوں سے

فیض یاب ہوجائے تُو اپنی تمناؤں کے دامن کو جھاڑ دے تا کہ تجھے خالی دامن دیکھ کر اللہ کریم اپنے کرم سے تجھے اپنی عنایات سے لبریز کر دے اور تُو جب حج سے واپس ہو تو جہاں تیرے توشہ سفر اور سامانِ راگزر میں کھجوریں اور آبِ زمزم ہو۔ وہاں تیری نگاہوں میں چمک تیری پیشانی میں شعاعِ نور تیرے دل میں تقدس اور تیری روح میں یقین ایمان کے وہ تحفے بھی ہوں جنہیں تُو نے یہاں پہنچ کر اپنے اعزواقرب میں تقسیم کرنا ہیں اس طرح تُو جو رحمتوں اور عنایتوں کے پھول اُس گلستانِ سرمدی سے لائے گا تو تمام ملنے والوں کے دامن اُن سے مالا مال ہوجائیں گے۔

سفر حج اور اس سے پہلے ضروری باتیں

حج بیت اللہ کا سفر یقیناً بہترین بڑی سعادت ہے اس مبارک سفر میں حج مبرور ہونے پر بڑے بڑے اللہ رب العزت کے وعدے ہیں۔ حاجی اس سفر کے دوران بہت سی مبارک اور مقدس مقامات پر حاضری دیتا ہے۔ جہاں دعاؤں کی قبولیت کے وعدے ہیں۔

اس لئے اس مبارک سفر کو شروع کرنے سے پہلے اپنے عزیز واقارب۔ دوستوں واحباب سے ملنا ایک دوسرے سے دعاؤں کی درخواست کرنا۔ اگر کسی سے رنجش یا دلی کدورت یا ظلم کیا ہے تو اُن سے معافی تلافی کی بھر پور کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کسی سے قرض لیا ہے تو وہ بھی واپس لوٹائے جس قدر دل کی صفائی کی ساتھ حقوق العباد اَدا کر کے حرمین شریفین کی حاضری ہوگی انشاءاللہ وہاں کی برکتیں بھی اُسی قدر حاصل ہونگی۔

فضائل حج کی کتب میں لکھا ہے کہ حاجی سب سے پہلے توبہ واستغفار کر کے پچھلے تمام گناہوں کی توبہ کرے۔ کسی کا مال ظلم سے دبا رکھا ہے تو واپس کرے۔ کسی پر ظلم کیا ہے تو معاف کروائے۔ اگر قرض لیا ہے تو اُسکی اَدائیگی کا بندوبست کرے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ حاجی نے اگر کسی پر ظلم کیا ہو یا اُس کا حق دبایا ہوتو وہ بمنزلہ قرض خواہ کے ہے جو اس سے کہتا ہے کہ تُو کہاں جارہا ہے کیا تُو اس حالت میں شہنشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتا ہے کہ تُو اسکا مجرم ہے۔ تُو اُسکی حکم عدولی کی حالت میں حاضر ہورہا ہے۔ تُو اس سے نہیں ڈرتا کہ وہ تجھے مردود کر کے واپس کرے۔

اَے بندہ خدا! اگر تُو قبولیت خداوندی کا خواہش مند ہے تو اُس ظلم سے توبہ کر کے فرمانبردار بن کر حاضر ہو۔ ورنہ تیرا یہ سفر شروع سے آخر تک ماسوائے مشقت کے کچھ بھی نہیں ہے یہ سب اِکارت ہوگا۔ (کتاب الفقہ)

حج وعمرہ کرنیوالے زیادہ تر حضرات احکام مناسک مسائل سیکھے اور سمجھے بغیر حجاز مقدس روانہ ہوجاتے ہیں اسلیے ان سے اَرکان کی اَدائیگی میں غلطیاں سرزد ہوجانے کا قوی احتمال ہوتا ہے مثلاً کعبۃ اللہ میں داخل ہونے کے آداب۔ طواف سے لیکر صفا مروہ کی سعی تک درست طریقے کیا ہیں۔ حجر اسود کا استقبال اور استلام کس طرح ادا ہوتا ہے۔ دورانِ طواف میں کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنے سے اجتناب کرنا ہے یا نہیں۔ اِن میں سے بعض اَفعال مکروہ بلکہ حرام بھی ہیں۔ زائرین کو چاہیے کہ تمام اعمال حج یا عمرہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق سرانجام دے تو اسی میں قبولیت ہے۔

حضرت شبلیؒ کی نظر میں حج کا طریقہ

شیخ المشائخ قطب دوران حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید حج کر کے واپس آئے تو شیخ نے ان سے کچھ سوالات پوچھے۔ مرید کہتے ہیں کہ شیخ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ اور عزم کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے حج کا پختہ ارادہ اور قصد کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کے ساتھ ہی ان تمام ارادوں کو یک دم چھوڑنے کا عہد کر لیا تھا جو پیدا ہونے کے بعد سے آج تک حج کے خلاف کئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے یہ عہد تو نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے حج کا ارادہ اور عہد ہی نہیں کیا۔

پھر شیخ نے پوچھا کہ احرام باندھتے وقت بدن کے تمام کپڑے نکال دیئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ بالکل نکال دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جدا کر دیا تھا؟ میں نے کہا ایسا تو نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے پھر کپڑے ہی کیا نکالے۔

آپ نے فرمایا احرام باندھنے سے پہلے وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی۔ میں نے عرض کیا جی ہاں بالکل نہا دھو کر اور وضو کر کے پاک صاف ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزشوں سے پاکی حاصل ہو گئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ یہ تو نہ ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو نے پاکی ہی کیا حاصل کی۔

پھر شیخ نے فرمایا کہ تو نے لبیک پڑھا تھا؟ تو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں نے لبیک پکارا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ سے

لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ کا جواب ملا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے تو کوئی جواب نہیں ملا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ پھر تو نے لبیک بھی نہیں پکارا۔

پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ حرم محترم میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں میں حرم محترم میں داخل ہوا تھا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس وقت ہر حرام چیز کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا عزم کر لیا تھا؟ میں نے کہا یہ عزم تو نہیں کیا تھا۔ تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ تو پھر حرم محترم میں بھی داخل نہیں ہوا۔

پھر فرمایا کہ مکہ مکرمہ کی زیارت کی تھی جس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ ترجمہ ''مجھے اس شہر مکہ کی قسم کہ اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ میں نے مکہ مکرمہ کی زیارت کی تھی۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس وقت دوسرے عالم کی زیارت بھی نصیب ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ اس وقت مجھے دوسرے عالم کی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ پھر فرمایا کہ تو نے مکہ مکرمہ کی بھی زیارت نہیں کی۔

پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور داخل ہوا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا تھا؟ تو میں نے عرض کیا کہ مجھے تو کچھ محسوس نہیں ہوا۔ فرمایا کہ تب، تو مسجد حرام میں بھی داخل نہیں ہوا۔

پھر فرمایا کہ کعبۃ اللہ کی زیارت کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں زیارت

کی تھی۔ پھر فرمایا کہ وہاں وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبۃ اللہ کا سفر اختیار کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو نے کعبۃ اللہ شریف کو بھی نہیں دیکھا۔

پھر آپ نے فرمایا طواف میں رمل کیا تھا؟ (خاص طرز سے دوڑنے کا نام ہے) میں نے عرض کیا کہ ہاں رمل کیا تھا۔ فرمایا کہ اس بھاگنے میں دنیا سے بھی ایسے ہی بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو محسوس نہیں ہوا۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تو نے رمل بھی نہیں کیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں نے ایسا کیا تھا تو انہوں نے خوف زدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور پھر فرمایا کہ تیرا ناس ہو تجھ کو خبر بھی ہے کہ جو حجر اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ جل شانہ سے مصافحہ کرتا ہے اور جس سے حق سبحانہ مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں آجاتا ہے۔ تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر امن کے آثار کچھ بھی ظاہر نہیں ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تو نے حجر اسود پر ہاتھ ہی نہیں رکھا۔

پھر فرمایا کہ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ مقام ابراہیم پر میں نے نماز پڑھی تھی فرمایا کہ اس وقت تم اللہ جل شانہ کے حضور میں ایک بہت بڑے مرتبے پر پہنچ گئے تھے اس مرتبے کا حق ادا کیا؟ اور جس مقصد کے لئے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر

دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو حق ادا نہیں کیا پھر آپ نے فرمایا کہ تو نے مقام ابراہیم پر نماز بھی نہیں پڑھی۔

پھر پوچھا صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے صفا پر چڑھے تھے تو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں چڑھا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہاں کیا عمل کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ سات مرتبہ تکبیر کہی تھی اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی تھی اور فرمایا کہ تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے تکبیر کہی تھی اور اپنی تکبیر کی حقیقت کا تمہیں احساس ہوا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ تم نے تکبیر ہی نہیں کہی۔

پھر فرمایا کہ صفاء سے نیچے اترے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں صفاء سے نیچے اترا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت ہر قسم کی علت دور ہو کر تم میں صفائی آ گئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا نہ تم صفاء پر چڑھے نہ اترے پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ صفا مروہ کے درمیان دوڑا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کی طرف پہنچ گئے تھے (جس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ) فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ (سورۃ الذاریٰت) میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم دوڑے ہی نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم مروہ پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ مروہ پر چڑھا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت تم پر سکینہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا میں نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم مروہ پر بھی نہیں چڑھے۔

پھر فرمایا کہ منیٰ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ وہاں گیا تھا۔ فرمایا کہ وہاں اللہ تعالیٰ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی (گناہ) کے حال کے ساتھ نہ ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو نہ ہوسکا تو آپ نے فرمایا کہ تم منیٰ میں ہی نہیں گئے۔

پھر فرمایا کہ مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں داخل ہوا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ کے خوف سے اس قدر غلبہ تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ تم مسجد خیف میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا کہ عرفات کے میدان میں پہنچے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں حاضر ہوا تھا۔ فرمایا کہ وہاں اس چیز کو پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے ہو اور کیا کر رہے ہو اور اب کہاں جانا ہے اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کو پہچان لیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں تو پھر انہوں نے فرمایا کہ تم عرفات میں بھی نہیں گئے۔

پھر فرمایا کہ تم مزدلفہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ گیا تھا۔ فرمایا کہ اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا کہ جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے جس کی طرف قرآن پاک کی آیت اشارہ کرتی ہے: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۔ سورۃ بقرہ (پارہ 2) میں نے عرض کیا کہ نہیں ایسا تو نہیں ہوا تو پھر فرمایا کہ تم مزدلفہ بھی نہیں گئے۔ پھر فرمایا کہ تم نے منیٰ میں جا کر قربانی کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں نے قربانی کی تھی۔ فرمایا کہ اس وقت تم نے اپنے نفس کو بھی ذبح کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو فرمایا کہ تم نے قربانی ہی

نہیں کی۔ پھر فرمایا کہ رمی کی تھی (یعنی شیطان کو کنکریاں ماری تھیں) میں نے عرض کیا کہ میں نے رمی کی تھی۔ فرمایا کہ اس وقت ہر کنکری کے ساتھ اپنے سابقہ جہل کو پھینک کر کچھ علم کی زیادتی محسوس ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ تو نے رمی بھی نہیں کی۔ پھر پوچھا کہ طواف زیارت کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں کیا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے؟ اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز واکرام کی بارش ہوئی تھی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''حج اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے۔ اور جس کی زیارت کو کوئی جائے اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا احترام کرے۔'' میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو کچھ بھی منکشف نہیں ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے طواف زیارت بھی نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ حلال ہوئے تھے (احرام کھولنے کو حلال کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ میں حلال ہوا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ حلال کی کمائی کا اس وقت عہد کر لیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں میں نے تو ایسا عہد نہیں کیا تو پھر فرمایا کہ تم حلال بھی نہیں ہوئے۔

پھر فرمایا کہ تم نے الوداعی طواف کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں میں نے الوداعی طواف کیا تھا۔ فرمایا کہ اس وقت تم نے اپنے تن من کو کلیۃً الوداع کہہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم نے طواف الوداع بھی نہیں کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم دوبارہ حج پر جاؤ اور اس طرح حج کر کے آؤ جس طرح سے میں نے تم سے تفصیل سے بیان کیا۔

یہ عبارت اس لئے تحریر کی گئی ہے کہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ اہل ذوق حج کس طرح کرتے ہیں آپ بھی اسی طرح حج ادا کرنے کی کوشش کریں۔

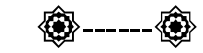

حج اور عمرہ کی تیاری

سوال: سفر حج وعمرہ کی نیت کی احتیاط بیان کریں۔

جواب: ہر عازمِ سفرِ حج وعمرہ کو بڑی احتیاط سے اپنی نیت کا جائزہ لینا چاہیے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکمیل اور اُسکی خوشنودی قبولیتِ حج کی اوّلین شرط ہے۔ اللہ کے حکم کو حرزِ جان بنالیں۔ سورۃ بقرۃ آیت نمبر 267 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں تم میں سے جو شخص بھی اِن مقررہ مہینوں میں حج کا ارادہ کرے تو اُسکو خبردار رہنا ہوگا کہ حج کے دوران کوئی شہوانی فعل کوئی بدعملی، کوئی لڑائی جھگڑا کی بات تک نہ کرے۔

گھر سے روانگی سے قبل چھوٹے بڑے گناہوں سے سچے دل سے توبہ واستغفار کرے۔ حتی الامکان حقوق العباد کی اَدائیگی کرے۔ تمام اَعمال حج و عمرہ کی نیتیں ودعائیں عربی یا اردو میں یاد کرے۔

یہ سفر جسمانی طور پر مشقت طلب ہے اسکا اپنے آپ کو عادی بنائیں۔

دورانِ سفر بات بات پر کسی سے بھی جھگڑا نہ کریں۔

دوران سفر پریشانیوں اور تکالیف پر صبر کرے انشاءاللہ اَجر ملے گا۔

سوال: دورانِ سفر حفاظت کی دعا کیا ہے۔

جواب: عمرہ یا حج کے سفر کے دوران جب بھی کسی جگہ پر ٹھہرے تو یہ دعا

پڑھے۔تا کہ وہاں سے نکلنے تک اُسکو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

سوال: حج کی روانگی سے پہلے کی تیاری۔

جواب: حج پر روانگی سے پہلے یہ کام مکمل کریں: سامان حج کیساتھ ساتھ مسائل عمرہ ومسائل حج کا سیکھنا بہت زیادہ ضروری ہے۔عمرہ کی نیت تلبیہ۔ نظروں کی حفاظت۔زبان کی حفاظت۔مکۃ المکرمہ میں داخل ہونیکی دعا۔ مسجد الحرام میں داخلہ کی نیت۔بیت اللہ پر پہلی نظر پڑنے پر کیا مانگنا ہے۔ طواف کی نیت۔اضطباع۔رمل۔استلام کا طریقہ۔طواف کے سات چکر۔ رکنِ یمانی سے حجر اَسود تک کی دعا۔اختتامِ طواف پر واجب الطواف کی اَدائیگی۔نواں استلام۔زمزم کا پینا بمع دعا۔صفا مروہ کی نیت۔دعائیں۔آخر میں حلق یا قصر کے مسائل کے ساتھ فراغت۔

حج کے تمام مواقع کی نیتیں اور دعائیں اور فرائض کی اَدائیگی۔وقوفِ عرفات کے آداب۔وقوف مزدلفہ۔رَمی قربانی۔حلق یا قصر۔طوافِ زیارت کی تکمیل۔پھر 11۔12 ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کی رَمی سمیت تمام مسائل سے آگاہی بہت زیادہ ضروری اور لازمی ہے۔

1۔روانگی کی تاریخ سے چند یوم پہلے حاجی کیمپ یا ٹورآپریٹر سے پاسپورٹ، ٹکٹ، گردن توڑ بخار کے ٹیکے لگوکر کارڈ حاصل کریں۔

2۔ساتھ لے جانے کے لیے تین جوڑے کپڑے، تین بنیان اور دو عدد احرام کے سیٹ بیگ میں رکھیں۔2 عدد ہوائی چپل کے جوڑے، نیل کٹر، سوئی دھاگہ، موٹا مارکل، کنگھا، سُرمہ چھوٹا تالا وغیرہ ساتھ رکھیں۔

3۔ حج کے مسائل کی کتاب، ٹوپی و سامانِ حجامت وغیرہ رکھیں اور گھر سے روانگی سے قبل دو رکعت نفل گھر میں اَدا کریں اور دو رکعت نفل محلہ کی مسجد میں اَدا کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اِن دو رکعتوں سے بہتر گھر میں کوئی چیز چھوڑ کر نہیں جاتا۔

4۔ اگر سردی کا موسم ہو تو گرم چادر، جرسی، مفلر رومال وغیرہ رکھیں۔

5: زیرِ استعمال ادویات حاجی کیمپ سے سیل بند کروا کر رکھیں۔

6: ضروری فون نمبر اور موبائل فون بمعہ چارجر ساتھ رکھیں۔

7: عورتیں بھی 4 جوڑے کپڑوں کے اور اِحرام، 2 عدد، چھوٹی قینچی اور جرابیں و دیگر ضروری سامان ساتھ رکھیں۔

8۔ بیلٹ یا چمڑے کا پرس ساتھ رکھیں، جوتوں وغیرہ کے لیے کپڑے کی تھیلی ساتھ رکھیں۔

9۔ سامان رکھنے کیلئے مضبوط بیگ خرید کریں۔

10۔ اپنے بیگ پر معلم، مکتب نمبر اور بلڈنگ نمبر لکھیں۔ اپنے گھر کا پتہ، فون نمبر بھی لکھیں۔

11۔ دورانِ سفر و حضر اپنے روپے پیسے کی حفاظت کا خاص خیال رکھیں بنیان کے اندر زپ والی جیب سلائی کروائیں۔

12۔ مسائل حج وعمرہ سفرِ حج سے بہت پہلے خوب اچھی طرح یاد کر لیں۔ احرام کی، نیت، طواف، واجب الطواف، سعی کی نیت کے علاوہ تمام مسائل سے آگاہی لازمی حاصل کریں۔

13۔سفر حج میں آنکھ، کان، زبان کو مکمل قابو میں رکھیں گالی گلوچ، بدنظری، غیبت، جھوٹ وغیرہ سے مکمل اجتناب رکھیں۔

14۔اس عظیم اور متبرک سفر میں فضول باتوں سے مکمل اجتناب کریں۔زیادہ سے زیادہ وقت عبادات اور درود واستغفار میں گزاریں۔

15۔احرام کی حالت میں بہت زیادہ تلبیہ کا ورد زبان پر بھی رکھیں۔انشاءاللہ آپ کا حج مقبول ہوگا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بہت زیادہ تلبیہ پکارتا ہے اس کا عمرہ وحج مقبول ہوتا ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: حج اور عمرہ میں فرق کیا ہے؟

جواب: شرائط عمرہ واجب یا سنت ہونے کی حج کی طرح ہیں۔اور عمرے کے احرام کے مسائل بھی حج کے احرام کی طرح ہیں۔جو چیز حج کے احرام میں حرام ہیں وہی عمرے کے احرام میں بھی حرام یا مکروہ یا مسنون یا مباح ہیں۔

البتہ حج وعمرہ میں درج ذیل امور کا فرق ہے:

1۔ حج کے لیے ایک خاص وقتِ معین ہے عمرہ کے لیے وقتِ معین کی کوئی قید نہیں ہے حج کے صرف پانچ دنوں کے علاوہ سارا سال عمرہ کرنا درست ہے۔حج کے دنوں میں عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے (یعنی عمرہ کرنا منع ہے)

2۔ حج صاحبِ استطاعت پر فرض ہے عمرہ فرض نہیں ہے۔

3۔ حج فوت ہوجاتا ہے۔عمرہ فوت نہیں ہوتا۔

4۔ حج میں وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ ہے، ظہر عصر ظہر کے وقت اور مغرب عشاء، عشاء کے وقت میں نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنے کا حکم ہے اور امام حج کا خطبہ عرفات میں دیتا ہے۔عمرہ میں یہ نہیں ہیں۔

5۔ حج میں طواف زیارت، طواف قدوم، طواف الوداع ہوتا ہے عمرہ میں یہ تینوں نہیں ہوتے۔

6۔ عمرہ فاسد کرنے یا جنابت کی حالت میں ایک بکری ذبح کرنے کا حکم ہے۔ حج میں یہ دم کافی نہیں۔

7۔ اہل مکۃ المکرمہ احرام حدود حرم شریف میں باندھتے ہیں۔ جب کہ باہر سے آنے والے تمام آفاقی عمرے کا احرام میقات، یا میقات سے پہلے باندھ کر آتے ہیں۔

8۔ عمرہ کرنے والا طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کرتا ہے جب کہ حاجی 10 ذوالحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیتا ہے۔ (الباب المناسک مع ارشاد الساری)

9۔ حج تمتع اور حج قران میں قربانی واجب ہے اور حجِ اِفراد میں قربانی اختیاری ہے۔ جبکہ عمرہ میں قربانی واجب نہیں۔

سوال: حج سال میں کتنی مرتبہ ہوتا ہے۔

جواب: حج سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے۔ عمرہ سارا سال جتنے چاہے کر سکتا ہے۔ حج کا بدل ہے عمرہ کا بدل نہیں۔ عمرے کے لیے دوسرے شخص کو بھیجا جا سکتا ہے کہ وہ عمرہ کرے اور عمرہ کا ثواب عمرہ پر بھیجنے والے کو پہنچائے۔ برائے ایصال ثواب زندہ یا مردہ دونوں کی طرف سے عمرہ کرنا جائز ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: حج اور نماز میں **غلطی** معاف نہیں؟

جواب: حج میں احرام بغیر سلا ہوا پہننا، تلبیہ پڑھنا، کعبۃ اللہ کا طواف سعی،

میلین واحضرین میں دوڑنا، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، رمی، جمرات، قربانی اور حجاج کرام کی ہیئت وکیفیت حج کو یاد دلانے والی چیزیں ہیں۔ اس لیے حج اور نماز میں آدمی کو معذور نہیں سمجھا جاتا اور غلطی معاف نہیں ہوتی۔ اور شریعت کے مطابق اس کی تلافی لازمی ہوتی ہے۔ (البحرالرائق)

سوال: احرام کہاں سے باندھیں۔

جواب: اگر آپ نے سیدھا مکۃ المکرمہ جانا ہے تو پھر اپنے ملک کے ائیر پورٹ سے عمرہ کا احرام باندھیں گے۔ اگر جہاز میں سوار ہو گئے اور احرام نہیں باندھا تھا تو جدہ پہنچنے سے ایک گھنٹہ پہلے جہاز یلملم سے گزرنے سے پہلے احرام باندھ لیں نیت اور تلبیہ پکار لیں۔

اگر کسی نے جدہ پہنچ کر احرام باندھا تو یہ احرام قابل قبول نہیں کیونکہ آپ میقات سے بغیر احرام کے آگے گزر چکے ہیں۔ لہٰذا آپ پر ایک دم واجب ہو جائیگا جو کہ حدودِ حرم میں دینا ہوگا۔

سوال: حج پر روانگی سے پہلے کی نیت؟

جواب: حج بیت اللہ کے لیے جانے سے پہلے دل میں یہ خیال کرے کہ میرے آقا نے اپنے گھر بُلایا ہے اسلیے یہی قصد کرے۔ اور وہاں کی حاضری کی قبولیت کا امیدوار بن کر جائے کہ میں اپنے وطن کو چھوڑ کر جا رہا ہوں اور دل میں یہ خیال کرے کہ میں اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوں۔ اگر کسی کے ساتھ کوئی ظلم و زیادتی کی ہے تو اس کی معافی تلافی کرے۔ اگر کسی کا حق مارا ہے تو وہ ادا کرے اور اگر کسی کو ناحق ستایا ہے تو اس سے معافی مانگے۔ دو رکعت نماز توبہ

کی نیت سے اپنے گھر میں پڑھے۔ اس کے بعد درود شریف پڑھے۔ سچے دل سے اپنے گذشتہ تمام گناہوں سے توبہ کرے اپنی زبان سے استغفار کرے۔ گذشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے کہ پھر میں کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: نابینا کا حج؟

جواب: نابینا پر اگر حج فرض ہو گیا تو وہ کسی آدمی کو ضرورت کے لئے ساتھ لے جا سکتا ہے تو وہ خود حج کرے۔ اگر وہ خود حج نہیں کر سکتا تو پھر حج بدل کروائے۔

سوال: حج کے لیے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ۔

جواب: اگر کسی آدمی نے گورنمنٹ سکیم کے تحت حج کی درخواست بمع رقم جمع کروادی۔ قرعہ اندازی میں اس کا نام نہیں نکلا اور اس آدمی کو وہ رقم واپس مل گئی۔ اب اس نے یہ رقم آئندہ سال حج کے لیے محفوظ کر دی تو اس پر اس کی ملکیت ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ اس رقم پر ایک سال گزر گیا ہے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: حج کرنے کے لیے قرض لینا کیسا ہے۔

جواب: ایک آدمی پر حج فرض ہے اور آسانی سے قرض بھی مل سکتا ہے تو قرض لے کر حج کر سکتا ہے۔ اگر قرض ادا کرنے کے اسباب بھی موجود ہیں تو ایسے آدمی کو قرض لینا اور قرض لیکر حج کرنا جائز ہے۔ اگر قرض لیا لیکن سہولت کے ساتھ ادا کرنے کی امید نہیں تو ایسے شخص کو نہ حج اور نہ ہی عمرے کے لیے جانا

صحیح ہے۔(فتاویٰ شامی)

سوال: کیا حج کرنے کے لیے نکاح شرط ہے۔

جواب: حج کے لیے نکاح شرط نہیں ہے غیر شادی شدہ جوان ہونے کے بعد اگر صاحب استطاعت ہو گیا تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا حج کرنے کیلئے والدین سے اجازت لینا ضروری ہے۔

جواب: اگر آدمی پر حج فرض ہو گیا تو اس صورت میں والدین سے اجازت کی ضرورت نہیں۔ اخلاقی طور پر پوچھ لینا بہت بہتر ہے ہاں اگر آپ کا حج نفلی ہے اور آپ والدین کے ساتھ رہتے ہیں اُن کو آپ کی خدمت کی ضرورت بھی رہتی ہے تو اس حالت میں والدین کی اجازت لینا ضروری ہے۔(فتاویٰ الہندیہ)

سوال: کیا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے والے پر حج فرض ہو جاتا ہے۔

جواب: جو شخص جو حدود میقات سے باہر کا رہنے والا ہے اور اس نے شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے شروع میں عمرہ کیا پھر وہ واپس اپنے وطن چلا گیا تو دوبارہ اس کو حج یا عمرہ کے لیے آنا ضروری نہیں۔

اگر یہ آدمی اسی سال دوبارہ اپنے ملک سے حج کا ارادہ کر کے آئے تو اُسکے پہلے عمرہ کی وجہ سے حج تمتع نہیں ہوگا۔ اسکی وجہ سے تمتع کا دَم نہیں ہوگا۔(ارشاد الساری)

اگر ایسا آدمی جو حج کے مہینوں میں اپنے ملک واپس چلا گیا تھا وہ اگر دوبارہ حج تمتع کرنے کیلئے آئے تو اُس کو پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ہوگا۔(غنیۃ الناسک)

ایسے لوگ اپنے ملک سے آ کر حج اِفراد، حج تمتع اور حج قران میں سے کوئی بھی حج کر سکتے ہیں۔(ارشاد الساری)

سوال: حج پر جانے کے لیے تصویریں بنوانا کیسا ہے۔

جواب: حج کے لیے جانے کی صورت کے پیش نظر تصویر بنوانا جائز ہے۔ اس میں تصویر لازم ہے قانون بنانے والے گنہگار ہیں۔ حج پر جانے والا نہیں کیونکہ یہ شخص قانون کے سامنے مجبور ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: تحفہ یا رشوت کی رقم سے حج کرنا کیسا ہے۔

جواب: حج ایک اَہم مقدس ترین فریضہ ہے اور یہ صرف اس آدمی پر فرض ہوتا ہے جس کے پاس حلال کمائی سے گھر کے اخراجات کے علاوہ حج کے تمام اخراجات پورے ہوسکیں تو وہ شخص صاحب استطاعت کہلاتا ہے، رشوت یا تحفہ کی رقم سے حج ادا نہیں ہوتا۔ اگر آپ سرکاری ملازم نہ ہوتے تو پھر بھی لوگ آپ کو تحفے دیتے؟ اسلئے یہ بھی رشوت کے زمرے میں آتا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ معلم الحجاج)

سوال: حج میں رشوت دینا کیسا ہے؟

جواب: جس آدمی پر حج فرض ہے اور فرضی حج کی ادائیگی کیلئے جانا چاہتا ہے۔ اسکے سفر حج میں ناجائز رکاوٹیں صرف اس لیے ڈالی جا رہی ہیں کہ اہلکاروں کو رشوت دی جائے۔ رشوت دینے سے رکاوٹیں فوراً ختم کر دیتے ہیں اس لیے آپ رشوت دے کر اپنا جائز کام کروالیں۔ اس کا گناہ اس قسم کے قانون بنانے والے یا رشوت لینے والے پر ہوگا۔ دینے والے پر نہیں کیونکہ وہ مجبور ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: اگر بیٹا والدین کو حج کرائے تو۔

جواب: اگر اولاد اپنے ماں باپ کو حج کرانے کے لیے رقم دیں اور ان پر کوئی قرضہ بھی نہیں تو ان پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

بیٹی کی جائز کمائی سے اگر وہ حج پر اپنے والدین کو بھیجے تو بڑے اجر وثواب کی بات ہے۔ روایات کے مطابق بیٹی کو بھی حج کے اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے۔ (الدر مع الرد)

عورت اور مرد کو روپے پیسے اور ضروری کاغذات، پاسپورٹ وغیرہ کی حفاظت کے لیے پیٹی باندھنے کی اجازت ہے۔

سوال: کسی دوسرے کی بیوی ظاہر کر کے حج کرنا کیسا ہے۔

جواب: بعض دفعہ کسی عورت کا شوہر سعودی عرب میں ہوتا ہے اور وہ کسی دوسرے آدمی سے کہتا ہے کہ تم میری بیوی کو اپنی بیوی ظاہر کر کے ساتھ لے آؤ۔ وہ آدمی جعلی کاغذات تیار کرتا ہے اور اس کی بیوی کا ویزا بھی لگ جاتا ہے۔ جدہ ائیر پورٹ پر یا مکۃ المکرمہ میں پہلا خاوند اپنا اقامہ دکھا کر بیوی کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور اپنے ساتھ ہی حج وعمرہ و مدینہ کرواتا ہے۔ تو ایسی صورت میں حج تو ہو جائے گا۔ لیکن محرم کے بغیر جہاز کا سفر اور جعل سازی کی وجہ سے تینوں گنہگار ہوں گے۔ اس لیے علماء اور فقہاء نے اس طرح حج کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ (مسلم شریف، غنیۃ الناسک، فتاویٰ شامی)

سوال: حج کے لیے کمیٹی ڈالنی کیسی ہے۔

جواب: چند آدمی مل کر کمیٹی ڈال کر حج کے لیے یا عمرہ کے لیے قرعہ اندازی کرتے ہیں جس آدمی کا قرعہ میں نام نکلے اس کو حج یا عمرہ پر بھیج دیتے ہیں یہ

جواہے یہ ناجائز ہے کیونکہ ان تمام شریک آدمیوں سے کوئی بھی آدمی یہ رقم ہدیہ، ہبہ یا تعاون کے طور پر نہیں دیتا۔ بلکہ اس نظریہ سے دیتا ہے کہ شاید میرا ہی نام نکل آنے کی ایسی آس لگائے بیٹھا ہے اور قرعہ اندازی میں نام نہ نکلنے کی صورت میں اُسے اندیشہ ہے۔ جو کام نفع نقصان کے پیش نظر کیا جائے وہ جُوا میں شامل ہے اور جُوا، حرام ہے اس لیے یہ طریقہ کار اپنانا بھی حرام ہے۔ فتاویٰ شامی)

سوال: اولاد کے ذمہ والدین کو حج کروانا کیسا ہے۔

جواب: اولاد کے ذمہ اپنے والدین کو حج بیت اللہ کرانا ضروری نہیں۔ اگر اللہ رب العزت نے اولاد کو کثرت سے مال و دولت سے نوازا ہے تو اولاد کے لیے ماں باپ کو حج کرانا اُن کیلئے بہت بڑی سعادت مندی ہوگی۔ ماں باپ سے ڈھیروں دعائیں لینے کا موقع غنیمت جانئے۔ (الدرمع الرد)

سوال: حرام کمائی سے حج کرنا کیسا ہے۔

جواب: حرام کمائی سے حج کرنے سے حج قبول نہیں ہوتا۔ اس لیے حج حلال کمائی سے کرنا ضروری ہے۔ حرام کمائی سے حج بھی نہیں ہوگا اور اُلٹا گناہ گار بھی ہوگا۔ (الدرمع الرد)

سوال: اسلام کا پانچواں رکن کونسا ہے۔

جواب: حاجی حج کے ذریعے اسلام کا پانچواں اور آخری اہم رکن ادا کر کے اپنے دین کی تکمیل کرتا ہے۔ حج مبرور کے بعد انسان کو ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ گزری ہوئی زندگی کی کوتاہیوں کا جائزہ لے کر آئندہ نئی زندگی کے لیے کوئی ایسی نئی راہ اختیار کرتا ہے جس سے واضح طور پر حاجی صاحب کی زندگی

میں نمایاں طور پر تبدیلی رُونما ہو۔ اور اس کی دینی، اخلاقی، معاشرتی اعتبار سے اسکے افکار، رجحانات اور ارادوں کی دنیا بدل جائے۔ (ارشاد الساری)

سوال: مکۃ المکرمہ میں داخلہ کے وقت کیفیت۔

جواب: زائرین حرم کو چاہیے کہ وہ ادب وعجز وانکساری کے ساتھ مکۃ المکرمہ میں داخل ہوں۔ اس عظیم مقام میں عاشقانہ انداز میں حاضر ہونے کی ضرورت ہے۔ ننگا سر کفن پر دوش، بال بکھرے ہوئے، پریشاں حال جسم پر مٹی گھٹا پڑا ہوا ہو اپنے دین ودنیا کے تمام مقاصد کے لیے دعائیں مانگئے۔ اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی کے لیے استغفار کرتے ہوئے آئے اور اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں اپنے گناہوں کا قیدی ہوں جو گناہ معاف کرنے والے رب تعالیٰ کے سامنے پیش ہو رہا ہوں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: قیام مکۃ المکرمہ کی ہدایات کیا ہیں۔

جواب: اس عظیم اور مقدس سفر میں یہ نہ بھولئے گا کہ آپ ایک حاجی ہونے کے ناطے سے اللہ کے مہمان بھی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب حاجی مکۃ المکرمہ میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جلدی سے جاؤ میرے مہمان آئے ہیں اِنکے پیروں کے نیچے اپنے پر بچھاؤ۔ اس لئے ہر حاجی کو اپنے اِن قیمتی لمحات کو عبادات، تلاوت۔ طواف۔ اور ذکر واذکار میں گزارنا چاہیے۔

سوال: مکۃ المکرمہ میں آیا ہوا شخص احرام کہاں سے باندھے۔

جواب: کوئی شخص مکۃ المکرمہ کسی بھی غرض سے آیا ہو اور اب مکہ میں رہتے

ہوئے وہ عمرہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو مسجد عائشہ یا جعرانہ سے احرام باندھنا ہوگا۔ حرم کے اندر احرام باندھنا صحیح نہ ہوگا۔ (ارشاد الساری)

اگر کوئی شخص عمرہ کر کے حلال ہو جاتا ہے اور وہ دوبارہ پھر عمرہ کرنا چاہتا ہے تو تنعیم یا جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھے گا۔ اور حج کا احرام عمرہ کرنے کے بعد اہل حرم کی طرح اپنے ہوٹل گھر سے باندھے گا۔ (الدر مع الرد)

سوال: کیا حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے۔

جواب: ساری زندگی میں صاحب استطاعت پر ایک بار حج فرض ہوتا ہے ایک سے زائد حج کرے گا تو وہ نفلی شمار ہوں گے۔ (ہدایہ مع فتح القدیر)

سوال: حج مبرور کس کو کہتے ہیں۔

جواب: حج مبرور حجِ مقبول کو کہتے ہیں۔ مقبول حج وہ ہے جس میں حاجی بہت کثرت سے اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتا رہے اور اس کے ساتھ حج کے تمام فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کو احسن طریقے سے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ اور اس دوران احرام کی حالت میں ممنوعات سے بھی بچتا رہا۔ اس کا کھانا پینا بھی حرام کا نہ ہو نام و نمود اور ریاکاری سے بھی اپنے آپ کو بچاتا رہا۔ (فتح الباری)

حج ایک بہت بڑی عبادت ہے اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مقبول حج وہی ہے جس سے انسان کی روزمرہ زندگی میں نمایاں تبدیلی رونما ہو جائے۔ اور گناہوں سے ہمہ وقت بچنے کا اہتمام ہو اور اطاعت و احکاماتِ خدا و رسول کی پابندی ہونا۔ کہ حج کے بعد کی زندگی میں ایک انقلاب آجائے۔ (ارشاد الساری)

سوال: حج کے مہینوں میں عمرہ کے بعد حج۔

جواب: اگر کسی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا (شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ سے پہلے) تو اب وہ حج تمتع کرسکتا ہے۔ حج قران نہیں کرسکتا۔ (فتاویٰ شامی)

ایسے حاجی کو 10 ذی الحجہ کو پہلے رمی کے بعد دم شکر (قربانی) سر منڈانے سے پہلے کرنا واجب ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: ملازمین سے چندہ اکٹھا کر کے حج پر بھیجنا کیسا ہے۔

جواب: اگر کسی ادارہ، محکمہ یا کارخانے کے ہر ملازم سے ہر ماہ ایک مخصوص چندہ وصول کر کے سال کے بعد ایک یا دو آدمیوں کو قرعہ اندازی کے ذریعے حج پر بھیجا تو یہ ناجائز ہے کسی سے زبردستی چندہ لینا رقم جمع کرنا یہ دونوں عمل ناجائز ہیں، بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر تمام ملازمین باہمی رضامندی سے ہر ماہ چندہ دیں زبردستی نہ ہو تو پھر حج پر بھیجنا جائز ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حج زندگی میں صاحب استطاعت پر صرف ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے اس لیے اس عظیم سفر کو شروع کرنے سے پہلے اس کو اچھی طرح سیکھ کر جانا بہت ضروری ہے۔

سوال: احصار کسے کہتے ہیں۔

جواب: احصار کے لغوی معنی روکنا، باز رکھنا، منع کرنا اور شریعت کی زبان میں احصار یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے عمرہ یا حج کا احرام باندھ لیا اور بعد میں حکومت نے اس کو روک لیا اس کو احصار (یعنی محصر) کہتے ہیں۔ (غنیۃ الناسک)

محصر کے لیے حکم ہے کہ اگر اس نے احرام باندھ کر نیت اور تلبیہ پکار لیا

اس کے بعد گورنمنٹ نے حج یا عمرہ سے روک دیا تو اب اسپر ہر صورت میں ایک دم واجب ہے۔ اگر محصر کو حج سے روک دیا گیا تو اس کو حج کی قربانی کے لیے جانور یا رقم مکۃ المکرمہ منیٰ بھیجنی ہوگی اور ایام نحر میں اسکو ایک دن مقرر کرنا پڑے گا۔ اس وقت وہ جہاں بھی ہو احرام نہیں کھول سکتا۔ جب دم حدود حرم میں جانور ذبح ہوجائے گا تو پھر یہ محصر احرام سے نکل سکے گا۔ (غنیۃ الناسک)

محرم کو کوئی ایسا مانع پیش آجائے جس کی وجہ سے وہ نہ تو وقوف عرفات اور نہ طواف زیارت کرسکا تو وہ بھی محصر ہی ہوگا اگر صرف ایک یعنی وقوف عرفات یا طواف زیارت سے روکا گیا تو پھر محصر نہیں ہوگا۔ (ارشاد الساری)

اگر وقوفِ عرفہ سے روکا گیا تو یہ آدمی عمرہ کر کے حلال ہوجائے گا اور اگر اس کو طوافِ زیارت سے روکا گیا تو زندگی میں کبھی بھی طواف زیارت کرسکتا ہے۔ البتہ طواف زیارت کے کرنے تک اس کی بیوی اس پر حلال نہ ہوگی جب تک طواف زیارت کر کے دم حدود حرم میں نہ دے لیں۔ (ارشاد الساری)

محصر کی قربانی ایام نحر سے پہلے یا بعد میں دی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ شامی)

جب محصر کا مقرر کردہ قربانی کا وقت گزر جائے یا فون کے ذریعے اس کو اطلاع مل جائے تو پھر حلق کروا کر احرام کھول سکتا ہے۔ پھر اس پر آئندہ سال حج کی قضاء واجب ہے۔

اگر عمرہ تھا تو صرف عمرہ کی قضا واجب ہے۔ اور اگر حج کی قضاء تھی تو پھر عمرہ اور حج دونوں کی قضاء واجب ہوگی۔ (الدر مع الرد)

احصار کی دیگر 10 صورتیں اور بھی ہیں جو کہ کتب حج میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

فضائل بیت اللہ شریف

حج کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اس کے حضور اپنا جذبہ عبودیت کو پیش کرنا ہے۔ اللہ کے حضور بندگی پیش کرنے کی دنیا میں جتنی بھی صورتیں موجود ہیں وہ سب حج میں جمع کردی گئیں ہیں۔

بیت اللہ شریف تجلیاتِ ذاتی کا مہبط ہے۔ اسکے اَنوار وتجلیات عالمِ اَمر سے آتے ہیں۔ عرشوں سے گزرتے ہوئے آسمانوں سے گذر کر بیت اللہ شریف پر نازل ہوتے ہیں پھر دوسری طرف زمین کو عبور کرتے ہوئے عرشوں سے گزر کر عالم اَمر میں جا ملتے ہیں۔ اللہ کریم کے اَنوارات وتجلیات اسقدر قوی اور مضبوط ہیں کہ کوئی چیز بیت اللہ کے عین اوپر سے گزرنے کی جرات نہیں کرسکتی۔

مصر کے ایک پائلٹ نے بتایا کہ میں اسرائیل میں لڑی جانے والی جنگ میں شامل تھا۔ اسرائیل سے نہر سوویز کا ایک کنارہ خالی کروالیا تھا۔ اُس نے بتایا کہ میرے آفیسر نے مجھے ہدایت کی تھی کہ تم بھول کر بھی بیت اللہ شریف کے اوپر سے جہاز نہ گزارنا کیونکہ وہاں ہمہ وقت اللہ کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ اگر وہاں سے جہاز گزارو گے تو اُسکے تمام سسٹم خراب ہو جائیں گے ماسوائے تباہی کے جہاز کا کوئی اور انجام نہیں ہوتا۔ بیت اللہ شریف پر نازل ہونے والی تجلیاتِ باری تعالیٰ سے جاندار تو جاندار مشینیں بھی خراب ہو جاتی ہیں۔

بیت اللہ شریف تمام انسانیت کیلئے بہت ہی بابرکت اور تمام جہانوں

کیلئے ہدایت کا سبب ہے۔جس شخص کا بھی ایمان کیساتھ اُس کے ساتھ تعلق ہو اُسکو ہدایت نصیب ہوجاتی ہے۔

مکۃ المکرمہ بہت ہی بابرکت شہر ہے اس شہر کی ہر جگہ۔ درودیوار، پتھر۔ ریت۔مٹی، بلکہ اس کا ذرہ ذرہ بابرکت ہے۔

حضرت حسن بصریٰ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لوگ اپنے دین پر قائم رہیں گے جب تک وہ بیت اللہ شریف کا طواف سعی وحج کرتے رہیں گے اور اُسکی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہیں گے۔(درمنثور)

یادرکھیں یہ وہی شہر مکہ ہے جس میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 53 سال یہاں گزارے ہیں۔معراج اسی شہر سے ہوئی۔وحی اِلٰہی کا نزول اسی شہر سے ہوا چاند کے دوٹکرے (شق القمر) اسی شہر میں جبل ابوقبیس پر ہوا۔اسی شہر کے درختوں۔پتھروں۔کنکریوں نے با آواز بلند درود وسلام اور کلمہ پڑھا۔ بیعت عقبہ وثانیہ اسی شہر میں ہوئیں۔جبلِ حرا (غارحرا) اور جبل ثور (غارثور) اور جبل رحمت اسی مقدس شہر کے قرب وجوار میں ہیں۔اسی شہر کی قسمیں قرآن پاک میں (لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ) کھائی ہیں۔

اللہ نے اسی شہر مقدس کو بلدالامین کے نام سے پکارا ہے۔آب زمزم کا کنواں صفا مروہ۔مقام ابراہیم۔حجرِ اَسود اسی بیت اللہ میں ہیں۔

یہی وہ مقدس مقامات ہیں جہاں گناہگاروں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اسی شہر کے بارے میں حضور محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اَے

مکہ اللہ کی قسم! تُو اللہ کی بہترین زمین پر ہے اور مجھے تُو بہت ہی محبوب ہے۔
(شفا۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، راوی حدیث ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں ایمان کی حالت میں مر گیا وہ قیامت کے دن نجات یافتہ لوگوں میں اُٹھایا جائے گا۔

مکۃ المکرمہ میں رہنے والے اللہ کے پڑوسی ہیں۔ (فضائل حج)

حجر اَسود کو یمین اللہ۔ اللہ کا دایاں ہاتھ قرار دیا گیا ہے۔ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کو نہ پایا اُس شخص کو چاہیے کہ وہ حجر اَسود کا استلام کر لے تو گویا اُس نے اللہ اور اُسکے رسول سے بیعت کر لی۔

(درمنثور۔ الازرقی برویت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما)

فرشتے بھی احرام باندھتے ہیں جیسا کہ مسلمانوں پر لازم ہے فرشتے جب دنیا کے کسی بھی کونے میں جائیں وہ پہلے حرم شریف میں احرام پہن کر داخل ہوتے ہیں طواف کرتے ہیں یہ کعبۃ اللہ کی عظمت کی نشانی ہے۔ حضرت عثمان بن یسار رضی اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی فرشتے کو دنیا میں بھیجتے ہیں تو وہ اپنی ڈیوٹی سے پہلے احرام باندھ کر تلبیہ پڑھتا ہوا بیت اللہ شریف میں حاضری دیتا ہے۔ اخبار مکہ

سوال: کیا خیر و برکت کیلئے حرم کی مٹی یا پتھر اپنے ساتھ لا سکتے ہیں.

جواب: حرم بیت اللہ کی مٹی یا پتھر حرم شریف سے باہر لے جانا علماء نے منع کیا ہے اس لیے وہاں سے مٹی یا پتھر وغیرہ نہ لائے جائیں۔

آفاقی حاجی کو ہر ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔(غنیۃ الناسک)

مکۃ المکرمہ شہر اسلام واسلامیانِ عالم ہے۔یہی اِن سب کا قبلہ ہے اسی کو کعبۃ اللہ کہا جاتا ہے۔اس دنیا میں بننے والا یہ پہلا گھر ہے جو اللہ کے حکم سے تعمیر کیا گیا ہے۔مکۃ المکرمہ میں یہ پہلی بستی ہے جو خطہ اَرضی پر بسائی گئی سطح آب پر مٹی کو پہلا وجود کعبۃ اللہ سے ملا ہے۔اسی طرح مکہ شہر کو اُمّ القرٰی کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

انسان اوّل حضرت آدم علیہ السلام کو جب آسمانوں سے اُتارا گیا تو حضرت حوّا علیہا السلام سے اُنکی ملاقات عرفات میں ہوئی اور اسطرح انسانوں کی پہلی قیام گاہ سر زمین مکہ قرار پائی۔اسکے بعد اسی مقام مکہ سے نسلِ انسانی مشرق ومغرب، عرب وعجم میں پھیلنا شروع ہوئی۔(معجم البلدان)

یہ عظیم شہر اللہ رب العزت کا پسندیدہ شہر ہے اور اسی کو اَمن والا شہر قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح اس دنیا میں جو یہاں پہلا پہاڑ نمودار ہوا وہ کعبۃ اللہ کے ساتھ جڑا ہوا جبلِ ابوقبیس ہے۔(تاریخ مکہ۔اخبار مکہ)

لوگوں نے جب شہر بسانا شروع کئے تو کعبۃ اللہ کے چوکور ہونے کی وجہ سے صدیوں تک چوکور مکان تعمیر نہیں کئے۔بلکہ لوگ گول مکان بناتے تھے دنیا میں سب سے پہلے چوکور مکان حمید بن زبیر نے بنایا۔(اَزرقی۔فاکہی)

مکہ کی شہری حیثیت ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 2 سو سال پہلے قصیٰ بن کلاب کے دور میں شروع ہوئی جبکہ اس سے پہلے لوگ گھاٹیوں میں رہا کرتے تھے رحمت اللعالمین معلم انسانیت، ختمی المرتبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی شہر میں

پیدا ہوئے۔ اسی شہر مقدس میں بعثت ہوئی اور پہلی وحی بھی یہیں نازل ہوئی اسلام کا ظہور بھی اسی شہر سے ہوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش پر رہتی دنیا تک کیلئے بیت المقدس کی بجائے کعبۃ اللہ کو مسلمانانِ عالم کا قبلہ قرار دیا گیا اُسکے آس پاس کی حدود کو حدودِ حرم قرار دیا گیا۔ اِن حدود کے اندر کافر لوگوں کا داخلہ قیامت تک بند کر دیا گیا۔

سب سے زیادہ عبادت اسی شہرِ مقدس میں کی جاتی ہے۔ دنیا بھر سے حجاجِ کرام وزائرین کی آمد کبھی بھی بند نہیں ہوتی۔ کعبۃ اللہ کا طواف نماز پنجگانہ کے علاوہ کسی وقت بھی نہیں رکتا مسجد الحرام میں کی جانے والی عبادات دنیا بھر کی عبادات سے ایک لاکھ گنا اَفضل قرار دی گئی ہے۔ (فضائل حج)

اس سرزمینِ پاک میں 300 سے زائد انبیائے کرام آرام فرما رہے ہیں۔

مکۃ المکرمہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر ہونے والا سب سے قدیمی اوّل اور قابلِ عزت وادب وتکریم کا گھر بیت اللہ شریف ہے۔

کعبۃ اللہ اَہلِ اسلام کا حرم ہے۔ اس حرم کی حدود بھی مقرر ہیں اور اِن حدود میں داخل ہونے والے پر مقررہ آداب کی پابندی بھی لازمی ہے۔

سوال: بیت اللہ کو دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: بیت اللہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے اس لیے طواف اور نماز سے فراغت کے بعد اس کو دیکھنا عین عبادت ہے۔ جو شخص بھی محبت اور شوق سے کعبۃ اللہ شریف کو بیٹھ کر دیکھتا ہے اس کو اللہ کی رحمت کا زیادہ حصہ ملتا ہے۔ (تاریخ مکہ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان سے کتنی مرتبہ مکہ آئے۔

جواب: حضرت آدم علیہ السلام ایک ہزار مرتبہ ہندوستان سے مکۃ المکرمہ پیدل آئے۔آپ نے تین سو حج کیے اور سات سو عمرے کیے۔(السیرۃ الحلبیہ)

سوال: کیا مشرق میں رہنے والے خوش قسمت ہیں۔

جواب: کعبۃ اللہ کے مشرق کی طرف سے رہنے والے لوگ خوش قسمت ہیں۔ان کی خوش قسمتی یہ ہے کہ کعبۃ اللہ مشرق کی طرف ہے۔کعبۃ اللہ کی مشرقی جانب ملتزم، کعبۃ اللہ کا دروازہ، حجر اسود کا کچھ حصہ، آب زم زم کا کنواں، مقام ابراہیم، صفا و مروہ، جبل ابو قبیس، مولد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پھر اس کے مشرقی جانب منیٰ پھر اس سے مشرق جنوب میں گولائی میں مزدلفہ، پھر منیٰ سے سیدھا مشرق میں عرفات، پھر منیٰ میں مسجد خیف اور مزدلفہ میں مشعر الحرام۔میدانِ عرفات میں مسجد نمرہ جیسی عظیم مساجد بھی ہیں۔اس لیے مشرق والے ان نعمتوں کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ان تمام اعزازات کو دیکھ کر مسلمان کو صرف خوش ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان عظیم احسانات کی وجہ سے دوسروں سے بڑھ چڑھ کر اسکو اللہ کی عبادت میں حصہ لینا چاہیے۔(تاریخ المرام المسجد الحرام)

سوال: کیا بیت اللہ کو دیکھنے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

جواب: ایمان اور ایقان کی نگاہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں۔بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔بیت اللہ شریف کی زیارت سے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی جنم لیا ہو۔بیت اللہ شریف کی زیارت سے بندہ کو قیامت کے دن امن کی ضمانت میسر ہوگی۔اللہ اور اُسکے رسول کی

خوشنودی کے لیے بیت اللہ شریف کی زیارت حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

سوال: کیا قیامت کے دن بیت اللہ شریف آدمی کی سفارش کرے گا۔

جواب: لوگ دنیا کے کونے کونے سے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے آتے ہیں قیامت کے دن بیت اللہ شریف ان سب کی سفارش کرے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو کعبۃ اللہ کو میری قبر مبارک کے پاس لایا جائے گا اور وہ کہے گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو تو میں بھی کہوں گا تجھے بھی سلام ہو۔ اے بیت اللہ تیرے ساتھ میری امت نے کیا کیا تو بیت اللہ کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو میرے پاس آیا اس کے لیے میں کافی ہوں اور ان کی سفارش کروں گا اور جو میرے پاس نہیں آیا اُسکے لیے آپ کافی ہیں اور آپ اُنکی سفارش کریں گے۔ (الترغیب والترہیب)

اس لیے مکۃ المکرمہ میں جا کر حاجی زیادہ سے زیادہ طواف، ذکر واذکار میں مشغول رہے، اور نہایت ادب و احترام سے رہنا بھی بہت ہی ضروری ہے۔

سوال: کیا بیت اللہ کے پاس انبیاء کی قبریں ہیں۔

جواب: ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ مقام ابراہیم، حجر اسود اور آبِ زم زم کے کنویں کے درمیان ننانوے انبیائے کرام کی قبور ہیں۔ ایک دوسری حدیث مبارک میں ہے کہ بیت اللہ شریف کے چاروں اطراف تین سو انبیائے کرام کے مدفن ہیں۔ جس نبی کو اس کی قوم نے جھٹلایا اور تکلیف دی وہ

مجبوراً اپنی قوم کو چھوڑ کر مکۃ المکرمہ آجاتا۔ یہاں وہ اللہ کی عبادت یکسوئی سے کرتا یہاں تک کہ اس کی موت کا پروانہ آجاتا اور وہ یہاں ہی دفن کر دیا جاتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبریں بھی یہاں ہیں۔ (السیرۃ الحلبیہ)

سوال: بیت اللہ شریف کے علاوہ کسی اور چیز کا طواف کرنا کیسا ہے۔

جواب: پوری دنیا میں بیت اللہ شریف کے سوا کسی اور جگہ یا چیز کا طواف کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ (ارشاد الساری)

سوال: بیت اللہ میں پہلی حاضری۔

جواب: جب زائرین حرم کی پہلی نگاہ بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے اس وقت وہ جو دعا بھی مانگے وہ قبول ہوتی ہے۔ اس لیے حاجی کو چاہیے کہ جب بھی بیت اللہ شریف پر نظر پڑے خوب دلجمعی، گریہ وزاری سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اس لیے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: بیت اللہ شریف کا تعارف کیا ہے۔

جواب: مشہور صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے پانی کو پیدا فرمایا اور پھر پانی کو ہوا پر ٹھہرایا اس کے بعد اللہ نے ایک ایسی ہوا بھیجی جس سے پانی میں ہلچل پیدا ہوئی۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی حرکت میں بیت اللہ شریف والی جگہ پر ایک ٹیلہ نمودار کیا۔ پھر دو ہزار سال بعد فرشتوں

نے اس جگہ پر بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی۔ (مصنف عبدالرزاق) تفصیل میری کتاب تعمیرِ بیت اللہ کے ارتقائی مراحل میں ملاحظہ فرمائیں۔

بیت اللہ شریف تمام عبادت گاہوں میں سب سے افضل سچی عبادت گاہ ہے جو سارے جہاں والوں کے لیے رُشد و ہدایت اور راہنمائی کا منبع ہے۔ یہ واحد عبادت گاہ ہے جس کی زیارت کرنے سے دل کو روحانی سکون ملتا ہے اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور بخشش و مغفرت کا یقینی ذریعہ ہے۔ بیت اللہ شریف کو صرف دیکھنا بھی ایک سال کی نفل عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اس پر رات دن ہمہ وقت 120 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ نیکیاں تو طواف کرنے والوں کو عطا کی جاتی ہیں اور چالیس نیکیاں نماز پڑھنے والوں کو عطا کی جاتی ہیں اور بیس نیکیاں صرف بیت اللہ شریف کو دیکھتے والوں کو عطا کی جاتی ہیں۔ (جامع اللطیف)

حدیث پاک میں ہے کہ جب تک بیت اللہ شریف قائم ہے یہ دنیا بھی قائم رہے گی۔ جب اللہ کا ارادہ اس دنیا کو ختم کرنے کا ہوگا تو بیت اللہ شریف کو زمین سے اٹھا لیا جائے گا۔ ایک موقع پر رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب ایک چھوٹی پنڈلیوں والا ٹیڑھے ہاتھوں والا گنجا شخص کعبۃ اللہ شریف کو خراب کرے گا گویا وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے وہ ظالم کعبۃ اللہ کا ایک ایک پتھر الگ کر دے گا۔ اس کا غلاف چرائے گا اور اس کا خزانہ لوٹ لے گا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کدال چلا رہا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔ اَلْعَیَاذُبِاللّٰہِ۔ (بخاری شریف)

سوال: تعارف بیت اللہ شریف کیا ہے۔

جواب: بیت اللہ شریف کی عمارت چوکور ہے۔ اس کے چار کونے ہیں ان کو عربی میں رکن کہتے ہیں۔ حجر اسود والا کونہ، اس سے آگے رکن عراقی والا کونہ، اس کے ساتھ رکن شامی والا کونہ، اس کے ساتھ آگے رکن یمانی والا کونہ ہے۔ حطیم U کی طرح دیوار کو کہتے ہیں اور پرنالہ کو میزابِ رحمت کہتے ہیں۔

سوال: حدود حرم کی نشاندہی کریں؟

جواب: کعبۃ اللہ اور حدودِ حرم کے درمیان کا فاصلہ کچھ اس طرح ہے:

شارع مدینہ المنورہ پر تنعیم کے مقام پر حرم کا فاصلہ 3 میل ہے

شارع یمن پر	7 میل کا فاصلہ ہے
شارع جدید پر	10 میل کا فاصلہ ہے
شارع طائف عرفات کے قریب	11 میل کا فاصلہ ہے
شارع عراق پر	7 میل کا فاصلہ ہے
جعرانہ	18 میل کا فاصلہ ہے

سوال: حدود حرم اور مسجد کا درمیانی فاصلہ کلومیٹر کے حساب سے

جواب:

تنعیم (مسجد عائشہ صدیقہ)	5۔7 کلومیٹر
نخلہ	13 کلومیٹر
اضاۃ لین (عکیشہ)	16 کلومیٹر
جعرانہ۔ مستوقرہ	22 کلومیٹر
حدیبیہ (شمیسی)	22 کلومیٹر
جبل عرفات (ذات السلیم)	22 کلومیٹر

سوال: حرم کی حدود کی حد بندی کیسے ہوئی؟

جواب: حضرت امام ازرقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہم السلام مکۃ المکرمہ آئے تو آپ کو شیطانِ مردود کے حملہ کا خطرہ ہوا۔ جس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مکۃ المکرمہ کے چاروں اطراف فرشتوں کو مقرر فرما دیا تا کہ شیطان اس علاقے میں داخل نہ ہو سکے۔ چنانچہ جن جگہوں پر فرشتوں کا پہرہ تھا وہاں حرم کے نشانات قائم کر دیئے گئے اس طرح ان کی حدود کے اندر کے حصہ کو حدود حرم قرار دے دیا گیا۔ (اخبار مکہ)

سوال: کونسے دو کام حرم پاک میں کرنا منع ہیں۔

جواب: حرم پاک میں دو کام کرنا منع ہیں اگرچہ آپ احرام کی حالت میں ہوں یا نہ ہوں.

(1) حرم کے جانوروں کو چھیڑنا یعنی شکار کرنا یا تکلیف پہنچانا۔

(2) حدود حرم میں درخت یا گھاس کاٹنا۔ (اعلاء السنن)

سوال: حج کا اولین اعلان کس نے کیا۔

جواب: سیرۃ حلبیہ کی روایات بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر بیت اللہ سے فارغ ہو گئے تو آپ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ اَقدس میں التجا کی کہ اے میرے رب میں نے تیرے حکم کے مطابق بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل کر دی ہے اب اس کا طواف و حج کرنے والوں کو بھیج تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ لوگوں میں حج کا اعلان فرما دیں اس پر ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے

پروردگار عالم میری آواز تو ان پہاڑوں میں دب کر رہ جائے گی لوگوں تک کیسے پہنچے گی یا کون پہنچائے گا تو اللہ خالق کائنات نے حکم فرمایا کہ تم اعلان کر دو (تمہاری آواز کو لوگوں تک) پہنچانا میرا کام ہے اس پر پھر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا پروردگار عالم میں کیا کہوں اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم کہو اے لوگو تم پر بیت العتیق یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قدیم گھر کا حج فرض کر دیا گیا ہے اس لئے تم پروردگار کے حکم پر آؤ۔ ابراہیم علیہ السلام مقام ابراہیم پر کھڑے ہو گئے (جو کعبۃ اللہ کی تعمیر کے لئے جنت سے بھیجا گیا تھا) پھر یہ پتھر اوپر اٹھنا شروع ہوا یہاں تک کہ اونچے سے اونچے پہاڑ سے زیادہ بلند ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالیں پھر اپنے چہرے کو دائیں بائیں گھماتے ہوئے تین بار اعلان فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین کے پہاڑوں، میدانوں، دریاؤں اور تمام خشکی کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ دنیا کے انسانوں اور جنات کے علاوہ عالم ارواح میں بھی یہ آواز سنوائی گئی اور جن لوگوں نے جتنی جتنی مرتبہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ○ کہا وہ اتنی مرتبہ حج وعمرہ کے لیے جائیں گے۔
سیرت حلبیہ، سورۃ حج۔

سوال: اگر آپ کی نیت صرف حج کی ہو تو۔

جواب: اگر آپ حج افراد کی نیت کر رہے ہیں تو اس طرح کیجئے:
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ۔

ترجمہ: ''اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔''

سوال: حج تمتع کی نیت ہو تو پہلے عمرہ کی یہ نیت کیجئے۔

جواب: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔

ترجمہ: ''اے اللہ میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔''

مکۃ المکرمہ پہنچ کر عمرہ کی تکمیل کے بعد احرام کھول دیجئے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو دوبارہ اپنے ہوٹل سے احرام باندھے پھر اس طرح نیت کیجئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

ترجمہ: ''اے اللہ میں حج تمتع کی نیت کرتا ہوں تو اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔''

سوال: حج قران کی نیت ہو تو۔

جواب: حج قران کی نیت اس طرح کریں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔

ترجمہ: ''اے اللہ میں عمرہ اور حج دونوں کی اکٹھی نیت کرتا ہوں دونوں کو میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔ (الحقائق، الدر مع الرد)

جس چیز کا احرام باندھا جا رہا ہے اس کی نیت دل میں کرے، اور زبان سے بھی کہے اور پھر تلبیہ بھی زبان سے پڑھے۔ اس کے بعد احرام کی تمام پابندیاں لگ جائیں گی۔

سوال: حج کے فرض کتنے ہیں؟

جواب: حج کے فرض تین ہیں:

(1) احرام۔تمام کپڑے اُتار کر دو چادریں اوڑھ لینا

(2) وقوف عرفات۔ 9 ذوالحجہ کو زوالِ آفتاب سے صبح صادق تک کسی بھی وقت وقوف کیا۔خواہ یہ وقوف چند لمحات کا ہو۔

(3) طواف زیارت بیت اللہ شریف جو دس ذوالحجہ سے لے کر بارہ ذوالحجہ غروب آفتاب تک کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

عموماً حجاج کرام رمی، قربانی حلق کرانے کے بعد احرام کھول کر پھر طواف زیارت کرنے کے لیے جاتے ہیں یہ درست ہے

یہ بات ذہین نشین کرلیں کہ ان تین فرضوں میں سے کوئی ایک فرض بھی رہ گیا تو حج صحیح نہ ہوگا۔اوراس کی تلافی کسی بھی بڑے سے بڑے دم سے نہیں ہوسکتی۔

اور یہ بات بھی یاد رہے کہ ان تینوں فرضوں کو ترتیب کے ساتھ ادا کرنا اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر فرض کو اس کی مخصوص جگہ اور وقت میں ادا کرنا بھی فرض ہے۔(البحر العمیق، غنیۃ الناسک، ارشاد الساری، فتاویٰ شامی)

سوال: واجباتِ حج کتنے ہیں۔

جواب: واجباتِ حج چھ ہیں:

1۔ مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا۔

2۔ صفاومروہ کے درمیان سعی 7 چکروں کیساتھ مکمل کرنا۔

3۔ رمی جمار تین دن شیطانوں کو کنکریاں مارنا۔

4۔ حج قِران اور حج تمتع کی رَمی کرنے کے بعد قربانی کرنا۔

5۔ 10 الحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد حلق یا قصر کرانا۔

6۔ آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کا طواف الوداع کرنا۔

ان واجبات میں سے اگر کوئی ایک واجب رہ جائے تو حدودِ حرم میں دَم دینا واجب ہوجاتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حج کے اندر سنتیں کتنی ہیں۔

جواب: حج کی ادائیگی میں کچھ باتیں محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں ہیں جن پر عمل کر کے دین و دنیا اور آخرت میں ثواب حاصل کریں۔ اگر آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ حضور محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں اور یقیناً رکھتے ہیں تو آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سنتوں سے آپ کے بتائے اور اَدا کیے ہوئے طریقوں سے بھی محبت ہونی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال کا ذکر ہوا۔ اس میں فرائض اور واجبات کا بھی ذکر ہوا۔ وہاں سنتوں کا بھی ذکر ہونا لازمی ہوتا ہے۔ دورانِ حج ان باتوں پر عمل کرنا سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: سنتیں یہ ہیں

1۔ حج سے پہلے احرام کے بعد طوافِ قدوم۔

2۔ طواف قدوم یا فرض طواف میں رمل کرنا۔

3۔ صفا مروہ کی سعی کے دوران سبز نشانوں (میلین اَخضرین) کے درمیان مردوں کو ہر چکر میں دُڑکی چال بھاگنا۔

4۔ قربانی کی تینوں راتوں میں منیٰ میں رہنا۔

5۔ اگر موقع ملے تو حج کیلئے سورج نکلنے کے بعد عرفات میں جانا۔

6۔ مزدلفہ سے صبح نماز کے بعد وقوف کر کے سورج نکلنے کے بعد منیٰ میں آجانا۔

7۔ 9اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں گزارنا۔

8۔ 11اور 12 ذوالحجہ کو تینوں (یعنی پہلے چھوٹے پھر درمیان والے اور پھر آخر والے بڑے) شیطانوں کی رمی ترتیب کے ساتھ کرنا۔ (المناسک الملاعلی قاری)

سوال: حج کس کا قبول ہوتا ہے؟

جواب: حج کس آدمی کا قبول ہوتا ہے اور کس کا نہیں ہوتا؟ یہ فیصلہ اللہ رب العزت کی ذات ہی کر سکتی ہے۔ بندہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس نے شرائط کی پابندی کے ساتھ حج کے تمام ارکان درست طریقہ پر ادا کیے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا تو انشاء اللہ اس کا حج قبول ہے۔ اور جس نے شرائط کا کوئی لحاظ نہ کیا اس کا حج قبول نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کس کا قبول ہے اور کس کا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی کے حج کرنے کے بعد اس کے جسم پر اعمال حج وارد ہو جائیں تو سمجھ لو کہ اسکا حج قبول ہو گیا۔ (البحر العمیق)

سوال: حج کی تعلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔

جواب: احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اعلانِ حج سے فارغ ہو گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو لے کر صفا و مروہ پہاڑیوں پر گئے جن کے درمیان حج عمرہ کی سعی کی جاتی ہے۔ اس کے

بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حدود حرم بتلائیں (کہ یہاں تک حرم کی حد ہے) جہاں سے احرام باندھنا ضروری ہے۔ اس سے پہلے جو زمین ہے وہ حِل کہلاتی ہے وہاں تک احرام کی ضرورت نہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہدایت کی کہ یہاں حدود حرم کی نشانی کے طور پر ایک پتھر نصب کر دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک اور اس کے ارکان بتائے اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔

کتاب العرائس میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ترویہ کے دن یعنی آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ کے میدان میں ساتھ لے کر گئے اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہ السلام نے رات منیٰ میں گزاری۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے ساتھ پڑھی۔ پھر ان دونوں پیغمبروں کو لے کر عرفات کے میدان میں گئے۔ وہاں جب سورج زوال پذیر ہو گیا تو ان دونوں کے ساتھ ظہر، عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں۔ اس کے بعد وہ ان دونوں کو لے کر عرفات میں قیام کی جگہ پر آئے اور وہاں اس جگہ قیام کیا جہاں اب تمام حجاج کرام وقوف عرفات (قیام) کرتے ہیں۔ آپ نے خود وقوف کیا اس کے بعد جب سورج غروب ہو گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان دونوں پیغمبروں کو مزدلفہ میں پہنچایا اور

پھر وہاں ان دونوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھیں۔ پھر ان کے ساتھ رات مزدلفہ میں گزاری۔ یہاں تک کہ جب صبح طلوع ہوگئی تو ان کے ساتھ فجر کی نماز منہ اندھیرے میں پڑھی نماز کے بعد وہاں کچھ دیر وقوف کیا۔ جب روشنی ہوگئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ان دونوں پیغمبروں کو لے کر منیٰ کے میدان میں آ گئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو بتا دیا کہ رمی جمار کیسے کی جاتی ہے اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان دونوں کو قربانی کے بارے میں کہا اور میدان منیٰ میں ان کو نحر یعنی وہ جگہ جہاں جانور ذبح کیے جاتے ہیں دکھلایا پھر انہوں نے ان دونوں کو سر منڈوانے کی ہدایت کی اور پھر ان کو لے کر بیت اللہ شریف کی طرف آئے اور طوافِ زیارت کرایا۔ (السیرۃ الحلبیہ)

سوال: حج ادا نہ کرنے والے کو یہودی اور نصرانی کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ؟

جواب: یہود و نصاریٰ نماز پڑھتے تھے لیکن وہ حج نہیں کرتے تھے۔ اور عرب کے مشرکین حج کرتے تھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس لیے حج فرض ہونے کے بعد بلا عذر حج ادا نہ کرنے والے لوگوں کو مشرکین مکہ کے یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، اور نماز نہ پڑھنے والوں کو مشرکین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

سوال: حج اکبر کس کو کہتے ہیں؟

جواب: حج اکبر (بڑا حج) حج اصغر (چھوٹا حج) کو کہتے ہیں۔ ہر حج، حج اکبر ہے اور عمرہ حج اصغر ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ حج اکبر کا لفظ عمرہ کے مقابلہ میں بولا جاتا

ہے۔(ارشادالساری)

عوام کے ذہنوں میں جمعۃ المبارک کے حج کو حج اکبر کہا جاتا ہے۔محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حج کیا تو وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔اوراسی حج کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یَوۡمُ الۡحَجِّ الۡاَکۡبَرُ اسی لیے عام لوگ جمعۃ المبارک کے حج کو حج اکبر کے نام سے پکارتے ہیں۔حالانکہ شریعت میں حج اکبر عمرے کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔(ارشاد الساری، الملاعلی قاری علی ہامیش المسلک المقسط فی المناسک،شافی۔ارشادالساری)

جمعۃ المبارک کے دن کا حج دوسرے دنوں کے حج سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے یہ روایت طبرانی نے بھی نقل کی ہے۔اوراسی طرح دُرمختار نے بھی اسکوتحریر فرمایاہےاورصاحب روح المعانی نے بھی نقل کیا ہے۔(احیاءالعلوم)

سوال: اہل لغت حج کے کیا معنی کرتے ہیں۔

جواب: اہل لغت حج کے معنی کسی مخصوص جگہ کا ارادہ کرنا یا زیارت کرنے کا کرتے ہیں۔

اورشریعت کے بول چال میں حج ایک بہت ہی معروف ومشہورعبادت ہے جواسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری رکن ہے۔

حج ایک مخصوص وقت میں نیک لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کا ایک مخصوص مقام پرجمع ہونا ہے جس میں انبیاء کرام علیہم السلام،صدیقین وصالحین کی یاد تازہ ہوتی ہےاوران کی زندگیاں یادآتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے ان کے امتحانات میں کامیابی پرکس طرح اپنے انعامات کی بارش اُن سب پر برسائی۔

مکہ شہر یہ وہ جگہ ہے جہاں دین اسلام کے واضح نشانات موجود ہیں اور اس مقدس مقام پر تمام بڑے بڑے رسول و پیغمبر اپنے جلیل القدر صحابہ کرام کے ساتھ حاضریاں دیتے رہے۔ اور گڑگڑاتے ہوئے اللہ سے بخشش و مغفرت کی نویدیں حاصل کرتے رہے اور جلیل القدر پیغمبروں کی زندگیوں کو اپنے ساتھیوں کے سامنے بیان کرتے رہے اور ان کی سنتوں کو ہمیشہ زندہ رکھتے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ کے بہت سے نیک وصالح بندے اس مقام بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ کی رحمت خاصہ کا نزول کثرت سے ان پر ہوتا ہے جس سے ان کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور ان کی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ حدیث مقدس میں ہے کہ عرفہ کے دن شیطان جس قدر ذلیل وخوار، حقیر، کمزور اور غضبناک نظر آتا ہے کسی اور دن نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کا نزول سے، لوگوں کے بڑے بڑے گناہوں سے درگزر کرنے کو وہ جس قدر دیکھتا ہے اور دوسری طرف وہ اپنی پوری محنت کو ضائع ہوتے بھی دیکھتا ہے۔

حج کا سلسلہ جب سے اللہ رب العزت نے یہ دنیا بنائی اس وقت سے لے کر تا قیامِ قیامت باقی رہے گا۔ بیت اللہ شریف کا طواف سب سے پہلے فرشتوں نے کیا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام پھر اماں حوا سلام اللہ علیہا نے کیا اور ہمیشہ سے جاری وساری ہے۔ ساری دنیائے انسانیت آتی رہی اور اپنے دامن کو اللہ کی رحمت سے بھر کر جاتی رہی اور قیامت تک یہ بخشش ومغفرت اور عطا

کا سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ اور یہ سارا کچھ ہمیں محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عطا ہوا ہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی زندگی میں ایک حج ادا فرمایا اور قیامت تک آنے والی امت کے لیے اس کے تمام افعال وارکان کا تعین فرما دیا تا کہ امت کے لیے آسانی ہو۔ اور اسی سفر حج میں دینِ اسلام کی تکمیل کی خوش خبری عطا ہوئی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (القرآن)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کی پوری لمحہ بہ لمحہ تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے اور پوری امتِ مسلمہ متفقہ طور پر اس پر عمل کرتی رہی ہے آج تک اس کے طریقے کار میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ آپ نے احرام کیسے باندھا، آپ نے نیت کیسے فرمائی، آپ نے مکۃ المکرمہ پہنچ کر کیا عمل فرمایا۔

سات ذی الحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ شریف میں خطبہ ارشاد فرمایا اور قرب قیامت تک کی نشانیاں تفصیل سے بتائیں۔

آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ روانگی کیسے ہوئی وہاں کیا کیا اعمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَدا کیے۔ وقوف عرفات کے لیے کب روانگی ہوئی۔ عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک وقوف عرفہ سے پہلے کیسا تھا۔ وقوف عرفہ آپ نے کیسے کیا اور ظہر وعصر نمازوں کو کیسے اکٹھا کیا آپ نے خطبہ حجۃ الوداع کہاں دیا اور اور اس عظیم خطبہ مبارک جس میں دنیائے انسانیت کی کامیابی کا چارٹر عطا فرمایا۔ عرفات سے کب روانگی ہوئی، مزدلفہ کب پہنچے۔ مزدلفہ میں پہنچ کر آپ نے

سب سے پہلے مغرب وعشاء کی دونوں نمازوں کو اکٹھا کر کے کس طرح ادا کیا۔ یہاں مشعر الحرام مسجد کے قرب وجوار کے بارے میں کیا ارشادات فرمائے۔ آپ کے ارشادات مبارک اس عظیم اور مبارک رات کے بارے میں کیا ہیں۔ صبح نماز کب ادا فرمائی، وقوف مزدلفہ کب فرمایا۔ منیٰ کی طرف کب روانگی ہوئی۔ وادی محسر کے بارے میں کیا حکم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی محسر سے کیسے گزرے، منیٰ میں پہنچ کر سب سے پہلے کیا عمل فرمایا۔ جمرہ عقبہ کو کس طرح رمی کی۔ آپ نے رمی کے بعد کتنے اونٹ اپنی اور اپنی ساری امت کی طرف سے قربان کیے۔ حلق مبارک کیسے کرایا، لوگوں کو حج کے مسائل کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا۔ حلق کے بعد آپ نے غسل فرمایا، کیسے طوافِ زیارت کے لیے مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے۔ طواف زیارت کیسے کیا۔ واجب الطواف زیارت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا عمل فرمایا۔ طواف زیارت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ تشریف لے گئے مسجد خیف میں خطبات میں کیا ارشادات فرمائے۔ گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کے معمولات کیا رہے غرض حج کے بارے میں تمام مسائل ارشاد فرمائے۔ تاکہ قیامت تک آنے والے لوگوں کی رہنمائی ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینۃ الرسول سے چلے تو مکۃ المکرمہ پہنچتے پہنچتے نو دن لگے۔ اس سفر حج میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی تربیت فرمائی۔ اس سفرِ حج میں آپ کا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو حج کے سفر میں سامان بھی گم ہو سکتا ہے۔ بندہ بیمار بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی

مشکل، کوئی مصیبت اچانک پیش آسکتی ہے یہ سب سفر کا حصہ ہیں۔ان سب تکالیف کو صبر کیساتھ برداشت کرنا ہے۔(اخبار مکہ)

صحابہ کرام کے دلوں میں ہر وقت یہ تڑپ رہتی تھی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سے زیادہ دین سیکھ لیں اور عمل شریعت کے مطابق کریں تاکہ دونوں جہانوں میں سُرخرو ہوسکیں۔محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو آپ کی پہلی نگاہ جب بیت اللہ شریف پر پڑی تو آپ نے کھڑے ہوکر دعا مانگی۔نماز کا وقت ہوگیا تھا آپ نے پہلے نماز ادا کی پھر آپ نے طواف فرمایا۔

علماء کرام نے لکھا کہ انسان کے قلب میں طواف کے وقت جو کیفیت ہوتی ہے وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یا استلام کرتے وقت اس کے اندر محفوظ ہوجاتی ہے آج کل تو وڈیو کیمرے نے اس کو اور آسان کردیا ہے۔جس طرح کیمرہ منظر کو محفوظ کرلیتا ہے اور اس طواف کرنے والے آدمی کا ایکسرے ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن بندہ اسی کیفیت میں اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔

اگر رش کی وجہ سے حجر اسود کو بوسہ دینا مشکل ہو تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ دور سے اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں انگلیوں سے حجر اسود کی طرف اشارہ (استلام) کرکے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بوسہ دے لے۔جیسے ہم کسی بچہ کو خوش کرنے کے لیے دور سے اپنے ہاتھ کو ہوائی بوسہ دے کر Flying Kiss دیتے ہیں تو بچہ سمجھتا ہے کہ مجھے بوسہ مل گیا۔

حجر اسود تک ہجوم کی وجہ سے دور سے ''فلائی کِس'' کرنے کا دوسرا نام استلام ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف، مقام ابراہیم پر نماز، واجب طواف پھر صفا مروہ کی سعی کی۔آپ نے حج قران کا احرام باندھا تھا اس لیے حلق نہیں

کرایا۔ جو صرف عمرہ کی نیت کر کے آئے تھے ان کو حلق کروا کر احرام کھول دینے کا حکم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تمام مسائل، صفا مروہ میلین، احضرین کے درمیان دوڑنے وغیرہ صحابہ کرام کو آگاہ فرمایا۔ آپ سے جو بھی صحابی سوال کرتا آپ اس کو تسلی بخش جواب سے نوازتے۔

پھر اسی طرح حج کے لیے جب تشریف لے گئے تو وہاں کے تمام مسائل کو ہر مقام پر صحابہ کرام کو بتایا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 10 ذوالحجہ کو خطبہ ارشاد فرمایا اس کو یومُ النحر کا خطبہ کہتے ہیں۔ کیونکہ دس ذوالحجہ کو قربانی کی ابتداء کی جاتی ہے۔ اس خطبہ میں ارشاد فرمایا: فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ''تم میں سے جو حاضر ہے وہ میرے اس پیغام کو ان تک بھی پہنچائے جو یہاں پر حاضر نہیں ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف زیارت کے بعد واپسی منیٰ میں فرمائی گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات خیموں میں گزاری پھر اگلے دن دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لے گئے اور طواف الوداع فرمایا اور یوں ہر لحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام نے محفوظ کر لیا۔

حج کب فرض ہوا

سوال: حج کب فرض ہوا ہے۔

جواب: کتب سیرۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے فرض ہوا ہے اس لیے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے اور طواف بھی کرتے

تھے لیکن یہ بات واضح نہیں کہ یہ طواف فرض تھا یا نفلی۔اس کی کسی کتاب میں وضاحت نہیں ہے۔(احکام القرآن.....)

سوال: کیا حج کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔

جواب: محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ کی رضا کی خاطر حج وعمرہ کرتے ہیں وہ اللہ رب العزت کے مہمان ہوتے ہیں۔وہ اللہ سے جو دعا مانگتے ہیں تو اللہ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔اگر وہ اپنی خطائیں معاف کروائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح)

سوال: حج زندگی میں ایک بار فرض ہونے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: نماز دن میں پانچ وقت فرض ہے۔اور یہ اوقات روزانہ آتے ہیں۔زکوٰۃ سال میں صاحب مال پر ایک بار فرض ہے اور یہ وقت ہر سال آتا ہے۔روزے سال میں ایک ماہ فرض ہیں اور یہ ہر سال میں ایک مرتبہ رکھنا ہوتے ہیں لیکن حج فرض ہونے کا سبب یعنی بیت اللہ شریف ایک ہے اس لیے حج زندگی میں ایک دفعہ فرض ہوتا ہے بار بار فرض نہیں ہوتا۔ (الدرمع الرد)

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حج میں دیگر عبادات کی بنسبت مشقت بہت زیادہ ہے اس لیے حج کو جہاد کہا گیا ہے اس وجہ سے صرف ایک مرتبہ فرض ہے بار بار فرض نہیں کیا گیا۔جیسا کہ حائضہ عورت پر نماز معاف ہے لیکن روزہ کی قضا لازمی ہے وہ معاف نہیں اس لیے کہ نماز روزانہ پڑھنا پڑھتی ہے اور اس میں عورت کے لیے مشقت ہے اور روزہ میں ڈبل نہ ہونے کی وجہ سے مشقت نہیں۔(فتح القدیر، بدائع الصنائع)

سوال: حج فرض کب ہوتا ہے؟

جواب: اگر کسی کے پاس اتنی رقم ہے کہ جس سے وہ حج کر سکتا ہے اور واپس گھر آنے تک اپنے اہل وعیال کا خرچہ بھی موجود رہے اور اس پر قرضہ بھی نہیں۔ یا قرضہ ادا کر کے پھر بھی اتنی رقم بچ جاتی ہے جس سے احسن طریقہ سے حج کے تمام اخراجات کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: مختلف نیتوں سے حج کرنا؟

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ مالدار لوگ صرف سیر و سیاحت اور تفریح کے لیے حج کریں گے۔ درمیانے طبقہ کے لوگ تجارت کے لیے حج کریں گے۔ فقرا لوگ پیسے اکٹھے کرنے کے لیے حج کریں گے اور علماء کرام اور قراء، نام ونمود کے لیے حج کریں گے۔ (البحر العمیق)

سوال: سفر حج کے دوران انتقال؟

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، راوی حدیث ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حج کے لیے نکلا اور راستے میں انتقال کر گیا اس کو قیامت تک حج کا ثواب ملتا رہے گا جو آدمی عمرے کے لیے نکلا اور راستے میں مر گیا اس کو قیامت تک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (البحر العمیق)

سوال: حج کی تین قسمیں ہیں تفصیل بیان کریں۔

جواب: حج کی تین اقسام درج ذیل ہیں:

1۔ حج افراد 2۔ حج تمتع 3۔ حجِ قران

سوال: حج افراد کے افعال بیان کریں۔

جواب: حج کے افعال درج ذیل ہیں:

احرام باندھنا سنت ہے۔ طواف قدوم سنت ہے۔
وقوفہ عرفہ رکن ہے۔ وقوف مزدلفہ واجب ہے۔
رمی جمار جمرہ عقبہ واجب ہے۔ قربانی اختیاری ہے۔
سر منڈوانا واجب ہے۔ طواف زیارت رُکن ہے۔
سعی واجب ہے۔ رمی جمار تینوں شیطانوں کی واجب ہے۔
طواف الوداع واجب ہے۔

حج افراد والا آدمی حج کی نیت اس طرح کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ ترجمہ: "اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔

حج افراد کی تفصیل: افراد کے لغوی معنی ہیں اکیلا کرنا، تنہا کام کرنا وغیرہ۔ اور اصطلاح شرع میں افراد سے مراد وہ حج ہے جس کے ساتھ عمرہ نہ کیا جائے۔ صرف حج کا احرام باندھا جائے اور صرف حج کے ارکان ادا کیے جائیں۔ اس قسم کے حج کا نام افراد ہے اور ایسا حج کرنے والا مفرد کہلاتا ہے۔

مسئلہ: مفرد احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرتا ہے اور وہ سارے حج کے ارکان ادا کرتا ہے۔ مفرد پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (البحر العمیق)

1۔ حج افراد میں جو احرام باندھا جائے گا (مکۃ المکرمہ پہنچ کر پہلے عمرہ نہیں کرے گا) صرف طواف کرے گا۔ قدوم اس کا احرام افعال حج مکمل کرنے تک باقی رہے گا۔ (الدر المختار)

2۔ حج افراد کرنے والا مکۃ المکرمہ پہنچ کر پہلے عمرہ نہیں کرے گا بلکہ طواف

قدوم کرنے کے بعد حج کے تمام افعال پورے کرنے تک حالت احرام میں باقی رہے گا۔(الفتاویٰ.....)

3۔ حج افراد کرنے والا بیت اللہ میں حاضری کے بعد فوراً طواف قدوم کرے اور 10 ذوالحجہ کو بڑے شیطان کی رمی کرنے تک اُسی احرام میں رہے احرام کا کپڑا تبدیل نہ کرے یہاں تک کہ وہ حلق یا قصر کرلے۔(البحرالرائق)

4۔ اگر حج افراد والا طواف قدوم کے بعد ہی حج کی سعی کرنا چاہے تو اس کو بھی طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔(البحرالرائق)

5۔ اگر حج افراد کرنے والا طواف قدوم کرنے کے بعد والی سعی نہیں کرنا چاہتا بلکہ سعی طواف زیارت کے بعد کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں طواف قدوم میں اضطباع اور رمل نہ کرے۔(بدائع الصنائع)

6۔ حج افراد میں احرام باندھنے کے وقت آدمی کو چاہیے کہ صرف حج کی نیت کرے۔(الدرمع الرد)

7۔ حج افراد والا شخص مکۃ المکرمہ پہنچ کر سب سے پہلے طواف قدوم کرے اور اپنا احرام برقرار رکھے۔ پھر اسی احرام میں حج کے تمام افعال ادا کرے اور ۱۰ ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد حلق یا قصر کروا کر حلال ہو جائے اس پر قربانی نہیں ہے اس کے بعد طواف زیارت کے لیے چلا جائے۔(فتاوی الہندیہ)

سوال: حج تمتع کے افعال بیان کریں۔

جواب: حج تمتع کے افعال درج ذیل ہیں:

1۔ احرام شرط ہے۔

2۔ طوافِ عمرہ مع رمل رُکن ہے۔

3۔ سعی عمرہ واجب ہے۔

4۔ سر منڈانا واجب ہے۔

5۔ آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھنا شرط ہے۔

6۔ وقوف عرفات رکن ہے۔

7۔ وقوف مزدلفہ واجب ہے۔

8۔ رمی، جمار عقبہ واجب ہے۔

9۔ قربانی کرنا واجب ہے۔

10۔ طواف زیارت رکن ہے۔

11۔ سعی حج واجب ہے۔

12۔ رمی جمار کرنا۔ تینوں شیطانوں پر واجب ہے۔

13۔ طواف الوداع واجب ہے۔

سوال: حج تمتع کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: تمتع کے لغوی معنی ہیں کچھ وقت تک فائدہ اُٹھانا۔ اور اصطلاح شرع میں تمتع کے معنی ہیں حج تمتع کرنا۔ حج تمتع یہ ہے کہ آدمی عمرہ اور حج ساتھ ساتھ کرے مگر اس طرح کہ دونوں کا احرام الگ الگ باندھے عمرہ کر لینے کے بعد احرام کھول دے اور ان تمام پابندیوں سے آزاد ہو کر فائدہ اُٹھائے جو احرام میں ممنوع تھیں اور پھر 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔ اس طرح عمرہ اور حج کے درمیانی مدت میں احرام کھول کر حلال چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا وقت مل جاتا ہے اس لیے اس کو حج تمتع کہتے ہیں۔ احرام کی حالت میں ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

مسئلہ: حج تمتع سے حج قِران افضل ہے۔ حج افراد سے حج تمتع افضل ہے۔

سوال: حج تمتع کا طریقہ بیان کریں۔

جواب: حج تمتع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کرتا ہے۔ عمرہ سے فارغ ہو کر بال کٹوا کر حلال ہو جاتا ہے۔ یعنی احرام اتار کر عام کپڑے پہن لیتا ہے۔ اس پر احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس کے بعد وہ مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا وہ کسی اور جگہ جانا چاہے تو جا سکتا ہے جیسے مدینۃ المنورہ یا جدہ وغیرہ۔ لیکن اپنے وطن واپس نہ جائے۔ اور جب حج کا وقت آ جائے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرے اور 10 ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد قربانی کر کے، حلق یا قصر کروا کر احرام کھول دے۔

مسئلہ: حج تمتع کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ میقات سے باہر کا رہنے والا ہو۔ مکۃ المکرمہ کے رہائشی اور اسی طرح میقات کے اندر رہنے والوں کو حج تمتع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: حج تمتع کرنے والا ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کر سکتا ہے۔

مسئلہ: دسویں ذوالحج کو منیٰ میں قربانی کرنا حج تمتع اور حج قران کرنے والے پر واجب ہے مفرد پر نہیں۔

مسئلہ: حج کی تینوں اقسام میں نیت کا دل میں کر لینا کافی ہے اور زبان سے دل کی تسلی بھی کر لینی درست ہے۔ اور اگر عربی میں کرے تو بہت بہتر ہے

مثلاً حج تمتع کی اس طرح نیت کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ۔

ترجمہ: "اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں پس اس کو میرے لیے آسان کردے اور مجھ سے قبول کرلے اور اس میں میری مدد فرما اور اس میں میرے لیے برکت دے نیت کی میں نے حج کی اور احرام باندھا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے۔" (کتاب الفقہ)

حج تمتع کی صورت میں میقات سے پہلے احرام باندھ کر صرف عمرہ کی نیت اس طرح کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔

ترجمہ: "یا اللہ میں عمرے کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔"

یہاں پر عربی اردو کے دونوں الفاظ لکھ دیئے ہیں اگر کسی کو عربی کے الفاظ یاد نہ ہوتے ہوں تو اردو، پنجابی، سندھی، پشتو وغیرہ میں نیت کرلے جس زبان میں چاہے نیت کرے سب جائز ہیں۔ (احکام حج علم الفقہ عالمگیری)

سوال: کیا حج تمتع کرنے والا عمرہ کرسکتا ہے۔

جواب: حج تمتع کرنے والے لوگ عمرہ کرنے کے بعد جب احرام کھول دیں تو بعد میں دوسرا، تیسرا عمرہ احرام باندھ کر، کرسکتے ہیں۔ اگر مدینۃ المنورہ جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں واپسی پر ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر ایک اور عمرہ کرسکتے

ہیں کوئی قباحت نہیں۔(المناسک الملاعلی قاری)

سوال: اگر تمتع کرنے والے کے پاس قربانی کے پیسے نہیں تو۔

جواب: مسئلہ اس طرح ہے کہ اگر واقعی حج تمتع کرنے والے کے پاس دم شکر (قربانی) کی رقم نہیں ہے تو وہ حج سے پہلے تین روزے رکھے۔ اور سات روزے اپنے وطن واپس آ کر رکھے۔(البحرالرائق)

اگر حج تمتع کرنے والے شخص نے حج سے پہلے تین روزے نہ رکھے تو اس پر تین دم لازم ہو جائیں گے:

(1) دم تمتع (2) دم تحلیل (3) دم تاخیر (البحرالرائق)

سوال: حج قران کے افعال ایک نظر میں۔

جواب: حج قران کے افعال درج ذیل ہیں

1۔ احرام حج وعمرہ کی نیت سے باندھنا شرط 2۔طواف عمرہ مع رمل رکن

3۔ سعی عمرہ۔واجب 4۔طوافِ قدوم مع رمل۔سنت

5۔سعی حج واجب 6۔وقوف عرفہ۔رکن

7۔وقوف مزدلفہ۔واجب 8۔رمی جمار جمرہ عقبہ۔واجب

9۔قربانی۔واجب 10۔سر منڈوانا۔واجب

11۔طواف زیارت۔رکن 12۔رَمی جمار 12.11 ذی الحجہ۔واجب

13۔طواف الوداع بعد الحج۔واجب

سوال: حج قِران کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: یعنی عمرہ اور حج کو ایک ساتھ کرنا۔قِران کے لغوی معنی دو چیزوں کو

آپس میں ملانے کے ہیں۔ اور اصطلاحِ شرع میں حج قِران اور عمرہ کا احرام دونوں کا ایک ساتھ باندھ کر یعنی ایک ہی احرام سے دونوں کی نیت کر کے ایک ساتھ عمرہ اور حج کے ارکان ادا کرنے کو قِران کہتے ہیں۔ اس صورت میں عمرہ وحج دونوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔

سوال: قِران کا طریقہ بیان کریں۔

جواب: حج قِران کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں گھر یا میقات سے اپنے کپڑے اتار کر دو چادریں اوڑھ لے اور سر ڈھانپ کر دو رکعت نفل ادا کرے اور پھر سر کو ننگا کر کے عمرہ اور حج کی نیت اس طرح کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔ ترجمہ: "یا اللہ میں حج وعمرہ دونوں کا ارادہ کرتا ہوں۔ یہ دونوں میرے لیے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے۔" (فتاویٰ عالمگیری)

جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو پہلے طواف کرے پھر سعی کرے اس کے بعد سر کے بال نہ کٹوائے اور نہ احرام کھولے اسی احرام میں حج کے مکمل ہونے تک رہے گا۔ منیٰ جانے سے پہلے طواف قدوم کرے گا پھر حج کی سعی کرے گا، پھر منیٰ جائے گا۔ طواف زیارت کرنے کے بعد دوبارہ سعی نہیں کرے گا کیونکہ سعی پہلے کر چکا ہے۔ 8 ذوالحجہ کو اسی احرام میں منیٰ، پھر عرفات، پھر مزدلفہ، پھر منیٰ، پھر رمی کرنے کے بعد (دم شکر) قربانی کر کے ٹنڈ کروا کر حلال ہو جائے گا (احرام کھولے گا) اس کے بعد طواف زیارت کے لیے حرم شریف میں جائے گا اور بقیہ ایام حج میں دیگر واجباتِ حج مکمل کرے گا۔ (علم الفقہ، احکام حج،

معارف الحدیث، کتاب الحج)

سوال: حج قران والے کی روانگی منیٰ پہلے دن کے اعمال۔

جواب: حج قِران والا جو پہلے سے ہی احرام کی حالت میں ہے آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ سے روانگی سے پہلے اگر طوافِ قدوم نہیں کیا تو منیٰ جانے سے پہلے طواف قدوم کر لے (یہ عمل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے) اس کے بعد سعی کریں یہ ان کے لیے افضل ہے۔ اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنا ہے تو طوافِ قدوم میں پہلے اضطباع بھی کرے اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کرے پھر آب زم زم پینے کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ کی طرف جائے۔ اگر حج قران والا کسی وجہ سے سعی نہیں کرنا چاہتا تو پھر طوافِ قدوم میں اضطباع اور رمل نہ کرے۔ طواف زیارت کے بعد اضطباع رمل ختم ہو جائے گا کیونکہ اس وقت احرام نہیں ہوگا۔ اور اس کے بعد سعی کرے گا۔

سعی کے بعد یا کچھ ٹھہر کر طواف قدوم کرے۔ یہ طواف 8 ذی الحجہ سے پہلے پہلے کر لے۔ (الدر مع الرد)

قارن عمرہ اور طوافِ قدوم سے فارغ ہو کر احرام کی حالت میں احرام کی پابندی کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرے۔ آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ چلا جائے۔ نویں ذی الحجہ کو عرفات میں جائے۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے مسائل حج افراد اور حج قِران کے ایک جیسے ہیں صرف حج قران میں قربانی زائد ہے۔ (الدر مع الرد)

دس ذی الحجہ کو پہلے رمی، قربانی، حلق، احرام کا کھولنا اور جلد از جلد رات ہو یا دن طواف زیارت کرنے کے بعد واپس منیٰ چلا جائے بقیہ 2 دن تینوں

جمرات کی رمی کرے اور مکہ چھوڑنے سے پہلے طواف الوداع کر کے واپس اپنے ملک آجائے۔ (الدرمع الرد)

سوال: طواف قدوم کیا ہے۔

جواب: حج تمتع کرنے والے پر منیٰ جانے سے پہلے طواف قدوم واجب نہیں ہے۔ حج پر جانے سے پہلے احرام باندھ کر جو طواف کیا جائے اُسے طوافِ قدوم کہتے ہیں۔ (الدرمع الرد)

حج تمتع کرنے والا عمرہ کرنے کے بعد جس قدر چاہے عمرے اور طواف کر سکتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

حج افراد حج قِران مکمل کرنے والے پر منیٰ جانے سے پہلے طوافِ قدوم ضروری ہے حج تمتع اور عمرہ والے پر طواف قدوم واجب نہیں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حجِ قران یا حج افراد والا طواف نہیں کر سکا تو۔

جواب: طوافِ قدوم سنت ہے اگر کسی وجہ سے طوافِ قدوم نہ کر سکا تو خلاف سنت ہوگا۔ دم لازم نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے حج قران کے طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تو طواف زیارت کے ساتھ سعی کرنا واجب ہوگا۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: نابالغ بچوں کے عمرہ وحج کا طریقہ کار کیا ہے بیان کریں۔

جواب: حج یا عمرہ کے لیے ساتھ جانے والے بچوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سمجھدار، دوسرا ناسمجھ۔ سمجھدار بچوں کو تمام افعالِ عمرہ یا حج اور ان کی نیتیں خود کرنا ہوں گی اور جو بچے ناسمجھ ہیں انکو نہلا کر احرام باندھ کر ان کی طرف سے ان کے والدین نیت کریں گے۔ طواف کے واجب الطواف نفل وہ نہیں

پڑھیں گے ان کو معاف ہیں والدین صرف اپنے واجب الطواف پڑھیں۔ اگر نا سمجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی تو اس پر دم واجب نہیں ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

رمی کے وقت پہلے آپ اپنی رمی کریں پھر بچے سے رمی کرائیں۔ بچوں پر حج فرض نہیں ہوتا۔ ان کا یہ حج نفلی شمار ہوگا۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کی دونوں قسموں کے بچوں سے حج کے تمام ارکان مکمل کرائیں اگر کہیں کوئی سہواً غلطی ہوگئی تو وہ معاف ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حج کرنا۔

جواب: نفلی حج کا ثواب جناب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کرنا بہت بڑی سعادت انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے۔ اس میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احساناتِ عظیم کی شکر گزاری اور عقیدت کا اظہار بھی ہے۔ علامہ شامی کتاب ردالمختار میں علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپکے پردہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے عمرہ کیا کرتے تھے اور حضرت ابن الموفق رحمۃ اللہ علیہ نے ستر حج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کیے۔ (الشامیہ)

عورت کے محرم کے مسائل

سوال: عورت کن لوگوں کے ساتھ سفرِ حج نہیں کر سکتی۔

جواب: شریعت میں محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہو سکے۔

1: بیوی کی بہن۔ بھانجی۔ بھتیجی۔ شوہر کے لئے نامحرم ہیں۔

2: فروغ والدین یعنی وہ مرد یا عورت جن کی پیدائش کے باپ یا ماں (بلا واسطہ

یا بالواسطہ) ذریعہ ہوں۔ جیسے بھائی بہن بھانجہ بھانجی بھتیجا بھتیجی اور ان کی اولاد جہاں تک نیچے درجے کے ہوں سب کے سب حرام ہیں۔ (فتاوی عالمگیریہ)

3: تایا چچا محرم ہیں عورت کے لیے اسکی بھانجی کا بیٹا محرم ہے۔ (فتاوی شامی)

4: سگی بیٹی کا شوہر اپنی ساس کے لیے محرم ہے۔ (طحاوی)

5: سوتیلی ساس سوتیلے داماد کے ساتھ سفر حج نہیں کرسکتی۔ (فتاوی شامی)

6: عورت اپنے حقیقی بھتیجے کے ساتھ حج کرسکتی ہے لیکن شوہر کے بھتیجے کے ساتھ نہیں۔

سوال: بیٹی کا سسر محرم بن سکتا ہے۔

جواب: بیٹی کا سسر محرم نہیں بن سکتا۔ یہ اس کے ساتھ سفر حج نہ کرے۔ (فتاوی شامی)

سوال: کیا عورت اپنے بہنوئی کے ساتھ حج کرسکتی ہے۔

جواب: عورت اپنے بہنوئی کے ساتھ سفر حج شرعاً منع ہے۔

سوال: کیا منہ بولے بھائی کے ساتھ حج ہوسکتا ہے؟

جواب: منہ بولے بھائی کے ساتھ سفر حج نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ اگر آپکی بیوی کی آپ کے چچا کے ساتھ قرابت نہیں تو یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے نامحرم ہیں۔ حقیقی چچا کے ساتھ حج پر جانا بھی جائز نہیں ہے۔ جیٹھ کے ساتھ۔ بہن کے دیور کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں۔ (فتاوی محمودیہ)

پیر۔ عالم دین کے ساتھ عورت حج پر نہیں جا سکتی وہ محرم نہیں ہے۔ (البحرالرائق) عورت کے دیور جیٹھ (شوہر کے سگے بھائی) محرم نہیں بن سکتا۔ عورت چاہے کتنی ہی بوڑھی کیوں نہ ہو بغیر محرم کے حج پر نہیں جا سکتی۔ (احسن الفتاوی)

سوال: اگر کسی عورت کے پاس محرم کا خرچہ نہیں ہے تو۔

جواب: اگر کسی عورت پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن شرعی محرم ساتھ نہیں ہے تو وہ عورت اس وقت تک انتظار کرے جب تک شرعی محرم نہ ملے۔ اگر زندگی بھر میں شرعی محرم ساتھ نہ ہو تو مرتے وقت حج بدل کی وصیت کرے، یہ عورت کیلئے لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا عورت ملازم کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے؟

جواب: محرم ایسے رشتے کو کہتے ہیں جس سے اس کے رشتے کی وجہ سے نکاح نہیں ہوتا۔ گھر کا ملازم محرم نہیں بن سکتا۔

سوال: کیا بیوہ عدت والی عورت حج پر جاسکتی ہے۔

جواب: بیوہ جو کہ عدت میں ہو وہ حج پر نہیں جاسکتی۔ (فتاوی شامی)

سوال: کیا عورت متبنیٰ کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے۔

جواب: عورت اپنے لے پالک (متبنیٰ) گود میں لیا ہوا بیٹا کے ساتھ حج کا سفر نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں ہے۔ (امدادالاحکام)

سوال: کیا منگیتر کے ساتھ حج ہوسکتا ہے۔

جواب: منگنی نکاح نہیں بلکہ نکاح کا ایک وعدہ ہے۔ نکاح کے وعدے سے نکاح نہیں ہوجاتا۔ اور دونوں میاں بیوی نہیں ہوتے۔ (درامختیار۔ البحرالمعیق) اس لیے اپنی منگیتر کے ساتھ حج پر جانا شرعی طور پر ممنوع ہے۔ (الدرمع الرد)

سوال: کیا عورت پر حج فرض ہوتا ہے۔

جواب: اگر عورت کے پاس اتنی ذاتی رقم ہے جس سے حج کے تمام اخراجات پورے ہوسکتے ہوں اور دوسرا اس کے ساتھ شرعی محرم بھی ہو تو حج فرض ہوجاتا

ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: عورتوں کے قافلے کا حکم کیا ہے۔

جواب: فطری اور قدرتی طور پر مردوں کا میلان عورتوں کی طرف اور عورتوں کا میلان مردوں کی طرف ہوتا ہے۔ اور شیطان ملعون کی پوری کوشش ہوتی ہے اور وہ ایڑی چوٹی کا زور بھی لگاتا ہے کہ یہ خصوصاً حج کے دنوں میں کسی طرح برائی میں مبتلا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف کی روایت کے مطابق مردوں کو عورتوں سے زیادہ نقصان پہنچانے والا اور کوئی فتنہ نہیں ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح)

سوال: شوہر کا بیوی سے حج کی اجازت لینا چاہیے یا نہیں۔

جواب: شوہر کے حج پر جانے کے لیے اپنی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ شوہر کو حج پر سے واپس آنے تک گھر کے خرچہ کا انتظام کرنا لازمی ہے۔(غنیۃ الناسک)

بیوی کا اگر کوئی شرعی محرم حج پر جا رہا ہو تو اس کو شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے اگر بیوی پر حج فرض ہو گیا ہے تو بہتر ہے کہ خاوند سے اجازت لے کر جائے تاکہ بعد میں پریشانی نہ ہو۔

سوال: پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ حج کرنا کیسا ہے؟

جواب: پھوپھی زاد بھائی محرم نہیں بن سکتا اس لیے اس کے ساتھ حج عمرہ کے لیے نہیں جا سکتی۔(غنیۃ الناسک)

مسائل عمرہ

سوال: احرام کی حکمت کیا ہے؟

جواب: حج اور عمرہ کے لئے احرام نماز میں تکبیرِ تحریمہ کی مانند ہے جیسے ایک نمازی اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دیتا ہے تو اس پر بہت سی باتیں جو پہلے جائز تھیں اب ممنوع ہو گئیں ہیں اسی طرح جب حاجی حج یا عمرہ کا احرام پہن کر نیت اور تلبیہ پکار لیتا ہے تو اب بہت سی باتیں جو پہلے جائز تھیں وہ حرام اور ممنوع ہو جاتی ہیں اس حالت میں بندہ عاجزی کی صورت بنا کر دل و زبان سے تمام لذات، آرائش وزیبائش کو چھوڑ کر صرف دو چادریں اوڑھ لیتا ہے اور اپنے آپ کو وہ میت اور مردہ جیسے بنا لیتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ) اس طرح احرام کے اس خاص لباس میں ایک یہ بھی حکمت پنہاں ہے کہ امیر وغریب شاہ وگدا سب اللہ کے دربار میں ایک ہی طرح کے لباس میں سادگی اور سہولت کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں۔ (حکمت الشرعیہ)

سوال: اگر عمرہ یا حج کا حلق حدود حرم سے باہر کرایا تو۔

جواب: عمرہ یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لیے لازمی شرط حلق یا قصر ہے اور حاجی کے لیے لازمی ہے کہ یہ حلق یا قصر حدود حرم کے اندر ہو اگر کسی نے حدود حرم سے باہر جا کر حلق یا قصر کروایا تو اس پر دم لازم ہو جائے گا۔ مثلاً جیسے کوئی عمرہ کر کے جدہ چلا جاتا ہے وہاں جا کر حلق کرواتا ہے تو دم لازم ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: عورتوں کا احرام کیا ہے۔

جواب: عورتوں کا عمرہ اور حج کے احرام کی پابندیاں مردوں ہی کی طرح ہیں۔عورتوں کا احرام سلے ہوئے پہنے ہوئے کپڑے ہی احرام ہیں اور سر کے بال ننگے نہ ہوں۔ چہرہ پر کپڑا نہ لگے۔(الدرمع الرد)

سوال: کیا عورت حالتِ احرام میں زیور پہن سکتی ہے۔

جواب: عورت حالتِ احرام میں زیور۔ دستانے۔ جرابیں۔موزے۔ سلے ہوئے کپڑے اور بند جوتی بھی پہن سکتی ہے۔

سوال: کیا عورت طواف میں اضطباع کرے گی۔

جواب: اضطباع اور رَمل صرف مرد کرتے ہیں عورت نہیں کرسکتی۔

سوال: کیا عورت عمرہ مکمل کرنے کے بعد ٹنڈ کرواسکتی ہے۔

جواب: عورت عمرہ مکمل کرنے کے بعد صرف ایک پور کے برابر اپنے بال کاٹ سکتی ہے۔ چاہے خود کاٹے، محرم سے یا دوسری عورت سے کٹوائے۔

سوال: احرام کی پابندیاں کب شروع ہوتی ہیں۔

جواب: صرف عمرہ یا حج کی نیت کرنے سے احرام شروع نہیں ہوتا بلکہ احرام باندھ لینے کے بعد نیت اور تلبیہ پڑھنے کے بعد احرام کی پابندیاں شروع ہوتی ہیں۔(فتح القدیر)

سوال: احرام باندھنے سے پہلے کے ضروری اعمال کیا ہیں؟

جواب: جب بندہ کا عمرہ یا حج کے احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو پہلے یہ کام کرنا ضروری ہیں:

(1) ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹے۔(2) مونچھوں کے بال درست کرے۔

(3) بغل اور زیرِ ناف بال کاٹے۔(4) غسل کرے۔

(5) اگر غسل نہ کر سکے تو وضو کر لے۔(6) سر پر اگر بال ہوں تو کنگھی کرے۔(ارشاد الساری)

(7) احرام کی دو نئی یا دُھلی ہوئی چادریں ایک تہبند اور دوسری اوپر اوڑھ لے۔ (فتح القدیر)

(8) اگر مکروہ وقت نہیں تو 2 نفل احرام کی نیت سے پڑھے۔(فتح القدیر)

(9) پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔(غنیۃ الناسک)

(10) نماز کے وقت مرد سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھیں۔سلام پھیرنے کے بعد سر کو ننگا کر دے۔(شرح الہدائیہ)

(11) سر کو ننگا کرنے کے بعد عمرہ کی نیت کرے عربی یا اپنی زبان میں۔ (غنیۃ الناسک)

(12) اس کے بعد مرد بلند آواز سے عورتیں آہستہ آواز سے 3 مرتبہ تلبیہ پکاریں۔(الدر مع الرد)

(13) تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔ (البحر الرائق)

سوال: عمرہ کی نیت۔

جواب: اگر آپ عمرہ کے لیے جا رہے ہیں تو عمرہ کی نیت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔

ترجمہ: ''اے اللہ میں عمرے کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔''

سوال: عمرہ کا احرام کب باندھا جائے۔

جواب: عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں۔

سوال: حالت احرام میں کون سے کام نہیں کر سکتے۔

جواب: 1: حالتِ احرام میں اپنے جسم سے میل نہیں اُتار سکتے۔

2: جسم کے کسی حصہ سے بال نہیں توڑ سکتے۔ : ناخن نہیں کاٹ سکتے۔

4: خوشبو نہیں لگا سکتے۔ 5: خوشبو دار چیز کو نہ سونگھ سکتے ہیں۔ نہ کھا سکتے ہیں نہ اُسے پی سکتے ہیں اور نہ ہی آپ اپنے جسم پر یا احرام پر لگا سکتے ہیں

6: جوئیں نہیں مار سکتے۔ 7: شکار نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی شکاری کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ 8: گالی گلوچ نہیں کر سکتے مکمل پابندی ہے۔

9: مرد صرف سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتے۔ 10: مرد ایسے جوتے کے سوا کوئی جوتا نہیں پہن سکتے جسمیں پاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی ننگی نہ ہو۔

سوال: اگر کوئی حالتِ احرام میں مر گیا تو۔

جواب: اگر کوئی حالتِ احرام میں مر گیا تو اس کی تجہیز و تکفین عام طریقہ پر کی جائے گی۔ اس کا منہ ڈھانپا جائے گا۔ خوشبو وغیرہ لگائی جائے گی کیونکہ مرنے کے بعد اس پر احرام کی پابندیاں ختم ہو گئی ہیں۔ (فتح القدیر)

سوال: چادر کے احرام میں نیفہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: مردوں کے لیے احرام کی چادروں میں شلوار یا پاجامہ کی طرح نیفہ بنا کر کمر بند ڈالنا مکروہ ہے بعض فقہا نے بکسوا اور گانٹھ لگانے پر پابندی لگائی ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: احرام کے نیچے نیکر پہننا کیسا ہے؟

جواب: مردوں کے لیے احرام کے نیچے احرام کی حالت میں نیکر پہننا ہرگز جائز نہیں۔ اگر ایک دن یا رات پہنے رہے تو دم واجب ہوگا۔ یعنی ایک بکرا حدود حرم میں ذبح کرنا ہوگا۔ (ارشاد الساری)

سوال: تلبیہ عمرہ کب تک پڑھے۔

جواب: عمرہ کا تلبیہ طواف شروع کرنے سے پہلے تک ہے۔ (شامی)

حج کا تلبیہ بڑے شیطان کی رمی شروع کرنے سے پہلے ختم ہوجاتا ہے۔

تلبیہ میں بات نہ کرے۔ اسی طرح حج تمتع کرنے والے حج سے پہلے مدینہ المنورہ جا سکتا ہے حج کے ایام شروع ہونے سے پہلے وہ واپس مکۃ المکرمہ آجائیں۔ مدینۃ المنورہ سے واپسی پر بئر علی سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں۔ حج قران والا قطعاً مدینہ نہیں جا سکتا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: عمرہ کا احرام باندھا لیکن عمرہ نہ کرسکا۔

جواب: اگر کسی آدمی نے عمرہ کا احرام باندھا اور کسی وجہ سے عمرہ ادا نہ کرسکا اور احرام بغیر عمرہ اَدا کئے کھول لیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ اور عمرہ کی قضا بھی لازم ہوگی اور دم بھی حدود حرم میں دینا ہوگا۔ (الہدایہ مع فتح القدیر)

سوال: حرم میں داخلے کا طریقہ کیا ہے۔

جواب: حرم شریف میں داخلہ کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہہ کر دایاں پاؤں اندر رکھ کر پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ○ اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔ (مشکوۃ المصابیح)

سوال: عمرہ کے بعد احرام کھول کر حج سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: عمرہ کی تکمیل کے بعد حج کی تاریخ تک آپ زیادہ سے زیادہ طواف، عمرہ اور دیگر عبادات کر سکتے ہیں۔ اس وقت کو بہت غنیمت جانیں اور قیمتی بنائیں۔ یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ (ارشاد الساری)

سوال: عمرہ کا ثواب دوسروں کو کیسے پہنچائے۔

جواب: عمرے کا ثواب دوسروں کو پہنچانے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ عمرہ اپنی طرف سے کرے۔ اور اس کا ثواب جس کو وہ چاہے ایصال ثواب کر دے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت اس مرد یا عورت کا نام لے کر احرام باندھے اور یوں کہے کہ میں یہ عمرہ فلاں یا فلانی کی طرف کر رہا ہوں یا اللہ اس عمرہ کو اسکے حق میں قبول فرما۔ اگر عمرہ کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے کہ اس عمرہ کا ثواب میرے فلاں رشتے دار یا دوست، یا پیر، زندہ یا فوت شدہ کو ملے تو مل جاتا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے دیگر نیک کاموں کا ثواب ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: ایک عمرہ کی اَدائیگی کتنے آدمیوں کو شامل کرے؟

جواب: ایک عمرے میں ایک سے زائد افراد کو بھی شامل کر سکتا ہے۔ (ارشاد الساری)

سوال: عمرہ کرنے کے بعد مدینۃ المنورۃ چلا گیا؟

جواب: اگر کوئی شخص عمرہ کرنے کے بعد مدینۃ المنورۃ چلا گیا پھر وہاں سے جدہ چلا آیا اور جدہ پہنچ کر اس نے احرام باندھا اور مکۃ المکرمہ میں آ کر عمرہ کیا تو یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ اگر مدینۃ المنورہ سے چلتے وقت یہ ارادہ تھا کہ جدہ پہنچ کر وہ احرام پہن کر عمرہ کرے گا تو کیونکہ یہ آدمی بئر علی میقات چھوڑ کر آیا ہے اس لیے اس پر دم واجب ہو گیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مدینۃ المنورہ سے چلتے وقت عمرہ کا ارادہ نہ تھا لیکن جدہ میں پہنچ کر وقت بھی مل گیا اور ارادہ بھی جدہ میں پہنچ کر عمرہ کا بنا تو اس صورت میں عمرہ صحیح ہو جائے گا، دم نہیں لگے گا۔

اگر ایسا آدمی سعدیہ نامی مقام پر جا کر احرام باندھ لے تو پھر اس پر دم ساقط ہو جائے گا۔ جو دم اس پر بئر علی میقات کو چھوڑنے پر پڑا تھا۔ (غنیۃ الناسک، الدر مع الرد)

سوال: عمرے میں تین کام کونسے ہیں

جواب: عمرے میں صرف تین کام ہیں:

1۔ میقات یا اس سے پہلے احرام باندھے۔

2۔ مکۃ المکرمہ پہنچ کر طوافِ بیت اللہ کرے۔

3۔ صفا و مروہ کی سعی کرے اس کے بعد سر کے بال کٹوائے اور احرام ختم کر دے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: ڈاڑھ میں درد ہے اس کو نکالنا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت میں ڈاڑھ کو نکلوانا جائز ہے کوئی دم یا صدقہ نہیں پڑتا۔

سوال: کیا عمرہ میں طواف الوداع ہے۔

جواب: عمرے میں طواف الوداع واجب نہیں البتہ اگر کوئی کرے تو افضل ہے۔ اگر کوئی آدمی بغیر طواف الوداع کے واپس آ گیا تو اس پر کوئی دم نہیں ہے۔ لیکن حج میں طواف الوداع واجب ہے اگر کوئی نہیں کرے گا تو دم لازم ہوجائے گا جو حدود حرم میں دینا ہوگا۔ (ارشاد الساری)

سوال: عورت عمرہ سے فارغ نہیں ہوئی کہ حج کا وقت آ گیا۔

جواب: عورت نے عمرہ کا احرام باندھا مکۃ المکرمہ پہنچنے سے پہلے حیض شروع ہو گیا تو وہ اب حرم میں نہیں جا سکتی ابھی پاک نہیں ہوئی تھی کہ ایام حج شروع ہو گئے تو وہ پہلے والا احرام کھول دے گی۔ اور پھر دوبارہ حیض کی حالت میں غسل وضو کر کے مصلے پر بیٹھ کر حج کی نیت کا احرام باندھے گی اور حج مکمل کرے گی۔ جب پاک ہو گئی تو طواف زیارت کرے گی۔ جب حج کے طواف زیارت سے فارغ ہو جائے گی حج کے بعد اب اس نے جو پہلے مجبوری کی حالت میں عمرے کا احرام کھولا تھا دوبارہ باندھے گی۔ تنعیم یا جعرانہ سے احرام باندھ کر عمرہ کرے گی۔ اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں پڑے گا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: اگر عورت کے سر پر بال نہیں تو۔

جواب: اگر عورت کے سر پر بال بالکل نہیں ہیں۔ بیماری یا کسی اور وجہ سے تو وہ حج کے موقع پر قربانی کے بعد سر پر قینچی چلائے گی۔ اگر چہ بال نہ ہوں شرط پوری کرے گی پھر حلال ہو جائے گی۔ عورت اپنے سر پر استرا نہیں پھیر سکتی وہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے صرف قینچی چلانے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ شامی)

حج وعمرہ میں عورت، عورت کے بال ایک پور کے برابر کاٹ سکتی ہے۔
(غنیۃ الناسک)

سوال: عورتوں کے لیے مخصوص احکام کیا ہیں۔

جواب: مردوں اور عورتوں کے حج میں کچھ مسائل میں فرق ہے۔

مرد احرام میں جسم پر صرف دو چادریں پہنتے ہیں۔ جبکہ عورت اپنے روز مرہ کے لباس میں ہی رہتی ہے صرف چہرے پر کوئی کپڑا نہ لگنے پائے اور سر کے بالوں کو اچھی طرح کپڑے سے باندھ لے سر کے بال ننگے اور گرنے نہ پائیں۔

عورت کیلئے احرام میں بھی محرم کے علاوہ پردہ لازمی ہوگا۔ (ارشاد الساری)

عورتوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننا منع نہیں ہے۔ (ارشاد الساری)

عورتیں ہر قسم کے جوتے، دستانے، جرابیں پہن سکتی ہیں۔ (ارشاد الساری)

ہوائی جہاز جدہ یا مکۃ المکرمہ میں پہنچ کر اگر عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو ایسی صورت میں عورت عمرہ و حج کر سکتی ہے۔ (غنیۃ الناسک)

حج کے بعد اگر عورتیں ناپاک یعنی حالت حیض میں ہو جائیں تو طواف الوداع معاف ہو جاتا ہے اور دم نہیں پڑتا۔ (ارشاد الساری)

عورتوں کو رمی جمار کرتے وقت ہاتھ اتنا اونچا نہیں کرنا چاہیے کہ بغل نظر آئے۔ (غنیۃ الناسک)

عورتوں کو مکمل سر کا حلق کرانا حرام ہے۔ (الترمذی بروایت حضرت علی)

سوال: حج یا عمرہ کرنیوالے کا قصر کرنا کب جائز ہے۔

جواب: اگر حج یا عمرہ کرنے والے کے سر کے بال ایک پور کے برابر ہیں اور

ان کو کاٹنا ممکن ہو تو قصر کرانا جائز ہوگا۔ اگر اس سے چھوٹے ہیں تو پھر ہر صورت حلق کرانا واجب ہے۔ جو لوگ بار بار عمرہ کا شوق رکھتے ہوں تو وہ ایک بار ٹنڈ سارے سر کے بالوں کی کروا دیں۔ اس کے بعد ہر بار سر پر استرا یا سیفٹی خود یا دوسرے حاجی۔ حاجن سے پھروالیا کریں کیونکہ اس کے بغیر احرام نہیں کھلتا۔ (ارشاد الساری)

سوال: کیا ہر عمرہ کے لیے الگ احرام باندھنا ضروری ہے۔

جواب: ہاں ہر عمرے کے لیے الگ الگ احرام باندھنا ضروری ہے ایک احرام سے صرف ایک ہی عمرہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک احرام باندھا حرم شریف میں پہنچ کر طواف کیا واجب الطواف پڑھے۔ صفا و مروہ کیا اس کے بعد سر کی ٹنڈ کروائی پھر احرام کھول دیا۔ دوسرے عمرے کے لیے پھر از سر نو مسجد عائشہ (مسجد تنعیم) یا جعرانہ جا کر دوبارہ احرام باندھنا پھر نیت کر کے حرم شریف میں آ کر حسب سابق تمام اعمالِ عمرہ مکمل کر کے سر پر استرا پھیر کر احرام کھول دیا یہ جائز ہے ایک دن میں اسی طرح کئی عمرے کیے جا سکتے ہیں ہر مرتبہ سر پر استرا پھیرنا شرط پوری کرنا ضروری ہے۔ عمرہ زندہ کے لیے اور فوت شدہ کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے (ایک احرام سے صرف ایک عمرہ کیا جا سکتا ہے۔) دوسرے کے لیے دوبارہ احرام باندھنا ہوگا۔ (بدائع الصنائع)

سوال: ایک عمرہ کتنے آدمیوں کی طرف سے کر سکتا ہے؟

جواب: نفلی عمرہ نفلی نماز کی طرح ہے ایک عمرہ کے ثواب میں ایک سے زائدہ آدمیوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے الگ الگ

عمرہ کرے اگر کئی آدمیوں نے کہا کہ ہمارے لئے عمرہ کرنا تو پھر سب کے لیے الگ الگ کرنا ہوگا ایک کافی نہ ہوگا۔ (البحر الرائق)

سوال: عمرہ کتنے دن کرنا جائز نہیں۔

جواب: سارے سال میں صرف پانچ دن عمرہ کرنا ناجائز ہے 9 ذی الحجہ سے 13 ذی الحجہ تک۔ یہ حج کے دن ہیں باقی سارا سال عمرہ کر سکتے ہیں۔ (الدر مع الرد)

طواف کے بعد واجب طواف پڑھنا اور سعی کرنا اور سر کے بال منڈوانا۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: ممنوعات احرام کا ارتکاب کر لیا تو۔

جواب: بغیر عذر کے ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا جائے تو کہیں دم اور کہیں صدقہ واجب ہوتا ہے۔ اگر عذر کی وجہ سے ممنوعاتِ احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب ہوتا ہے تو پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے وہ دم دے یا چھ مسکینوں کو الگ الگ صدقہ فطر کے برابر گندم یا اس کی قیمت دے۔ یا وہ تین روزے رکھے۔ اور یہ روزے جہاں چاہے رکھے۔ (ارشاد الساری)

اور اگر ممنوعات کے ارتکاب سے صدقہ دینا چاہتا ہے تو صدقہ دے ورنہ ہر صدقہ کی جگہ ایک ایک روزہ رکھے۔ (غنیۃ الناسک)

صدقہ کی صورت میں مکۃ المکرمہ کے رہائشی مسکینوں کو دے اور یہ تعداد 6 ہوا گر کوئی چھ سے کم 4 یا 5 مسکینوں کو دے گا تو وہ کافی نہ ہوگا ممنوعات احرام کے عذر یہ ہیں۔ (فتاویٰ شامیہ)

(1) سخت بخار کی وجہ سے سر کو ڈھانپ لیا یا کپڑا پہن لیا۔

(2) سردی کے دوران بغیر سلا ہوا کپڑا نہ ملا تو پھر سلا ہوا کپڑا پہن لیا۔

(3) زخم پر پٹی لگانے کے لیے زخم کی جگہ کے بال صاف کر لیے یا خوشبو دار مرہم لگا دی۔

(4) سر درد کو دور کرنے کے لیے کوئی خوشبو دار مرہم یا لیپ کر لیا۔

(5) سر میں جوئیں ہیں اس لیے احرام میں سر گنجا کر لیا۔

عذر کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ عذر ہر وقت رہے یا یہ ضروری نہیں کہ مر جانے کا خوف ہو۔ بلکہ صرف تکلیف یا مشقت کا ہونا کافی ہے۔

نوٹ: خطا، نسیان، بے ہوشی، مجبور ہونا، سونا اور مفلس ہونا عذر نہیں ہے۔ ان حالتوں میں جو جنایت ہوگی اس کا کفارہ دینا لازم ہوگا۔ دم لازم نہیں ہوگا۔

مجبور ہونے کی مثال

اس کی مثال یہ ہے کہ محرم کو کسی نے کہا کہ اپنا سر گنجا کر ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ یہ لباس پہن ورنہ تجھے قتل کر دوں گا وغیرہ۔

سونے کی مثال:

کسی احرام والے نے سونے کی حالت میں سر کے اوپر چادر ڈال لی یا کوئی اور فعل کر لیا۔ مفلسی سے مراد یہ ہے کہ اس پر دم واجب ہوگا اور دم واجب رہے گا وہ شخص ہرگز معذور نہیں جب قدرت ہو دم لازماً دینا ہوگا۔ حدود حرم میں ہی دینا ہوگا۔ (ارشاد الساری)

سوال: عمرہ کے افعال کیا ہیں؟

جواب: عمرہ کے افعال درج ذیل ہیں:

1: احرام عمرہ ۔ شرط 2: طواف مع رمل ۔ رکن

3:سعی۔ واجب 4 :سرمنڈوانا یا کترانا واجب

5: حج عمرے کی شرطیں ایک طرح کی ہیں۔(غنیۃ الناسک)

سوال:عمرے میں کتنے فرض ہیں؟

جواب:عمرے میں 2 فرض ہیں۔ایک احرام، دوسرا طواف۔احرام کے لیے نیت اور تلبیہ بھی فرض ہے اور طواف کے لیے طواف کی نیت بھی فرض ہے۔

(غنیۃ الناسک)

سوال:عمرے میں تلبیہ کب بند کرے؟

جواب:طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کردے۔(ارشاد الساری)

سوال:عمرے کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب:عمرے میں واجبات دو ہیں۔ایک صفا مروہ کے درمیان سعی۔دوسرا سر کے بال مُنڈوانا یا ایک پور کے برابر کترانا۔(ارشاد الساری)

سوال:عمرے میں کون سے اعمال نہیں ہیں؟

جواب:عمرہ کرنے والوں کے لیے یہ اعمال نہیں ہوتے:

وقوف عرفہ، وقوف مزدلفہ، شیطان کی رمی، نمازوں کو جمع کرنا، خطبہ حج، طواف زیارت، طواف قدوم۔(فتاویٰ شامی)

سوال:مکۃ المکرمہ میں پہنچ کر پہلے کونسا کام کرنا چاہیے؟

جواب:مکۃ المکرمہ میں پہنچ کر سب سے پہلے اَعمالِ عمرہ مکمل کرنا ضروری ہیں۔

سوال:احرام کی حالت میں عورت کا چہرہ کھلا رکھنا؟

جواب: عورت کو حالتِ احرام میں اپنا چہرہ کھلا رکھنا ہوتا ہے۔لیکن غیر محرم لوگوں سے پردہ بھی واجب ہے۔سر پر کیپ پہن کر اوپر سے پردہ ڈال کر پردہ کیا جاسکتا ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: آنت کا اترنا حالتِ احرام میں۔

جواب: اگر کسی کی آنت اتری ہو اور وہ احرام باندھنا چاہتا ہے تو وہ مجبوراً پیٹی باندھ سکتا ہے۔(فتاویٰ شامی)

آنت اترنے کی صورت میں حالتِ احرام میں اَن سلا لنگوٹ بھی احرام کے نیچے باندھ سکتا ہے۔(البحر الرائق)

سوال: اگر کسی نے عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ کیے بغیر اتار دیا تو۔

جواب: تو اس کو بھی حدود حرم میں دم دینا ہوگا۔اور آئندہ عمرہ کی قضاء بھی واجب ہوگی۔(ارشاد الساری)

سوال: احرام باندھنے والا اگر احرام باندھنے سے پہلے شرط لگالے تو؟

جواب: اگر کسی شخص نے احرام باندھتے وقت نیت میں زبانی یہ شرط لگالی کہ مجھے کوئی بھی مانع پیش آ گیا تو میں احرام کھول دوں گا۔اگر کسی کو کوئی حادثہ یا شرعی عذر مانع ہوجائے اس کی وجہ سے وہ احرام کھول دے تو پھر دم واجب نہیں ہوگا۔(فتاوی التارتارخانیاں)

سوال: حج کے بعد احرام کی چادروں کا استعمال؟

جواب: احرام کی چادریں حج کے بعد خود بھی عام استعمال کر سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی دے سکتے ہیں گھر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔(فتاوی الشامی)

سوال: احرام کی چادریں بدلنا۔

جواب: دوران احرام کسی بھی وجہ سے احرام کی چادروں کو بدلا جا سکتا ہے صرف ایک ہی احرام میں رہنا ضروری نہیں ہے۔

سوال: احرام کی چادروں کو آب زمزم سے بھگونا۔

جواب: احرام کی چادروں کو آب زمزم سے بھگو کر بوسیدہ ہونے سے پہلے پہلے استعمال کر لینا چاہئے ایسی چادریں گفٹ کرنا کسی کو کفن میں دینا یا بیچنا سب جائز ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: مدینۃ المنورہ سے واپسی کونسا احرام باندھے۔

جواب: جب کوئی خوش نصیب مدینۃ الرسول کی حاضری سے واپس مکۃ المکرمہ لوٹے اس کو ذوالحلیفہ بیئر علی سے صرف عمرہ کا احرام باندھنا ہے۔اور اس کے بعد حج تمتع کرنا ہے۔بعض ناواقفیت کی وجہ سے حج وعمرہ کا قران کا احرام باندھتے ہیں وہ سراسر غلط ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: مکۃ المکرمہ میں نماز کے وقت قبلہ رخ ہونا شرط ہے۔

جواب: مکۃ المکرمہ میں بھی نماز پڑھتے وقت تمام نمازیوں کا رخ صحیح بیت اللہ شریف کی سیدھ میں رکھنا شرط ہے اکثر نمازی اس بات کی طرف دھیان نہیں دیتے اور ان کا چہرہ اور سینہ بیت اللہ شریف کی طرف نہیں ہوتا تو ان کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔آپ مسجد کے اندر ہوں یا باہر ہر صورت میں آپ کا چہرہ بیت اللہ شریف کی طرف ہونا شرط ہے۔(الدر مع الرد)

مسائل حیض

سوال: حیض اور حج، حیض اور طواف، حیض اور نماز۔

جواب: عورت حیض ونفاس کی حالت میں احرام باندھ سکتی ہے عمرہ یا حج کی نیت کرسکتی ہے۔ لبیک پڑھ سکتی ہے۔ ذکر واذکار کرسکتی ہے لیکن نماز اور قرآن نہیں پڑھ سکتی اور نہ ہی قرآن پاک کو چھوسکتی ہے۔ عورت حج کا احرام، نیت لبیک، ذکر واذکار، دعائیں، رمی، قربانی، احرام سے فراغت، توبہ واستغفار سب کچھ کرے گی لیکن نماز چاہے نفل ہو یا فرض، یا طواف ہو یا طوافِ زیارت نہیں کرسکتی وہ جس وقت پاک وصاف ہوگی اس وقت اپنے محرم کے ساتھ طواف یا طواف عمرہ کرے گی اگرچہ طواف زیارت حج کے دنوں کے بعد پاک ہوکر ہی کرے۔ اس پر کوئی دم نہیں ہوگا۔ اگر کسی عورت نے حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کرلیا تو اُس پر ایک بُدنہ یعنی اونٹ یا گائے کا دَم واجب ہوجائے گا۔ جو کہ حدود حرم میں ذبح کرکے تقسیم کرنا ہوگا۔ (الدرمختار، ارشادالساری، غنیۃ الناسک)

سوال: دوران طواف حیض آجائے تو۔

جواب: اگر کسی عورت کو طواف کے دوران حیض آجائے تو طواف کو روک کر فوراً حرم شریف سے باہر آجائے، جب حیض ختم ہوگا تو پھر پاک وصاف باوضو ہوکر دوبارہ ازسرنو طواف شروع کرے۔ (الدرالمختار)

سوال: حیض کی حالت میں وقوف عرفہ۔

جواب: وقوف عرفہ میں عورت کا پاک ہونا شرط نہیں ناپاکی کی حالت میں بھی

وقوف عرفات کیا جا سکتا ہے۔نماز اور قرآن کی تلاوت نہ کرے۔ باقی سب ذکر واَذکار جائز ہیں۔

سوال: عدت کے دوران حج کرنا کیسا ہے۔

جواب: عورت کا دورانِ عدت حج پر جانا بالکل ناجائز ہے جب تک عدت ختم نہیں ہوتی عورت رات اپنے گھر میں ہی گزارتی ہے یہی شرعی حکم ہے۔(غنیۃ الناسک)

اگر عورت حیض ونفاس کی وجہ سے طوافِ زیارت 10 ذی الحجہ سے 12 ذی الحجہ غروبِ آفتاب تک نہ کرسکی تو پاک ہونے پر غسل کر کے طوافِ زیارت کرے اس صورت میں تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا۔(الدرمع الرد)

سوال: عمرہ حیض کی حالت میں کیا تو۔

جواب: حالتِ حیض میں عمرہ کرنا سخت ترین گناہ ہے۔اگر عورت نے حیض کی حالت میں عمرہ کیا یا جب پاک ہوگئی تو دوبارہ اس کو عمرہ کرنا ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ اگر عورت کو حالت احرام میں حیض آ گیا یا حیض کے دوران احرام باندھا۔ یا مدینہ منورہ سے واپسی پر حیض کی حالت میں احرام باندھا اور مکۃ المکرمہ آ کر پاک نہیں ہوئی تھی کہ وطن واپسی کی تاریخ آ گئی تو سیٹ بھی آگے نہیں ہوسکتی تو فوراً عمرہ کر لے۔ اور حدود حرم میں ایک دم بھی دے دے اگر عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ کے بغیر احرام کھول دیا تو عمرہ کی قضاء اور دم دونوں لازم ہوجائیں گے۔(غنیۃ الناسک۔الدرمع الرد)

سوال: طواف زیارت میں تاخیر کی اور حیض شروع ہوگیا تو۔

جواب: عورت کو علم ہے کہ حیض کا وقت قریب آنے والا ہے۔حیض آنے میں

اتنا وقت ہے کہ یہ طواف زیارت کرسکتی تھی یا طوافِ زیارت کے 4 پھیرے کرسکتی تھی۔لیکن اس عورت نے جان بوجھ کر طواف زیارت نہ کیا اور حیض آ گیا۔پھر ایام نحر بھی گزر گئے اس کے بعد اس نے پاکی حاصل کرنے کے بعد طواف زیارت کیا تو اب اس کو جان بوجھ کر تاخیر کرنے کی وجہ سے دم دینا ہوگا اور یہ دم حدود حرم میں دینا ہوگا۔دم کا گوشت غربا میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اور اگر حیض شروع ہونے سے پہلے پاک حالت میں طواف کے 4 پھیرے کرنے کا وقت نہیں تھا تو پھر دم واجب نہ ہوگا۔البتہ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کرنا لازم ہوگا۔اس کے بغیر شوہر حلال نہ ہوگا۔جب تک کہ طوافِ زیارت کرلیا جائے۔(ارشاد الساری)

اگر طوافِ زیارت سے قبل کسی عورت کو حیض آجائے تو اُسکو ایسی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہیں جس سے وہ پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت کر کے اپنے ملک جا سکتی ہے۔اگر کوئی صورت نہ بن پائے تو وہ حیض کی حالت میں طوافِ زیارت کرے گی۔وہ اگر چہ گنہگار ہوگی لیکن اسکا یہ طواف زیارت معتبر ہوجائے گا۔اور وہ پوری طرح حلال ہوجائے گی مگر اس عورت پر ایک بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی جنایت حدود حرم میں دینا لازمی ہے۔اور اگر وہ یہ جنایت نہیں دے سکے تو وہ کسی بھی وقت اپنے ملک سے مکۃ المکرمہ پہنچ کر طواف زیارت کرلے اور دَم بھی دے تو یہ بڑی جنایت ختم ہوجائے گی۔

سوال: ماہواری روکنے کی دوائی کا استعمال کیسا ہے؟

جواب: دورانِ حج حرم پاک میں آنے جانے اور طواف نمازیں پڑھنے کے

لیے عورتیں دوائی استعمال کرتی ہیں جائز ہے۔لیکن طبعی لحاظ سے اس سے جسمانی نقصان ہوتا ہے۔(فتاویٰ شامی)

عورتیں حیض نفاس کی حالت میں عمرہ وحج کے احرام کی نیت کر کے تلبیہ، دعا پڑھ کر احرام باندھ لیں گی۔نماز نہیں پڑھیں گی۔(غنیۃ الناسک)

عورتیں سر کے بالوں کو کپڑے وغیرہ سے باندھ لیں تا کہ دوران احرام کوئی بال ٹوٹ کر گر نہ جائے۔ یہ کپڑا یا رومال احتیاط کے لیے ہے احرام کا حصہ نہیں۔(غنیۃ الناسک)

دورانِ طواف اضطباع اور رمل عورتیں نہیں کر سکتیں اور اسی طرح صفا مروہ پر سبز ستونوں کے درمیان دوڑنا بھی عورت کے لیے منع ہے۔(غنیۃ الناسک)

عورتوں کو عمرہ اور حج کا احرام کھولنے سے پہلے ایک پور کے برابر بال اپنے محرم یا عورت کے ذریعے کاٹنا ضروری ہیں۔(غنیۃ الناسک)

عورتیں حیض و نفاس میں طواف، نماز اور تلاوت قرآن کے علاوہ تمام افعال دعا ذکر واذکار کر سکتی ہیں۔

سوال: اگر احرام باندھنے سے پہلے حیض آجائے تو؟

جواب: اگر کسی عورت کو احرام باندھنے سے پہلے حیض آجائے تو وہ غسل کر کے احرام باندھ لے نیت کر کے تین مرتبہ تلبیہ پکارے اس طرح وہ احرام میں داخل ہو جائے گی۔مکۃ المکرمہ پہنچ کر طواف سعی پاک ہونے کے بعد کرے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: احرام کی حالت میں حیض شروع ہو جائے تو؟

جواب: اگر عمرہ یا حج کے احرام میں حیض شروع ہو جائے تو سوائے نماز، طواف سعی کے باقی تمام اعمال عمرہ و حج پورے کرے گی۔ جب پاک ہو جائے تو پھر طواف زیارت یا عمرہ کا طواف اور سعی کرے گی۔ (غنیۃ الناسک)

مسائل میقات

سوال: میقات اہل حل اور حلی کے مسائل کیا ہیں۔

جواب: وہ لوگ جو میقات کے اندر رہتے ہیں یا میقات اور حرم پاک کے درمیان رہتے ہیں خواہ وہ لوگ اصل عربی ہوں یا ملازم ہوں ان سب کی میقات اُنکا اپنا گھر ہے۔ یہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ کر جب چاہیں مکۃ المکرمہ جا سکتے ہیں اور طوافِ کعبۃ اللہ اور سعی صفا مروہ کر کے حلق یا قصر کروا کر عمرہ مکمل کر سکتے ہیں۔

اگر وہ لوگ بغیر احرام کے مکۃ المکرمہ جانا چاہیں تو بھی جا سکتے ہیں انکے لئے احرام کی پابندی نہیں۔ ہاں اگر یہ لوگ حج یا عمرہ کیلئے جائیں گے تو پھر یہ بھی اپنے گھر سے ہی احرام باندھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ کر مکۃ المکرہ جا سکیں گے۔

پاکستان سے جانے والے لوگ اگر عمرہ کرنے کے بعد جدہ میں اپنے عزیزوں کے پاس چند روز کیلئے چلے جائیں تو وہ بھی اہلِ حل ہی کہلائیں گے۔ جدہ سے واپسی پر وہ بھی عمرہ کا احرام باندہ کر عمرہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ بغیر احرام کے آنا جانا چاہیں تو آ سکتے ہیں۔

سوال: میقات سے احرام کے بغیر گزر گیا تو؟

جواب: اگر کوئی عاقل بالغ مرد یا عورت جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہے اور وہ مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ بھی رکھتا ہے خواہ وہ حج کی نیت رکھتا ہو یا عمرہ کی نیت رکھتا ہو یا کوئی بھی نیت ہو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ میقات سے بغیر احرام باندھے نہ گزرے ورنہ گنہگار ہوگا اور اس کو میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا اور اگر میقات پر لوٹ کر نہ آیا اور جدہ سے یا کہیں سے بھی احرام باندھ لیا تو اس کو ایک دم دینا واجب ہوگا اگر میقات پر لوٹ آیا اور احرام باندھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری، غنیۃ الناسک)

اگر کوئی آدمی میقات سے بغیر احرام کے گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور وہ مکۃ المکرمہ پہنچنے سے پہلے واپس میقات پر آ کر تلبیہ پڑھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ اگر میقات پر واپس آ کر تلبیہ نہ پڑھا تو دم ساقط نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص بغیر احرام کے میقات سے گزر گیا آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکۃ المکرمہ میں بھی داخل ہو گیا مگر افعال حج شروع نہیں کئے مثلاً طواف کا ایک چکر مکمل نہیں کیا پھر وہ میقات پر چلا گیا وہاں پہنچ کر تلبیہ پڑھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری، غنیۃ الناسک)

اگر کسی نے بغیر احرام میقات عبور کر لی اس کے بعد کسی اور جگہ سے احرام باندھ لیا پھر میقات پر واپس نہیں آیا یا کچھ افعال کرنے کے بعد میقات پر واپس چلا گیا تو اس صورت میں دم لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: آفاقی حرم میں نہیں جانا چاہتا کسی رشتے دار یا دوست کے پاس جانا چاہتا ہے۔

جواب: آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا آدمی اگر حرم میں نہیں جانا چاہتا بلکہ میقات کے اندر اہلِ حل کے پاس جانا چاہتا ہے مکۃ المکرمہ میں حج یا عمرہ کے لئے نہیں جانا چاہتا تو وہ بغیر احرام کے جاسکتا ہے۔ اگر کچھ دن ٹھہرنے کے بعد اس کا ارادہ مکۃ المکرمہ جا کر عمرہ یا حج کا ہو جاتا ہے تو وہ اسی مقام سے عمرہ یا حج کا احرام باندھ کر جاسکتا ہے۔ (ارشاد الساری، بدائع الصنائع)

میقات اہل حرم: حدود حرم کے اندر رہنے والے لوگ عمرہ کا احرام مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ تنعیم یا جعرانہ سے بھی باندھ کر آسکتے ہیں

میقات اہلِ حل: حدود حرم سے باہر۔ لیکن آفاقی میقاتوں کے اندر رہنے والے اہل حل یا حلّی کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ عمرہ کا احرام اپنے گھروں سے باندھ کر حرم شریف میں آسکتے ہیں۔

میقات اہلِ آفاق: جو لوگ میقاتوں سے باہر رہتے ہیں ان کو آفاقی کہا جاتا ہے یہ لوگ بھی حج یا عمرہ کا احرام اسلام کے متعین کردہ میقات سے پہلے باندھ کر آسکتے ہیں۔ بغیر احرام کے گزر کر حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکتے۔

میقات اہل آفاق یہ ہیں: شمال کی جانب مدینۃ المنورہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے۔ مکۃ المکرمہ سے 452 کلومیٹر پر واقع ہے۔

عراق اور اسکے رہنے والوں کی میقات ذاتِ عرق ہے جو شمال مشرقی سمت میں 80 کلومیٹر پر واقع ہے۔

اہلِ نجد طائف وغیرہ: کی میقات قرن المنازل ہے جو مکۃ المکرمہ سے 80 کلومیٹر پر واقع ہے

اہلِ شام وغیرہ: کی میقات جُحفہ ہے جو کہ مکۃ المکرمہ سے 180 کلومیٹر پر واقع ہے۔

پاکستان وغیرہ ممالک: کی میقات (سعدیہ) یلملم ہے جو مکۃ المکرمہ سے 60 کلومیٹر پر واقع ہے۔

سوال: میقات کیا ہیں۔

جواب: محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ رب العزت کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نشاندہی پر مکۃ المکرمہ کے چاروں طرف کچھ مقامات متعین فرمائے ہیں۔ ان مقامات پر پہنچ کر باہر سے ہر آنے والے پر مکۃ المکرمہ میں جانے سے پہلے عمرہ یا حج کا احرام باندھ کر گزرنا واجب ہے۔ ان مقامات کو شریعت نے میقات کا نام دیا ہے۔ صحیح احادیث میں منقول ہے کہ کوئی شخص مرد ہو یا عورت یہاں سے بغیر احرام کے نہیں گزر سکتے۔ اگرچہ کوئی تجارت کے لیے جارہا ہو، رشتے داروں کو ملنے کی غرض سے جارہا ہو یا دوست احباب سے ملنے یا کوئی سرکاری یا غیر سرکاری کام ہو ہر صورت میں احرام پہن کر گزرے گا اور مکۃ المکرمہ پہنچ کر عمرہ کرے پھر جہاں جو کام ہو وہ کرے یہ اللہ کے گھر کا حق ہے۔ جو اللہ نے اپنے بندوں پر جاری فرمایا ہے۔ (مجمع النہر)

سوال: اگر کوئی آدمی سیدھا مدینۃ المنورۃ جائے تو؟

جواب: اگر کوئی آدمی جدہ سے سیدھا مدینۃ المنورہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر اس سے احرام پہننے کی ضرورت نہیں۔ (الدر مع ردالمختار)

سوال: اگر کوئی آفاقی بغیر احرام کے مکہ میں آ گیا۔

جواب: اگر کوئی آدمی جو باہر (آفاقی) بغیر احرام کے مکۃ المکرمہ میں آ گیا تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر ایک مرتبہ سے زائد مکۃ المکرمہ بغیر احرام آیا تو ہر دفعہ ایک حج، ایک عمرہ واجب ہوگا۔ (ارشاد الساری۔ غنیۃ الناسک)

سوال: آفاقی عمرہ کی نیت کہاں سے کریں۔

جواب: عمرہ کی نیت سے آنے والے آفاقی کو اپنے علاقہ کی مخصوص میقات سے احرام باندھنا واجب ہے۔ اور اسی میقات سے نیت اور تلبیہ بھی پڑھے گا اگر بغیر احرام کے میقات میں آ گیا تو دم واجب ہو جائے گا۔ اگر وہ واپس دوبارہ کسی بھی میقات سے احرام باندھ کر مکہ آیا تو دم ختم ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری)

سوال: میقات میں حکمتیں کیا ہیں۔

جواب: پہلے زمانے میں لوگ جب پیدل یا اونٹوں پر حج بیت اللہ شریف کے لیے سفر کرتے تو ہر آدمی اپنے اپنے گھر سے ہی احرام باندھ کر نکلتا یہ اس وقت واجب تھا جو کہ اکثر اوقات پریشانی کا باعث ہوتا کیونکہ احرام کی پابندیاں پوری کرنا پڑتیں۔ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کی آسانی اور فائدے کے لیے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف سے مشہور مقامات مقرر کر دیئے کہ ہر زائر گھر کی بجائے اس جگہ سے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعظیم و احترام کے لیے احرام باندھ کر حاضری دیں۔ اور مدینہ طیبہ کی میقات سب میقاتوں سے زیادہ فاصلہ پر ہے کیونکہ مدینہ طیبہ کو وحی نازل ہونے کی جگہ، ایمان کا مرکز اور دارالہجرت ہونے کا شرف حاصل ہے اس لیے اس کے باشندوں کو سب سے

زیادہ احترام اور تعظیم کرنا چاہیے۔ (مراعاۃ المفاتیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، حجۃ اللہ البالغہ)

سوال: میقات کے اندر رہنے والے؟

جواب: میقات کے اندر رہنے والے جب بھی حرم شریف میں جانا آنا چاہیں بغیر احرام کے آجاسکتے ہیں ان پر احرام کی کوئی پابندی نہیں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: میقات کے باہر سے آنے والے؟

جواب: مکۃ المکرمہ میں جو شخص بھی سفر کر کے آئے گا اس پر میقات سے پہلے عمرہ یا حج کا احرام باندھ کر آنا واجب ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر احرام کے گزر گیا تو اس کو واپس میقات پر جانا لازم ٹھہر گیا۔ اگر میقات پر واپس نہ گیا تو پھر اس کو جرمانہ کے طور پر دم دینا ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: نشانات حدود حرم بیان کریں

جواب: حدود حرم کے نشانات حرم شریف کی تمام اطراف میں موجود ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے یہ مقامات دکھائے اور آپ نے فوراً وہاں نشانات قائم فرما دیئے۔ اس کے بعد محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان نشانات کی تجدید کی۔ پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تجدید کی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی تجدید کروائی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان نشانات کی تجدید کی اور اب تک مختلف اوقات میں تجدید ہوتی رہی ہے اور قیامت تک یہ نشانات باقی رہیں گے۔ (فتاویٰ شامی، غنیۃ الناسک)

سوال: اگر میقات پر تلبیہ پڑھنا بھول گیا تو

جواب: اگر کسی نے گھر سے یا ائیر پورٹ سے یا میقات سے پہلے حج یا عمرہ کا

احرام باندھ لیا اور تلبیہ نہ پڑھی۔ یہاں تک کہ جہاز یلملم پہاڑی کو کراس کر گیا اور اس طرح اس نے تلبیہ پڑھے بغیر میقات کراس کر لی تو اس پر دم لازم ہو جائے گا۔ اس لیے کہ حج یا عمرہ کی صرف نیت کرنا اور تلبیہ کے بغیر احرام میں داخل ہونا معتبر نہیں ہے۔ (ارشاد الساری)

تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک)

تلبیہ کم از کم تین مرتبہ کہنا چاہیے۔ تلبیہ دوسری زبان میں پڑھ سکتا ہے۔ (البحر العمیق)

تلبیہ اگر کوئی دوسرا آدمی کہلائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس طرح جس کو نہیں آتا اس کو بھی یاد ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

تلبیہ دل میں نہ کہے۔ زبان سے تلبیہ کہنا شرط ہے۔ (فتاویٰ شامی)

جو لوگ میقات کے باہر رہتے ہیں اگر وہ حدود حرم میں آ کر مسجد عائشہ سے احرام باندھیں تو وہ کافی نہ ہوگا اور دَم بھی پڑ جائے گا۔

گونگے آدمی کو زبان ہلانی چاہیے اگرچہ وہ الفاظ تلبیہ ادا نہیں کر سکتا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا عورت تلبیہ بلند آواز سے پڑھ سکتی ہے۔

جواب: عورت کی آواز بھی پردہ ہے اس لیے عورت کے معنی پردہ کے ہیں عورتیں تلبیہ ہمیشہ آہستہ آواز میں پڑھیں جو وہ خود سن سکیں۔ (غنیۃ الناسک)

مسائل طواف

سوال: مسائل طواف کیا ہیں۔

جواب: 1: بغیر نیت کے طواف نہیں ہوتا۔ 2: ہر طواف سات چکروں کا ہوتا

ہے۔اس کے بعد دو رکعت واجب طواف پڑھنا ضروری ہے۔

3: تین وقت میں واجب طواف نہ پڑھے۔صبح اذان سے طلوع آفتاب تک۔ زوال کے وقت۔عصر کی اذان سے لیکر مغرب کی اذان تک۔

4: ہر طواف کا دوگانہ طواف مکمل کرنے کے ساتھ ہی پڑھے۔

5: اگر طواف کے پھیروں میں شک ہو جائے تو اَز سرِ نو طواف کرے۔

6: طواف کرتے وقت خوب دھیان رکھیں کہ بیت اللہ شریف پر تجلیات اِلٰہیہ کا نزول ہو رہا ہے اور وہ طواف کرنے والوں پر آ رہی ہیں جتنی توجہ سے طواف کریں گے اتنے ہی زیادہ مستفیض ہونگے۔

7: طواف میں قدم نزدیک نزدیک رکھیں تا کہ ہر قدم پر نیکیاں بڑھیں۔

8: طواف میں اِدھر اُدھر ہرگز نہ دیکھیں چلتے ہوئے نگاہ سامنے رکھیں۔

9: طواف کے شروع میں صرف نیت کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں۔

10: شدید گرمی اور بارش کے وقت طواف کرنے کا اَجر زیادہ ہوتا ہے۔

11: دوران طواف بیت اللہ سے لپٹنا یا غلافِ کعبہ کو بوسہ دینا منع ہے۔

12: پیشاب پاخانہ (حوائج ضروریہ) کے تقاضہ کے وقت طواف کرنا منع ہے

سوال: طواف کیا ہے۔

جواب: بیت اللہ شریف کے چاروں اطراف مخصوص سنت طریقے سے سات چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔(غنیۃ الناسک)

سوال: عمرہ افضل ہے یا طواف۔

جواب: میقات سے باہر رہنے والے لوگوں کیلئے نفلی نماز سے نفلی طواف

بہتر ہے۔(ارشادالساری)

طواف عمرہ سے افضل ہے۔ جتنا ایک عمرہ پر وقت لگتا ہے اس کی نسبت کئی طواف بیت اللہ شریف کیے جا سکتے ہیں۔ اگر ایک دوطواف کر لیے پھر بیٹھ گئے تو پھر طواف کو افضل نہیں کہا جا سکتا۔ زیادہ طواف کرنا زیادہ سے زیادہ عمرہ کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ طواف بیت اللہ شریف ایک مستقل عبادت ہے اور ہر حالت میں جائز ہے۔ جبکہ ایک سال میں کثرت سے عمرہ کرنا فقہاء کے نزدیک مکروہ ہیں کثرت سے طواف اس وقت افضل ہوگا جب طواف کرنے میں عمرہ جتنا وقت لگائے۔(شرح الباب الناسک)

سوال: حج کا احرام باندھنے کے بعد طواف کرنا کیسا ہے۔

جواب: حج کا احرام باندھنے کے بعد منیٰ روانہ ہونے سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کرنا مستحب ہے فرض یا واجب نہیں۔(ارشادالساری)

حج اِفراد والے نے اگر منیٰ جانے سے پہلے طوافِ قدوم کیساتھ سعی نہ کی ہو تو بعدالحج سعی واجب ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: حج کا احرام طواف کر کے حج سے پہلے کھولا تو۔

جواب: اگر کوئی آدمی اپنے وطن یا میقات سے حج افراد یا حج قران کا احرام باندھ کر آیا اور طواف کرنے کے بعد احرام کھول دیا تو ایسی صورت میں اس پر دم لازم ہو گیا اور حج کی قضا بھی لازم ہوگئی اس آدمی کو اپنے اس فعل پر ندامت کے آنسو بہانا اور توبہ استغفار کرنا لازم ہے تاکہ احرام توڑنے پر اس سے جو گناہ سرزد ہوا وہ اللہ معاف کر دے۔(ارشادالساری۔غنیۃ الناسک۔فتاوٰی شامی)

سوال: طواف کی ابتداء اوانتہا کہاں سے ہوتی ہے؟

جواب: عمرہ کرنے والے کا حجرِ اسود کے سامنے پہنچ کر تلبیہ ختم ہو جائے گا۔ طواف کی ابتداء وانتہاء حجر اسود کے استلام (بوسہ) سے ہوتی ہے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: استلام کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

جواب: حجر اسود کو بوسہ دینا۔ ہاتھوں سے چھونا یا دونوں ہاتھوں سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا یا رکن یمانی کو دونوں ہاتھ یا صرف دائیاں ہاتھ لگانے کو استلام کہتے ہیں۔ (ارشاد الساری)

استلام یعنی دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے گویا کہ آپ اپنے ہاتھ حجر اسود کے اوپر رکھے ہوئے ہیں۔ طواف کے سات چکروں کے شروع میں حجرِ اَسود کی طرف ہاتھ کے اِشارہ کے بعد ہاتھوں کو چوم لینا اور آٹھویں دفعہ بھی استلام کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔ اگر کسی پھیرے میں استلام کرنا بھول گیا تو معاف ہے۔ (الدر مع الرد، غنیۃ الناسک)

سوال: اگر طواف کے کسی چکر میں استلام چھوٹ جائے تو۔

جواب: اگر حاجی کا کسی چکر کا استلام رہ جائے تو دم لازم نہیں آتا۔ (ارشاد الساری)

سوال: استلام کتنی جگہوں پر کیا جاتا ہے۔

جواب: دوران طواف استلام صرف حجر اسود اور رکن یمانی پر کیا جاتا ہے۔ ان دونوں جگہوں کے علاوہ بیت اللہ شریف کا کسی اور کونہ کا استلام نہیں ہوتا۔ (ارشاد الساری، الدر مع الرد)

سوال: کیا طواف کروانے والا اپنے طواف کی نیت کر سکتا ہے۔

جواب: اگر کوئی آدمی معذور یا بیمار آدمی کو طواف کروائے تو اپنے طواف کی بھی نیت کرسکتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

عمرہ کا طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کرے۔ نماز کے اندر احرام کی حالت میں کندھا کھلا نہ رکھیں یہ مکروہ ہے۔ (ارشاد الساری)

طواف کا طریقہ یہ ہے کہ طواف شروع کرنے سے پہلے حجرِ اسود کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ حجرِ اسود کے دائیں طرف ہو کر نیت کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ

ترجمہ: ''اے اللہ میں تیرے اس مقدس گھر کے طواف کے سات چکروں کی نیت کرتا ہوں خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لیے اسے میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔''

جب آپ نیت کرلیں تو دائیں طرف ہو کر بالکل حجر اسود کے سامنے آکر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہیں بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اور ہاتھ نیچے کو چھوڑ دے۔ (غنیۃ الناسک، ارشاد الساری)

پھر دوبارہ ہاتھ سینہ تک اُٹھا کر حجر اسود کا استلام کریں۔ ہجوم کی وجہ سے حجر اسود تک پہنچنا بہت مشکل ہے اور حجر اسود کو خوشبو بھی لگی ہوتی ہے اس لیے دور سے ہی حجر اسود کی سیدھ میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی طرف اٹھا کر سینے کے بالمقابل کر کے یہ دعا پڑھے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور اپنے ہاتھوں کو چوم لیں۔ (الدر المختار)

دور سے استلام کرنے میں بھی اُتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا قریب سے یا بوسہ لینے سے اس لیے مشورہ یہ ہے کہ ہجوم میں بوسہ لینے کے لیے ہرگز نہ جائے۔ اور اسی طرح عورتیں تو بالکل ہی نہ جائیں۔ غیر مردوں سے ان کا جسم لگے گا جو کہ حرام ہے۔ (الدر المختار)

تمام حجاج کرام یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ حجرِ اَسود کو بوسہ دینا سنت ہے اور دھکا دینا حرام ہے۔ (بدائع الصنائع)

اگر ہجوم میں گھس گئے تو دھکے لگنے سے آپ آگے پیچھے دائیں بائیں ہو جائیں گے۔ آپ کا چہرہ یا سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو جائے گا تو آپ جتنے قدم میں بیت اللہ کی طرف سینہ کریں گے اتنے قدم آپ کو پیچھے آنا پڑے گا آپ پیچھے آ نہیں سکتے تو آپ کو پھر ایک چکر مزید طواف کا کرنا پڑے گا ورنہ جزا لازم آئے گی۔ (ارشاد الساری)

استلام کرنے کے بعد آپ دائیں طرف چلنا شروع کریں گے۔ اگر آپ کا یہ طواف عمرے کا ہے تو استلام سے پہلے آپ کو اضطباع (یعنی دائیں کندھا ننگا) کرنا ہوگا اور صرف پہلے تین چکروں میں رمل (اکڑ اکڑ کر چلنا) ہو گا۔ بقیہ چار چکروں میں رمل نہیں کرنا اگر آپ عمرہ کے علاوہ نفلی طواف کر رہے ہیں تو وہ آپ عام کپڑوں میں کریں گے۔ ان میں نہ اضطباع ہے اور نہ ہی رمل ہے۔ یہ بات یاد رکھیں جس طواف کے بعد سعی ہوگی اس میں اضطباع اور رمل ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

دورانِ طواف آپ تیسرا کلمہ، درود شریف، تلاوت، اور ذکرُ اللہ کی

کثرت کریں اپنی زبان میں خوب دعائیں مانگیں۔ دوران طواف جو دعا مانگیں گے وہ قبول ہوتی ہے جب آدمی طواف میں ہوتا ہے اس وقت وہ براہ راست اللہ سے گفتگو کر رہا ہوتا ہے جب آپ طواف کرتے ہوئے رکن یمانی پر پہنچ جائیں (بیت اللہ کا تیسرا کونا رکن یمانی) تو وہاں سے یہ دعا پڑھنی شروع کردیں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یہ پڑھتے پڑھتے جب حجر اسود کے سامنے پہنچ جائیں تو مڑ کر حجر اسود کی طرف سینہ کر کے ہاتھ کی ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف استلام کر کے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھ کر (ہاتھ کی ہتھیلیوں کو چوم لیں) آپ کے طواف کا پہلا چکر مکمل ہو گیا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

اسی طرح سات پھیرے مکمل کرنے ہیں ہر پھیرے پر حجر اسود کا استلام ضرور کریں پھر اسی طرح ہر پھیرے میں رکن یمانی سے حجر اسود تک رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ پڑھیں۔ سات پھیرے مکمل کرنے کے بعد آٹھویں مرتبہ حجر اسود کا استلام کر کے طواف کے ہجوم سے ہٹ کر اضطباع ختم کر کے کندھا ڈھانپ لیں اور دو رکعت واجب الطواف پڑھیں یہ لازمی ہے جب بھی کوئی طواف کریں واجب الطواف لازم پڑھنے ہیں اس کے بغیر طواف مکمل نہیں ہوتا۔ اس کے بعد بیت اللہ شریف پر

نگاہ ڈال کر خوب دعائیں مانگیں۔(غنیۃ الناسک)

سوال: دوطواف یا زائد کی واجب طواف اکٹھے کرنا کیسا ہے۔

جواب: اگر کوئی شخص متعدد طواف اکٹھے کر کے پھر اکٹھے واجب الطواف پڑھے تو یہ ممنوع ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ ایک طواف کے سات چکر مکمل کر کے واجب طواف پڑھے۔ممنوعہ اوقات جیسے عصر کی نماز کے بعد اگر دوطواف کر لیے تو مغرب کی اذان کے بعد 2،2 رکعت کر کے واجب طواف پڑھ لے اسکی اجازت ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: سینہ بیت اللہ کی طرف کرنا کب جائز ہے۔

جواب: طواف شروع کر دینے کے بعد بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ نہیں کر سکتے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس حالت میں طواف کیا تو جتنا فاصلہ طے کیا اتنے حصہ کا اعادہ کرنا واجب ہے ورنہ ایک چکر زیادہ کرنا ہوگا۔بعض لوگ طواف کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کو دیکھتے چلے جاتے ہیں ان کا یہ چکر ضائع ہو جاتا ہے۔ دورانِ طواف صرف استلام کے وقت بیت اللہ کو دیکھ سکتے ہیں یا سینہ کر سکتے ہیں۔ باقی طواف میں نہیں کر سکتے۔ طواف کے علاوہ بیت اللہ شریف کو جتنا چاہے دیکھے اجر عظیم ہے۔

سوال: کیا طواف بے وضو کیا جا سکتا ہے۔

جواب: کوئی طواف بھی بغیر وضو کے نہیں ہو سکتا۔ اگر عمرہ کا طواف بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا۔ اگر وضو کر کے اعادہ کر لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔(الدر مع الرد)

اگر طوافِ زیارت بے وضو کیا تو دم واجب ہو جائے گا۔ اگر وضو کر کے

دوبارہ کرلیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔(الدرمع الرد)

طواف جنابت کی حالت میں کیا تو دم واجب ہوجائے گا۔اگر طہارت کی حالت میں اس کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔(الدرمع الرد)

سوال:طواف زیارت کیا ہے۔

جواب:یہ طواف زیارت فرض ہے اور حج کا اہم ترین رکن ہے۔جو 10 ذوالحجہ کورمی۔قربانی کے بعد حلق کروا کر کیا جاتا ہے۔(ارشادالساری)

اگر کسی مرد یا عورت نے یہ طوافِ زیارت نہ کیا تو میاں بیوی ایک دوسرے پر حرام رہیں گے اس وقت تک جب تک دوبارہ مکۃ المکرمہ جا کر طواف زیارت نہ کرلیں اور دیر کی وجہ سے دونوں الگ الگ دم بھی حدود حرم میں دیں۔یہ طواف زیارت 10 ذوالحجہ سے بارہ ذوالحجہ غروب آفتاب تک کر سکتے ہیں۔اس کے بعد لیٹ کرنے کیوجہ سے جب بھی کیا دم دینا واجب ہو گا اگر تمتع یا قران والے نے منیٰ جانے سے پہلے سعی نہیں کی تو طوافِ زیارت کیساتھ سعی واجب ہے۔(ارشادالساری۔اللباب فی شرح الکتاب)

سوال:طوافِ زیارت کرتے ہوئے مسعٰی میں سے گزرا تو۔

جواب:دورانِ طواف زیارت اگر کوئی حاجی رَش کی وجہ سے حدود صفا مروہ پر سے گزرا تو اُسکا طواف زیارت نامکمل ہوگا۔کیونکہ طواف کیلئے مسجد کے اندر کا حصہ ہونا شرط ہے۔عموماً چھت پر رَش کیوجہ سے صفا مروہ پر سے مجبوراً گزرنا پڑتا ہے۔اس چکر کا اِعادہ لازمی ہے۔ورنہ طواف نامکمل ہوگا۔(بدائع الصنائع)اگر حاجی نے طواف زیارت دوبارہ نہ کیا تو اُسکو مرنے سے پہلے وصیت کرنا ہوگی کہ

ایک بُدنہ اونٹ یا گائے حدودحرم میں ذبح کرے۔(ارشادالساری)

سوال: کیا طواف زیارت میں نیابت ہوسکتی ہے۔

جواب: طوافِ زیارت میں نیابت جائز نہیں۔ یہ فرض ہے اگرچہ آپ کسی کی گود میں کسی کے کندھے یا ویل چیئر پر ہی کیوں نہ کریں آپ اپنا نائب نہیں بنا سکتے۔ اگر کوئی آدمی بے ہوش ہے اور بارہ ذوالحجہ تک بے ہوش ہی پڑا ہے تو اس کی نیابت جائز ہے۔ طواف زیارت موت تک فوت نہیں ہوتا اور اس کا بدل بھی نہیں ہے اگر کوئی آدمی وقوف عرفہ کے بعد طواف زیارت سے پہلے فوت ہوجائے اور اس آدمی نے موت سے پہلے اس کے حج کو مکمل کرنے کی وصیت کی تو اس صورت میں حدودحرم میں ایک گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا اس کے بعد اس کا حج مکمل سمجھا جائے گا۔(ارشادالساری)

سوال: جنابت کی حالت میں طواف زیارت کیا تو۔

جواب: اگر کسی مرد یا عورت نے جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کیا تو اُنکو ایک بُدنہ یعنی اونٹ یا گائے حدودِحرم میں ذبح کرنا لازم ہوگا۔ اگر پاکی کی حالت میں 12 ذی الحجہ سے پہلے پہلے دوبارہ طواف زیارت کرلیا تو اونٹ یا گائے ذبحہ کرنا لازم نہ ہوگا۔(غنیۃ الناسک باب الجنایت 272،274 صفحہ)

اور اگر اسی حالت میں تین یا زائد طواف کے چکر کئے تھے پھر طواف ادُھورا چھوڑ کر باہر چلا گیا تو دَم دینا لازم ہوگا (دَم ایک بکری، یا گائے یا اونٹ کے ساتویں حصے کو کہتے ہیں) اور اگر طہارت حاصل کرنے کے بعد دوبارہ طوافِ زیارت کرلیا تو بُدنہ والا دَم ختم ہوجائے گا۔(لباب المناسک۔ارشادالساری)

اگر کسی آدمی نے جنابت یا کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں

طواف زیارت اور سعی کی پھر بعد میں غلطی کا احساس ہو گیا تو پاک وصاف ہو کر طواف زیارت دوبارہ کیا اب دوبارہ سعی کی ضرورت نہیں۔ دوسرے طواف سے پہلے طواف کے نقصان کی تلافی ہو گئی۔ (ارشاد الساری)

سوال: طواف زیارت ناپاکی کی حالت میں کیا تو۔

جواب: اگر طواف زیارت حیض یا نفاس کی حالت میں کیا تو اس عورت پر ایک بُدنہ یعنی ایک اونٹ یا بیل، گائے، بھینس حدود حرم میں ذبح کرنا واجب ہے۔ بکرا دُنبہ وغیرہ نہیں دے سکتے۔ اگر پاکی کے بعد طواف زیارت کا اعادہ کر لیا تو بُدنہ کا دم ساقط ہو جائے گا۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: طوافِ زیارت نہ کیا تو؟

جواب: اگر کسی نے حج کے موسم میں طوافِ زیارت نہیں کیا تو بعد میں جب بھی چاہے وہاں مکۃ المکرمہ میں جا کر بغیر احرام باندھے طواف زیارت کرے اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم بھی دے۔ اس پر عورت حلال ہو جائے گی۔ (ارشاد الساری)(غنیۃ الناسک، الدر مع الرد)

سوال: اگر طوافِ زیارت نہ کیا اور بیوی سے صحبت کر لی تو۔

جواب: اگر بیوی سے صحبت کر لی تو تاخیر کی وجہ سے دم دینے کے علاوہ ایک بُدنہ یعنی اونٹ بھی حدود حرم میں ذبح کرنا ہوگا۔ (الدر مع الرد)(ارشاد الساری)

سوال: قربانی سے پہلے طوافِ زیارت کرنا۔

جواب: قربانی سے پہلے طوافِ زیارت کرنا جائز ہے مگر قربانی کے بعد کرنا اَفضل ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: طواف زیارت کا بدل۔

جواب: حجاجِ کرام یہ اہم مسئلہ ذہن نشین کرلیں کہ طوافِ زیارت کسی حال میں بھی فوت نہیں ہوتا اور بدل دے کر بھی ادا نہیں ہوسکتا۔ ہر حال میں طواف زیارت کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے طواف زیارت نہ کیا تو آخری عمر تک طواف کی ادائیگی قرض رہے گا۔ (غنیۃ الناسک)

اور جب تک طواف زیارت نہیں کرے گا بیوی کے ساتھ بوس و کنار، صحبت۔ سب حرام رہیں گے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: اگر کوئی بے ہوشی کی وجہ سے طواف زیارت نہ کرسکا تو۔

جواب: دورانِ حج اگر کوئی حاجی بے ہوشی کی وجہ سے طواف زیارت نہ کرسکا اور بارہ ذوالحجہ تک ہوش میں نہ آیا اور کسی دوسرے آدمی نے اس کی طرف سے نائب بن کر طواف زیارت کرلیا تو جائز ہے البتہ اگر بارہ غروب آفتاب سے قبل وہ ہوش میں آ گیا تو اس کو طواف زیارت خود کرنا ہوگا۔ اگر وہ خود بھی ہوش میں نہ آیا اور کسی دوسرے نے بھی اس کی طرف سے طواف زیارت نہ کیا تو جب اس کو ہوش آئے گا وہ طوافِ زیارت کرے اور ایک دم بھی واجب ہوگا وہ بھی دے۔ (ارشاد الساری، غنیۃ الناسک)

سوال: طواف زیارت کا وقت کیا ہے۔

جواب: طواف زیارت کا وقت 10 ذوالحجہ سے صبح صادق سے لے کر بارہ ذوالحجہ غروب آفتاب تک ہے یہ طواف رَمی، قربانی اور حلق کے بعد کیا جاتا ہے اور یہی سنت طریقہ ہے۔ طواف دن رات جب چاہے کرسکتا ہے۔ اگر

بارہ ذوالحجہ غروب آفتاب کے بعد کرے گا تو لیٹ کرنے پر ایک دم حدود حرم میں دینا ہوگا۔ (ارشاد الساری)

سوال: اگر طواف زیارت موت تک نہ کر سکا تو۔

جواب: اگر کوئی حاجی یا حاجن موت تک طوافِ زیارت کرنے پر قادر نہیں ہوئے تو موت سے پہلے وصیت کریں کہ ان کی طرف سے ایک بُدنہ (اونٹ یا گائے) حدودِ حرم میں بطور دم ذبح کیا جائے۔ یہ بات واضح رہے کہ طواف زیارت کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرنا حلال نہیں ہے۔ (فتاویٰ شامی)

اگر ایسے آدمی نے بارہ ذوالحجہ کے اندر یا اس کے بعد کوئی طواف کیا تو اس کا یہ طواف طوافِ زیارت کے قائم مقام بن جائے گا اور بیوی حلال ہو جائے گی۔ لیکن تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا، دینا ہوگا۔

سوال: کیا طواف کرتے ہوئے نمازیوں کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔

جواب: ہاں دوران طواف نمازیوں کے سامنے سے گزر سکتے ہیں۔ عام دیکھا گیا ہے کہ حاجی ہر وقت ہر نمازی کے سامنے سے گزرتے ہیں یہ سراسر غلط ہے اگر واقعی کوئی مجبوری ہو تو بعض فقہا نے شرط کے ساتھ اجازت دی ہے۔

سوال: کیا طواف کا کوئی وقت مقرر ہے۔

جواب: تمام اقسام کے طواف ہمہ وقت کیے جا سکتے ہیں ان کے لیے کوئی ممنوعہ وقت نہیں ہے سوائے نماز کے اوقات کے۔

سوال: طواف کے معنی کیا ہیں۔

جواب: طواف کے معنی ہیں کسی چیز کے چاروں طرف گھومنا۔ شریعت میں سنت کے مطابق طواف کی نیت کر کے صرف بیت اللہ شریف کے چاروں طرف سات پھیرے گھومنے کو طواف کہتے ہیں۔ یہ مسئلہ ذہن نشین کر لیں کہ سوائے بیت اللہ شریف کے کسی بھی چیز یا کسی بھی مقام یا کسی بھی مزار کا طواف کرنا حرام ناجائز ہے۔ (ارشاد الساری، غنیۃ الناسک)

سوال: طواف کی ابتداء اور انتہاء کہاں سے۔

جواب: طواف کی ابتداء اور انتہاء حجر اسود سے، استلام کرنے سے ہوتی ہے۔ (غنیۃ الناسک)

طواف کی جگہ بیت الحرم کے چاروں طرف مسجد کے اندر ہے۔ اگر کوئی شخص چھت پر چڑھ کر طواف کرے تو ہو جائے گا۔ البتہ اگر مسجد الحرام کے باہر سے کرے تو نہیں ہوگا۔ (الدر المختار)

طواف وہیل چیئر پر بھی ہو جاتا ہے، طواف کی مروجہ دعائیں جو مختلف کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اکثر لوگ کتابوں کو دیکھ کر دعائیں پڑھتے ہیں ان دعاؤں کے معنی مطلب سے لاعلم ہوتے ہیں جس سے خشوع وخضوع میں خلل بڑھتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ آپ اپنی زبان میں اللہ سے دعائیں مانگیں تو بہت بہتر ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: طواف کی دعا کیا ہے؟

جواب: جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے پہلے حج میں میدان عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو اس وقت جبرائیل امین علیہ السلام ان کے پاس آئے

اور انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ ہم پچاس ہزار سال سے اس بیت اللہ شریف کا باقاعدگی سے طواف کر رہے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ تیسرا کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اس میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا اضافہ کردو۔

سوال: طواف کی نیت کیا ہے۔

جواب: طواف بیت اللہ کی نیت فرض ہے۔ بغیر نیت کے بیت اللہ کے کتنے ہی چکر لگائے جائیں طواف نہیں ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

نیت عربی زبان میں کرنا بہت بہتر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ

اگر یاد نہ ہو تو آپ اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہیں۔ دل سے نیت فرض ہے اور زبان سے کہہ لینا افضل ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: اگر طواف کے چکروں میں شبہ ہو جائے تو۔

جواب: اگر آپ فرضی طواف یا واجب طواف کر رہے ہیں اور آپ کو طواف کے چکروں کی گنتی میں شک ہو گیا تو طواف دوبارہ شروع کرنا ہوگا۔ اگر طواف نفلی یا سنت ہے تو پھر آپ گمانِ غالب میں عمل کریں۔ (ارشاد الساری)

سوال: اگر دورانِ طواف وضو ٹوٹ جائے تو۔

جواب: اگر دورانِ طواف وضو ٹوٹ جائے تو فوراً طواف روک دے اور جا کر وضو کرے۔ اگر وضو ٹوٹنے سے پہلے چار یا چار سے زائد چکر لگائے تو پھر آگے سے طواف شروع کرے اگر تین یا تین سے کم چکر لگائے تھے کہ وضو ٹوٹ گیا تو از سرنو (دوبارہ) طواف شروع کرے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: طواف الوداع کیا ہے۔

جواب: بیت اللہ سے واپسی پر اپنے ملک جانے سے پہلے جو طواف کیا جاتا ہے اس کو طوافِ واجب، طواف الوداع کہا جاتا ہے۔ (ارشاد الساری)

سوال: طواف افاضہ کس کو کہتے ہیں۔

جواب: طواف الوداع کو طواف افاضہ بھی کہتے ہیں۔ (ارشاد الساری)

سوال: طواف رخصت کیا ہے۔

جواب: طواف الوداع کو طواف رخصت بھی کہتے ہیں۔ (ارشاد الساری)

سوال: طواف الوداع کا طریقہ کیا ہے۔

جواب: طواف الوداع اس کو کہتے ہیں جو مکۃ المکرمہ چھوڑتے وقت کیا جاتا ہے۔ اس میں نہ تو احرام، نہ اضطباع اور نہ رمل ہوتا ہے اور نہ ہی سعی ہوتی ہے۔ عام کپڑوں میں کیا جاتا ہے۔ (ارشاد الساری)

یہ طواف ہر آفاقی پر واجب ہے۔ عمرے والے پر واجب نہیں۔

میقات سے باہر رہنے والے کو آفاقی کہتے ہیں حج کے بعد مکۃ المکرمہ چھوڑنے سے پہلے جو طواف ہر آفاقی پر واجب ہے اس کو الوداعی طواف کہتے ہیں۔ (ارشاد الساری)

اگر کسی عورت کو طواف الوداع کے وقت حیض و نفاس کی حالت ہو تو حج کے بعد جو نفلی طواف اس نے کیا وہ ہی طواف الوداع تصور ہوگا۔ اگر عین روانگی والے دن عورت ناپاک ہوگئی اور پاک ہونے تک ٹھہرنے کی کوئی صورت بھی نہیں تو اس صورتِ حال میں عورت کو یہ طواف معاف ہے۔ (ارشاد الساری)

اگر کسی نے ایک مرتبہ طواف الوداع کر لیا۔ پھر وہ مکۃ المکرمہ میں ٹھہر گیا تو اب وہ حرم شریف میں جا سکتا ہے اور اگر موقع ملے تو طواف بھی کر سکتا ہے کوئی ممانعت نہیں جب دوبارہ واپسی کا پروگرام بنے تو پھر طواف الوداع کر لے۔ یہ سنت طریقہ ہے اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ طواف الوداع مکمل کر کے دو رکعت واجب الطواف پڑھے۔ اس کے بعد دعائیں کرے، زم زم پیئے پھر اس کے بعد حرم شریف سے رخصت ہو جائے۔ (الدر مع الرد)

طواف الوداع میں نہ احرام کی ضرورت ہے، نہ اضطباع کی، نہ رمل کی، نہ سعی کی بلکہ یہ طواف عام کپڑوں میں کیا جاتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

طواف الوداع سے پہلے اگر کوئی مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا یا جعرانہ سے عمرہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے ان مقامات سے احرام باندھ کر عمرہ کرے۔ اس عمرے میں بھی اضطباع، رمل، صفا مروہ شامل ہیں۔ (الدر مع الرد)

بعض لوگ منیٰ سے گیارہویں یا بارہویں ذوالحج کو کنکریاں مارنے سے پہلے مکہ آتے ہیں اور طواف کر کے واپس منیٰ جا کر رمی کرتے ہیں اور پھر بارہ ذی الحجہ کو رمی کر کے منیٰ سے ہی واپس وطن چلے جاتے ہیں مکۃ المکرمہ نہیں آتے۔ ان کا یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے خلاف ہے ان لوگوں کا آخری

کام مکہ سے روانگی سے قبل طواف الوداع ہونا چاہیے اور یہی عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ (ارشاد الساری)

اہل حرم، اہل مکہ، اہل حل، حیض ونفاس، مجنون اور نابالغ پر طواف الوداع نہیں ہے۔ (الباب الناسک مع ارشاد الساری)

حیض ونفاس والی عورت حرم شریف میں داخل نہ ہو بلکہ باہر کھڑی ہو کر دعائیں کر کے واپس آجائے۔ (ارشاد الساری)

طواف الوداع کو طواف صدر، طواف واجب، طواف افاضہ اور طواف رخصت بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف روزمرہ لباس میں کیا جاسکتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

طواف الوداع کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہوتا ہے جبکہ مکۃ المکرمہ سے واپسی کا پختہ ارادہ ہو۔ لیکن افضل یہ ہے کہ روانگی سے پہلے کرے۔ (غنیۃ الناسک)

طواف الوداع صرف حاجی پر واجب ہے عمرے والے پر نہیں۔ (ارشاد الساری)

طواف الوداع کے بعد دل کھول کر اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اپنے عزیز و اقارب کے لیے دعائیں مانگیں جس میں مغفرت، صحت، تندرستی، ایمان کی سلامتی، دوبارہ حج وعمرہ کی سعادت حاصل ہونے، کاروبار اور زندگی میں خیر و برکت اور ایمان پر موت آنے کی دعائیں مانگیں اور یوں کہیں یا اللہ یہ میری آخری حاضری نہ ہو۔ آخر میں حزن وملال، غم اور افسوس کے ساتھ اللہ کے گھر کو الوداع کر کے باہر آئیں۔ (ارشاد الساری)

حج کے بعد جو لوگ مدینۃ المنورہ سے وطن واپس جائیں گے ان کے لیے

طواف الوداع واجب ہے اگر نہ کیا تو دم واجب ہوگا جو حدود حرم میں دینا ہو گا۔ اگر کوئی آدمی طواف الوداع کے بغیر حدود میقات سے باہر چلا گیا تو اس کو دم دینا لازم ہوگا۔ اس کے دم سے بچنے کی صورت یہ ہوگی کہ وہ میقات سے دوبارہ احرام باندھ کر مکہ آئے عمرہ کرے اس کے بعد پھر طواف الوداع کرے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: طواف الوداع کی حکمت کیا ہے۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر منیٰ سے ہی اپنے اپنے علاقوں، شہروں اور وطن کی طرف چل دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ہرگز کوچ نہ کرے یہاں تک کہ اس کی آخری ملاقات بیت اللہ سے ہو جائے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حائضہ کے لیے حکم ہلکا فرما دیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

طواف الوداع کر کے وطن لوٹنے میں دو حکمتیں بزرگوں نے تحریر فرمائی ہیں۔ پہلی حکمت یہ ہے کہ حج کے اعمال کی ترتیب کو دیکھیں تو اس کا اہم مقصد بیت اللہ العظیم کی تکریم ہے جب بندہ مکۃ المکرمہ پہنچتا ہے تو بیت اللہ میں جاتے ہی تحیۃ المسجد پڑھنا بلکہ حکم ہے کہ طواف قدوم کرو پھر جب تم حج سے فارغ ہو جاؤ تو پھر بیت اللہ کی زیارت آخری وقت جانے سے پہلے کرو اور طواف الوداع بھی کرو۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہوں سے ملاقات کر کے رخصت ہوتے ہیں تو الوداعی ملاقات لازمی کرتے ہیں۔ اس لیے طواف الوداع میں اس کی موافقت پیش نظر رکھی گئی ہے۔ (صفۃ المناسک)

سوال: اگر طواف زیارت بے وضو کیا تو۔

جواب: کوئی طواف بھی بغیر وضو کے نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی نے بغیر وضو کے طواف زیارت کیا تو ادا نہ ہوگا۔ اگر کسی نے طواف الوداع بارہ ذوالحجہ سے پہلے پہلے کر لیا تو وہ طواف زیارت تصور ہوگا اگر طواف ایام نحر کے بعد کیا تو وہ طواف زیارت نہیں بنے گا اور بے وضو طواف زیارت کرنے پر دم لازم ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری)

سوال: نفلی طواف بے وضو کیا تو۔

جواب: اگر کسی شخص نے شرعی عذر کے بغیر پورا یا طواف کا اکثر حصہ بغیر وضو کے کیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ (البحر العمیق)

سوال: اُجرت پر طواف کرانا کیسا ہے۔

جواب: معذور اور مریض کو اُجرت پر طواف اور سعی کرانا جائز ہے کیونکہ یہ معذوری کی وجہ سے طواف سعی کرنے سے عاجز ہیں۔ (ارشاد الساری)

سوال: اضطباع کسے کہتے ہیں۔

جواب: احرام کی چادر کو حجر اسود کے سامنے طواف کی نیت سے پہلے دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔ دایاں کندھا ننگا کرنا کو اضطباع کہتے ہیں۔ (الدر مع الرد)

اضطباع طواف کے پہلے چکر سے ساتویں چکر تک رہے گا۔ اس کے بعد واجب طواف اضطباع ختم کر کے پڑھنا ہیں۔ (ارشاد الساری)

اضطباع اگر بھول کر چھوٹ جائے تو دم لازم نہیں ہوگا۔ (ارشاد الساری)

سوال: طواف کب مکروہ ہوتا ہے؟

جواب: جب فرض نماز کے لیے اقامت ہوتی ہے یا امام حرم خطبہ کے لیے کھڑا ہو جائے تو اس وقت طواف کرنا مکروہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی وقت طواف مکروہ نہیں ہوتا۔ جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ان اوقات میں بھی طواف کیا جا سکتا ہے۔ صرف نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ (ارشاد الساری)

سوال: واجبات طواف کتنے ہیں۔

جواب: واجبات طواف 7 ہیں۔ 1: طہارت یعنی حدث اصغر و اکبر (حیض۔ نفاس۔ جنابت) دونوں سے پاک ہونا اور بے وضو نہ ہونا۔

2: ستر عورت کا ہونا۔ یعنی جسم کا جو حصہ چھپانا فرض ہے اُسے چھپانا۔

3: جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اُسکا طواف میں پیدل چل کر طواف مکمل کرنا اور جو پیدل چلنے پر قادر نہ ہو وہ وہیل چیر پر طواف کر سکتا ہے

4: طواف دائیں طرف سے شروع کرنا۔ یعنی دروازہ کی طرف چلنا۔

5: حطیم کے باہر سے طواف کرنا۔

6: طواف مکمل کرنا۔ یعنی طواف کے سات چکر مکمل کرنا۔

7: ہر ایک طواف کے سات چکر مکمل کرنے کے بعد دو رکعت واجب طواف پڑھنا۔

سوال: محرمات طواف کیا ہیں۔ (یعنی منع کی ہوئی باتیں)

جواب: یہ چیزیں طواف کرنے والے کیلئے حرام ہیں۔

1: حدث اکبر یعنی بندے کا جنبی ہونا اور عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں

طواف کرنا سخت ترین حرام ہے۔اور حدث اصغر یعنی بے وضو ہو کر طواف کرنا بھی حرام ہے۔

2: بالکل ننگا ہونے یا اسقدر سترِ عورت کھلا ہونے کی حالت میں طواف کرنا جس قدر ستر کھلا ہونے سے نماز نہیں ہوتی یعنی چوتھائی عضو یا اس سے زائد حرام ہے۔

3: بلا عذر سوار ہو کر یا کسی کے کندھے وغیرہ پر چڑھ کر یا پیٹ یا گھٹنوں کے بل چل کر یا اُلٹا ہو کر یا اُلٹی طرف سے طواف کرنا۔

4: دورانِ طواف حطیم شریف کے بیچ سے گزرنا۔

5: طواف کا کوئی چکر یا چکر کا کوئی حصہ ترک کر دینا۔

6: حجرِ اَسود کے علاوہ کسی اور جگہ سے طواف شروع کرنا۔

7: بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کر کے طواف کا کچھ حصہ اَدا کرنا بھی حرام ہے۔لیکن جب حجرِ اَسود کے سامنے پہنچے تو استلام کی حالت میں منہ اور سینہ کرنا جائز ہے۔

8: طواف میں جو چیزیں واجب ہیں اُن میں سے کسی کو ترک کرنا بھی محرمات طواف میں سے ہیں۔

سوال: مکروہات طواف بیان کریں۔

جواب: بیس باتیں مکروہات میں شامل ہیں۔

1: دورانِ طواف موبائل سننا۔فضول بلاضرورت بات چیت کرنا۔

2: دوران طواف خرید وفروخت کرنا یا اسکے متعلق گفتگو کرنا۔

3: دورانِ طواف ذکر یا دعائیں بلند آواز سے کرنا۔

4: دوران طواف ناپاک کپڑوں کا جسم پر ہونا۔

5: جس طواف میں اضطباع اور رَمل کرنا سنت ہے اُن کو بلا عذر ترک کرنا۔

6: دورانِ طواف حجرِ اَسود کا استلام نہ کرنا۔

7: دورانِ طواف حجرِ اَسود کے بالمقابل آئے بغیر ہاتھ اُٹھانا۔

8: طواف کے چکروں میں زیادہ وقفہ کرنا۔ کسی اور کام میں مشغول ہونا۔

9: دورانِ طواف اَرکانِ بیت اللہ پر یا کسی اور جگہ پر دعا کیلئے کھڑا ہونا۔

10: دورانِ طواف کھانا یا پھل وغیرہ کھانا۔

11: 2 یا زیادہ طوافوں کو اکٹھا کرنا اور اِنکے درمیان طواف دوگانہ جان بوجھ کر نہ پڑھنا۔

12: خطبہ کے دوران طواف کرنا۔

13: فرض نمازوں کی تکبیر واقامت کے وقت طواف شروع کرنا۔

14: دونوں ہاتھ طواف کی نیت کے وقت بلا تکبیر کے کانوں تک اُٹھانا۔

15: دورانِ طواف دعا کیلئے ہاتھ اُٹھانا یا نماز کی طرح ہاتھ باندھنا۔

16: حوائج ضروریہ کے تقاضے یا ریح کے غلبے کے وقت طواف کرنا۔

17: بھوک یا غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔

18: بلا عذر جوتے پہن کر طواف کرنا۔

19: حجرِ اَسود کے علاوہ کسی اور جگہ کا اِستلام کرنا۔

20: پوری توجہ کے ساتھ طواف نہ کرنا۔ دورانِ طواف موبائل ہرگز نہ سنیں

موبائل بند رکھیں۔اس وجہ سے ساری توجہات اللہ سے ہٹ کر گفتگو پر مرکوز ہوجاتی ہیں۔

سوال: طوافِ قدوم کا وقت کیا ہے۔

جواب: طواف قدوم کا وقت مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے سے لیکر وقوفِ عرفہ تک ہے۔حج تمتع میں طوافِ قدوم نہیں ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: طواف کرنے کا مکمل طریقہ کیا ہے۔

جواب: طواف کرنے میں 10 باتوں کا خیال رکھیں:۔

(1) بیت اللہ شریف کا طواف حجر اسود کے سامنے سے شروع ہوتا ہے اور حجر اسود پر آ کر ختم ہوتا ہے۔طواف میں باوضو ہونا ضروری ہے بغیر وضو کے طواف نہیں ہوتا۔(فتاویٰ شامی)

(2) طواف شروع کرنے سے پہلے عمرہ کے طواف میں دایاں کندھا ننگا کر لیں۔اس کو اضطباع کہتے ہیں۔(شامی،ارشاد الساری)

(3) طواف شروع کرنے سے پہلے طواف کی نیت کریں۔کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر تکبیر تحریمہ کہیں۔پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سینے کے سامنے لا کر حجر اسود کا استلام کریں اور دونوں ہتھیلیوں کو چوم لیں پہلے تین چکروں میں رمل کریں۔بیت اللہ شریف کے چوتھے کونے رکن یمانی سے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف آئے اور سامنے آ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو حجر

اسود کی طرف اٹھا کر استلام کرے اور پھر ان کو چوم لے۔ایک چکر مکمل ہو گیا۔ (ارشادالساری)

(4) رمل اور اضطباع صرف عمرے کے طواف میں ہوتا ہے۔(البحرالرائق)

(5) طواف کرتے ہوئے قدم قریب قریب رکھے۔دوران طواف بیت اللہ شریف کو نہ دیکھے سوائے استلام حجرِ اسود کے وقت۔

(6) طواف کرتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے نہ بھاگے اور درود شریف، تیسرا کلمہ و دیگر جو دعائیں یاد ہوں وہ مانگے چاہے اپنی زبان میں یا عربی میں۔(ارشادالساری)

(7) طواف کا ہر چکر مکمل کرنے پر حجر اسود کا استلام کرے۔(غنیۃ الناسک)

(8) حجر اسود کا استلام کرتے وقت کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائے۔

(9) طواف کے سات چکر مکمل کرنے کے بعد اضطباع ختم کر دے (یعنی کندھے کو ڈھانپ لے)۔(غنیۃ الناسک)

(10) طواف کے سات چکر مکمل کر کے اگر مکروہ وقت نہ ہو تو 2 رکعت واجب الطواف پڑھیں۔

سوال: کیا طواف کروانے والا آدمی اپنے طواف کی نیت کر سکتا ہے۔

جواب: اگر کوئی آدمی معذور یا بیمار وغیرہ کو طواف کروائے تو اپنے طواف کی بھی نیت کر سکتا ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: طواف کے نوافل ممنوع اوقات میں پڑھے تو۔

جواب: اگر کسی نے واجب الطواف مکروہ اوقات میں پڑھے تو وہ ادا نہیں

ہوں گے مکروہ وقت گزرنے پر دوبارہ پڑھنا لازمی ہوں گے۔ اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس آدمی کا یہ طواف نامکمل رہے گا۔ (الدرمع الرد)

نیز واجب الطواف اوقات ممنوعہ میں نہ پڑھیں انتظار کریں۔ اوقات ممنوعہ یہ ہیں:

1: صبح اذان سے لے کر سورج نکلنے تک۔ 2: زوال (دوپہر) کے وقت۔

3: عصر کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک۔

لوگوں کو دیکھا دیکھی آپ ہرگز واجب الطواف اِن تینوں اَوقات میں نہ پڑھیں اس لیے کہ آپ حنفی اہلسنت وجماعت ہیں۔ اس کے بعد آب زم زم پئیں اور خوب دعائیں مانگیں۔ دعائیں قبول ہوں گی۔ انشاءاللہ (ارشادالساری)

حجر اسود، ملتزم، دروازہ، میزاب، غلاف

سوال: دروازہ کعبۃ اللہ شریف کا تعارف کروائیں۔

جواب: حجر اسود کے ساتھ تقریباً چھ فٹ کے فاصلہ پر دائیں طرف بیت اللہ شریف کا دروازہ مبارک ہے اس کو باب کعبہ کہا جاتا ہے۔

سوال: مقام ملتزم کیا ہے۔

جواب: یہ مستجاب الدعوات مقام ہے:۔ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان والے حصہ کو ملتزم کہتے ہیں۔ یہ مقدس مقام ہے کہ یہاں جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ حضور رحمت اللعالمین ﷺ یہاں کھڑے ہو کر سینہ مبارک دیوار کے ساتھ لگا دیتے اور دیوار کو چومتے کبھی دائیاں رخسار اور کبھی بائیں رخسار لگاتے اور زار و قطار آنکھوں سے آنسو بہا کر امت کے لیے مغفرت مانگتے۔ تمام آئمہ کرام، اولیاء کرام، علمائے ذی وقار فرماتے ہیں کہ ہم نے

یہاں کھڑے ہو کر جو بھی دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔

سوال: حجر اسود کا تعارف کیا ہے۔

جواب: حجر اسود بیضوی شکل کا ایک پتھر ہے۔ ایک بالشت لمبا اور تقریباً 2 بالشت چوڑا ہے یہ پتھر بیت اللہ شریف کے جنوب مشرقی کونے میں نصب ہے اس پتھر کے اندر ایسی زبردست مقناطیسی کشش ہے کہ دنیا بھر کے ہر نسل، رنگ کے لوگ بلا تفریق کھنچے چلے آرہے ہیں یہ عظیم پتھر جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس کو جنت سے ساتھ لے کر آئے تھے اور بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت ایک کونے میں نصب فرمایا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں جو طوفان آیا تھا اس میں حضرت آدم علیہ السلام کا تعمیر کردہ بیت اللہ شریف کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تھا اور حجر اسود کو جبل ابوقیس میں بطور امانت رکھ دیا گیا تھا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تھا اس طرح پھر آپ نے کعبۃ اللہ میں موجودہ جگہ پر نصب کر دیا تھا۔ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جب جنت سے حجر اسود دنیا میں اتارا گیا تھا تو اس وقت یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ (ترمذی، نسائی شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت حجر اسود کو لائے گا تو یہ حجر اسود ان لوگوں کے حق میں سفارش کرے گا جنہوں نے خلوص نیت سے ایمان کے ساتھ اس کے بوسے لیے ہوں گے یا اس کا استلام کیا ہو گا۔ (مصنف عبدالرزاق)

اللہ رب العزت نے حجر اسود کو اس کی پہلی نورانیت کی صورت کو تبدیل کر کے اس لیے کالا کر دیا تا کہ جہنمی لوگ اس کی زینت کو نہ دیکھ سکیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے فرشتوں نے بڑے اعزاز و اکرام و احترام سے حجر اسود کو اس جگہ نصب کیا تھا جہاں اب ہے۔ حجر اسود کو موجودہ جگہ پر اس لیے نصب کیا تا کہ لوگوں کے لیے طواف شروع کرنے کی علامت بن جائے۔ (اخبار مکہ)

محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے اس حجر اسود کو اٹھا کر دوبارہ جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ ایک موقع پر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا کہ اس کا استلام کثرت سے کیا کرو۔ ایک وقت آئے گا کہ تم اس کو اپنی جگہ نہ پا کر افسوس کرو گے۔ رات کے وقت لوگ اس کا استلام کر رہے ہوں گے۔ صبح کے وقت حجر اسود کو اپنی جگہ نہ پا کر افسوس کر رہے ہوں گے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جنت کی کسی چیز کو دنیا میں نہیں چھوڑے گا۔ قیامت سے پہلے اسے دوبارہ اٹھا کر جنت میں پہنچا دے گا۔ (اخبار مکہ)

حجر اسود کی عظمت وجلالت میں یہ عجیب نکتہ ہے کہ ہم اس جگہ پر بوسہ دیتے ہیں جہاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہونٹوں سے بوسہ دیا۔ جہاں دیگر تمام انبیاء کرام بھی اپنا منہ مبارک مَس کرتے رہے اسی طرح ہمارے ہاتھ بھی اس جگہ پر لگتے ہیں جہاں انبیاء کے مقدس ہاتھ مبارک لگے۔ اس لیے تمام مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں تو حجر اسود کا بوسہ دینے میں کبھی غفلت نہ کریں۔ (تاریخ تقویم)

سوال: اگر کوئی حجر اسود کی توہین کرے تو۔

جواب: حجر اسود کی توہین کرنا کفر ہے توہین کرنے والے کو تجدید ایمانی کرنے

اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کروائے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

سوال: میزاب رحمت کا تعارف کیا ہے۔

جواب: دروازہ بیت اللہ کے شمال کی طرف چھت سے پانی گرنے کا سونا کا جو پرنالہ ہے اس کو میزاب رحمت کہتے ہیں۔ اس کے نیچے بھی دعا قبول ہوتی ہے یہ حطیم شریف میں بہت مقبول جگہ ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تعمیر میں دیواروں پر چھت نہیں ڈالی گئی تھی اس وقت اس پر پرنالہ نہیں تھا۔ قصیٰ بن کلاب کے زمانے تک پرنالہ کے بارے میں کوئی روایت نہیں ملتی۔ البتہ قریش نے جب بیت اللہ شریف کی نئی تعمیر کی تو اس میں چھت بھی ڈالی اور پرنالہ بھی رکھا گیا۔

سوال: بیت اللہ میں کونسے موتی ہیں۔

جواب: دنیا میں اس وقت جنت کے یاقوت کے دو موتی ہیں ایک حجر اسود، دوسرا مقام ابراہیم۔ جب ان کو زمین پر اتارا گیا تو حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان دو پتھروں پر دنیاوی زندگی کے احکامات مرتب کریں کیونکہ جگہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آجاتی ہے۔ ایک اقلیم کا آدمی دوسری اقلیم میں جا بستا ہے تو رنگ، مزاج اور قد وغیرہ میں کافی تبدیلی آجاتی ہے۔ ان کو زمین پر اتارے جانے کے بعد ان کے اندر جو روشنی تھی وہ مٹا دی گئی اور یہ کہ یہ پتھر دنیا کے پتھروں کی طرح نظر آنے لگے۔ ان دونوں پتھروں کی فضیلت کی وجہ دو ہیں ایک یہ کہ یہ جنتی پتھر ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان کو محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلیل اللہ علیہ السلام نے چوما اور جائے مصلیٰ بنانے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ (القرآن)۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

حجر اسود جب زمین پر اتارا گیا تو ایک ہی پتھر تھا اب موجود زمانے میں اس کے آٹھ ٹکڑے ہیں۔ان تمام ٹکڑوں کو یکجا کر کے ایک ہی جگہ نصیب کر دیا گیا ہے اور چاروں اطراف چاندی کا خول (فریم) بنا دیا گیا ہے جس میں یہ محفوظ ہیں اور اب ان ہی ٹکڑوں کو بوسہ دیا جاتا ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: کیا حجر اسود جنت سے سفید آیا تھا۔

جواب: حجر اسود کو جب جنت سے اس دنیا میں اتارا گیا تو اس وقت یہ بالکل سفید تھا۔لوگوں کے گناہ آلودہ ہاتھ لگنے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے۔جنت سے نازل ہوتے وقت اس کا نام حجر اسود نہ تھا۔(حجۃ اللہ البالغہ)

سوال: کیا حجر اسود کا بوسہ لینا ضروری ہے؟

جواب: دورانِ طواف حجر اسود کا بوسہ کے لیے انتظار ہرگز نہ کریں بلکہ اگر موقع ملے تو بہتر ہے لیکن موقع ملنا ناممکن ہے۔اس لیے بہتر یہ ہے کہ دور سے ہی حجر اسود کا استلام کر کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو چوم لیں۔ دوران طواف ٹھہرنا خلاف سنت ہے۔طواف کے مکمل کرنے کے بعد آخری چکر میں لائن میں لگ کر انتظار کر لیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔(المناسک الملاعلی قاری،غنیۃ الناسک)

حجر اسود کا استلام کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے اس شرط کے ساتھ کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں وہاں اکثر دھکم پیل کی نوبت آتی ہے اس لیے کسی مسلمان کو ایذا دینا حرام فعل ہے۔اور طواف کرتے ہوئے حرام فعل کا ارتکاب کرنا اور دوسرے لوگوں کی جان کو خطرے میں ڈالنا بہت ہی بُرا فعل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دور سے بھی استلام فرما کر ہاتھوں کو چوم کر یہ بتادیا کہ آپ کو اس عمل سے پورا پورا اجر ملے گا اور اسکے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ (روح المعانی علامہ آلوسی، البحر العمیق)

جب حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر طواف کی نیت کریں تو پھر استلام کر کے بائیں طرف نہ مڑیں بلکہ دائیں طرف پھر جائیں اور طواف شروع کر دیں۔ (غنیۃ الناسک)

عورتوں کو ہجوم میں احرام کی حالت میں حجر اسود کو بوسہ لینا بالکل حرام ہے کہ اجنبی مردوں کے جسم کے ساتھ ان کا جسم لگتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حجر اسود کا بوسہ لینے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: حجر اسود کے بوسہ لینے کے آداب درج ذیل ہیں:

(1) حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے کسی کو دھکا دینے یا تکلیف پہنچانا حرام ہے اور بوسہ لینا سنت ہے۔ اس لیے سنت پر عمل کرنے کے لیے حرام کا ارتکاب جائز نہیں اس لیے مردوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دور سے ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو چوم لیں۔

(2) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ بھی لیا۔ اور ہجوم کے وقت اشارہ بھی کیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجوم میں بھی جگہ مل سکتی تھی۔ وہ صحابہ جو آپ کے لیے جان و مال قربان کر سکتے تھے وہ آپ کو حجر اسود کا بوسہ کے لیے راستہ نہ دیتے؟ لیکن محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے لیے آسانی پیدا فرما دی تا کہ قیامت تک آنے والے اُمتی جو ضعیف، بیمار، لنگڑے، اپاہج اور عورتیں

اور ہر طرح کے آدمی کے لیے آسانی ہو اور پورا پورا اجر بھی عطا ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کر کے اُمت کو سبق دے گئے کہ استلام دور سے کر کے میری دائمی سنت پر عمل کرو۔ (البحر العمیق)

(3) حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صرف تکبیر اور اشارہ یعنی استلام پر اکتفا کر لینا اور حجرت اسود کا بوسہ نہ لینا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کسی کو تکلیف پہنچا کر بوسہ لیا جائے۔ (اخبار مکہ)

(4) عورتوں کو مردوں کے ہجوم میں گھس کر بوسہ ہرگز نہیں لینا چاہیے عورتیں جب ہجوم نہ ہو اس وقت بوسہ لیں۔ (البحر العمیق)

سوال: اگر حجر اسود کا بوسہ نہ لیا تو۔

جواب: حجر اسود کا بوسہ نہ لینے سے کفارہ یا دم لازم نہیں ہوتا اور ہر حاجی کا حج کامل طور پر مکمل ہو جاتا ہے۔ (البحر العمیق)

سوال: حجر اسود کو بوسہ کیوں دیتے ہیں۔

جواب: غیر مسلم لوگ مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دے کر اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اس کا جواب محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو سال پہلے عطا فرما گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو محض ایک پتھر ہے۔ نفع ونقصان پہنچانے پر تو قادر نہیں ہے میرا رب تجھے بوسہ دینے کا حکم نہ کرتا تو میں بوسہ کبھی نہ دیتا۔

اور اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ایک مرتبہ طواف کر رہے تھے اس وقت کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ جب حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ طواف کرتے ہوئے حجر اسود کے قریب پہنچے تو بوسہ دینے سے پہلے کچھ دیر ٹھہر گئے۔ اور فرمایا میں جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تو محض ایک پتھر ہے (معبود نہیں) تو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے نہ چومتا۔ اس سے صاف طور پر واضح ہوا کہ ہم مسلمان حجر اسود کو عبادت کے لائق نہیں سمجھتے اور نہ ہی حاجت روا اور نہ ہی نفع نقصان کا مالک سمجھتے ہیں بلکہ حجر اسود کو محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سمجھ کر بوسہ دیتے ہیں۔ حاجت روا سمجھ کر بوسہ نہیں دیتے اس لیے غیر مسلموں کا اعتراض درست نہیں۔ (صحیح بخاری شریف، مسلم شریف)

حجر اسود دنیا کا پتھر نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے اتارا گیا ہے یہ جنت کا محبوب و معزز پتھر ہے اسی لیے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اہمیت دی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، فتح الباری، جامع ترمذی)

کسی چیز کی تعظیم و تکریم اس لیے کی جائے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے وہ تعظیم برحق ہے۔ اگر یہ عقیدہ رکھ لیا جائے کہ یہ پتھر مخلوق خدا کو نفع و نقصان پہنچانے والا ہے تو یہ شرک ہوگا۔ اس لیے دینِ اسلام میں اس کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ (الجامع ترمذی، فتح الباری)

حدیث مشکوٰۃ المصابیح سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اس حجر اسود کو دو آنکھیں ایک زبان عطا فرمائے گا اور جس نے محبت اور اخلاص کے ساتھ ایمان کی حالت میں اس کو بوسہ دیا ہوگا یہ اس کے حق میں گواہی دے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

سوال: عورتوں کے لیے حجر اسود کو چومنا کیسا ہے۔

جواب: عورتوں کے لیے بھی حجر اسود کو چومنا جائز ہے لیکن حجر اسود کو چومنے کے لیے وہاں اجنبی مردوں کے جسموں کے ساتھ ان کے جسم کا لگنا بجائے ثواب کے لعنت اور عذاب کا موجب ہے۔ اگر عورت کا حجر اسود کو چومتے وقت مردوں کے ساتھ ان کا جسم نہ لگے تو صحیح ہے۔ (الدر المختار مع الرد)

سوال: حجر اسود کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: حجر اسود جنت سے آیا ہوا پتھر ہے۔ یہ پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیش کیا گیا کہ کعبۃ اللہ کے کونے میں لگا دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب قریش مکہ نے تعمیرِ بیت اللہ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پتھر اپنے مبارک ہاتھوں سے اسی کونے میں نصب فرمایا تھا۔ طواف کی ابتدا اور انتہا اس مبارک پتھر سے ہوتی ہے۔ (اخبار مکہ)

تاریخ کے طویل ترین دور میں بے شمار انبیاء کرام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاکھوں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، علماء کرام، اولیاء کرام، اربوں مسلمانوں نے عمرہ وحج کے دوران طواف کیا اور اپنے ہونٹوں سے اس کو چوما۔ اس حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے اور یہی حجر اسود قیامت کے دن گواہی بھی دے گا۔ (السیرۃ الحلبیہ، اخبار مکہ)

حجر اسود کو بوسہ دینا گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حجر اسود کو کثرت سے چوموا اس لیے کہ وہ وقت قریب ہے کہ تم اس کو نہیں پاؤ گے۔ رات کے وقت لوگ اس کا استلام کر رہے ہوں گے

مگر صبح ہوگی تو وہ اس کو نہیں پائیں گے۔ جنت کی جو چیز دنیا میں ہوگی اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اٹھالے گا۔ (سیرت حلبیہ)

سوال: حطیم شریف کیا ہے۔

جواب: بیت اللہ شریف کے شمال کی جانب جو چار چار فٹ یو کی شکل میں دیوار ہے اس کے اندر کے حصہ کو حطیم کہتے ہیں۔ یہ بیت اللہ شریف کا ہی اندرونی حصہ ہے۔ اسی حصہ میں جس نے نماز پڑھ لی گویا اس نے سو فیصد بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھی۔ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہوں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری اماں جی کا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں کھڑا کر دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ دروازہ کھلوائیں میں اندر جانا چاہتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حطیم بیت اللہ شریف کا اندرونی حصہ ہے تیری قوم کے پاس تعمیر کے وقت حلال کی رقم ختم ہوگئی تھی تو اس حصہ کو باہر نکال دیا۔ اے عائشہ تیری قوم نئی نئی مسلمان ہوئی ہے کوئی جھگڑا نہ کھڑا کر دے اگر اللہ نے چاہا تو میں اس حطیم کو بیت اللہ شریف میں شامل کر دوں گا۔ اللہ نے نہ چاہا اب قیامت تک اُمتی کا دل جب چاہے بیت اللہ شریف میں داخل ہوجاتا ہے۔

سوال: غلاف کعبہ کا تعارف کروائیں۔

جواب: بیت اللہ شریف عبادت کی ایسی مقدس جگہ ہے کہ اس کی تعظیم کرنا ہر ایک پر واجب ہے اور بیت اللہ کا وجود بہت ہی نادر اور برکت والی چیز ہے اس عمارت کو خارجی اثرات (مٹی، پانی اور دھوپ) کے اثرات سے محفوظ

رکھنے کے لیے اس پر غلاف لٹکایا گیا ہے۔تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے غلاف تبع الحمیر ی بادشاہ نے چڑھایا۔ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کے بعد عدنان نے پھر اس کے بعد تبع الحمیر ی نے غلاف چڑھایا تھا۔

اسلامی تاریخ کے مطابق سب سے پہلے محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یمن کا بنا ہوا کالے رنگ کا غلاف، کعبۃ اللہ پر چڑھایا تھا۔پھر اس کے بعد مسلسل خلفائے راشدین نے اور آج تک اسی طرح باقاعدگی سے کالا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔

سوال: احرامِ کعبہ کیا ہے۔

جواب: حج کے دنوں میں بیت اللہ کے سیاہ غلاف کو اونچا کر کے ایک سفید کپڑا لپیٹا جاتا ہے اس کو عام لوگ احرام کعبہ کہتے ہیں۔عام لوگوں کا خیال ہے کہ جس طرح عام حاجی حج کا احرام باندھتا ہے اس طرح کعبۃ اللہ کو بھی احرام باندھا جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حج کے دنوں میں اژدھام کیوجہ سے حجاج کرام بکثرت غلاف کعبہ کو ہاتھ سے چھوتے ہیں۔اور بعض لوگ غلاف کعبہ کو کاٹ بھی لیتے ہیں۔جس کی وجہ سے وہ پھٹ جاتا ہے اس لیے غلاف کی حفاظت کے پیش نظر تقریباً غلاف کعبہ چھ سات فٹ اونچا کر دیا جاتا ہے اور اس کے نیچے والے حصہ میں سفید کپڑا لٹکایا جاتا ہے۔علامہ طاہر کردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ طریقہ رہا ہے کہ ہر سال سات ذوالحجہ کو غلاف

کعبہ کو بقدآدم اوپر اٹھا کر اس کی جگہ سفید کپڑا لٹکایا جاتا تھا۔

سوال: ستارہ کعبۃ اللہ کیا ہے؟

جواب: کعبۃ اللہ شریف کے دروازے پر بے حد خوبصورت، دیدہ زیب اور بہت ہی دلفریب ایک پردہ لٹکایا جاتا ہے اسی کو ستارہ کعبۃ اللہ کہا جاتا ہے اور پردہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس پر بہت ہی نفاست کے ساتھ سونے اور چاندی کی تاروں کے ساتھ قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ اس کی ابتداء کب سے ہوئی تاریخ خاموش ہے۔ کعبۃ اللہ شریف کا بیرونی غلاف تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن بیت اللہ شریف کے اندر بھی ایک غلاف لٹکا ہوا ہے۔ اندر کا غلاف ہر قسم کے حوادثات سے محفوظ رہتا ہے اس لیے اس کی تبدیلی بہت کم مواقع پر ہوتی ہے۔ (تاریخ التقویم)

بیت اللہ شریف کے اندر جو غلاف ہے اس کا رنگ سُرخ ہے۔ کعبۃ اللہ میں کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں ہے۔

سوال: بیت اللہ شریف کا طول وعرض کیا ہے؟

جواب: کعبۃ اللہ کی بلندی زمین سے چھت تک 15 میٹر ہے۔

کعبۃ اللہ کی مشرقی دیوار جس میں دروازہ نصب ہے 11 میٹر (58 سنٹی میٹر) ہے۔

کعبۃ اللہ شریف کی مغربی دیوار 11 میٹر (93 سنٹی میٹر) ہے۔

کعبۃ اللہ شریف کی چوڑائی حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان 10 میٹر اور (13 سنٹی میٹر) ہے۔

کعبۃ اللہ شریف کی حطیم کی طرف سے چوڑائی 11 میٹر اور (22 سنٹی میٹر) ہے۔

کعبۃ اللہ میں نصب حجر اسود کی زمین سے اونچائی ایک میٹر اور (50 سنٹی میٹر) ہے۔

کعبۃ اللہ شریف کے دروازہ جس کو باب کعبہ کہا جاتا ہے اونچائی 2 میٹر ہے۔

میزاب رحمت کی طرف نیچے سے حطیم کی دیوار تک درمیانی فاصلہ آٹھ میٹر اور (36 سنٹی میٹر) ہے۔

کعبۃ اللہ کی مشرقی دیوار سے مقام ابراہیم کا فاصلہ 11 میٹر ہے۔

کعبۃ اللہ کے چاروں طرف جہاں حجاج کرام طواف کرتے ہیں اس کو عربی میں مطاف کہتے ہیں۔

کعبۃ اللہ سے زم زم کا کنواں جو اب مطاف کی توسیع میں مطاف کے فرش کے نیچے آ گیا ہے 57 فٹ پر موجود ہے۔

سوال: مقام ابراہیم کیا ہے۔

جواب: یہ پتھر جنت سے آیا ہوا ہے اور اس وقت دنیا میں صرف یہی دو چیزیں جنت کی موجود ہیں اور قرب قیامت جب اللہ چاہے گا یہ جنت میں اٹھا لی جائیں گی۔ مقام ابراہیم کا یہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر تعمیر بیت اللہ کی تھی۔ جب آپ کا ارادہ نیچے آنے کا ہوتا تو یہ نیچے ہو جاتا جب اور جتنا اونچا ہونا ہوتا یہ اوپر خود بخود آٹو میٹک ہو جاتا۔ روایات سے معلوم

ہوا کہ جب آپ ملک شام سے اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ملنے آتے تو اسی پتھر پر سے اترتے چڑھتے تھے۔ (تاریخ تقویم)

یہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے اتارا گیا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کو ملنے کے لیے مکۃ المکرمہ آئے اور آپ گھر میں نہیں تھے شکار کے لیے جنگل میں گئے ہوئے تھے تو آپ کی بیوی عمارہ نے آپ کی بے حد تعظیم کی تھی اور آپ سے عرض کی تھی کہ آپ براق سے نیچے اتریں آپ آرام فرمائیں تا کہ میں آپ کے گرد آلودہ بالوں کو صاف کروں آپ کے پاؤں مبارک کو دھو دوں تو آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے براق سے نیچے اترنے کی اجازت نہیں۔ کتابوں میں لکھا کہ آپ کی نیک سیرت بہو نے ایک پتھر لا کر پاؤں مبارک کے نیچے رکھا اور آپ کا سر اور پاؤں مبارک دھوئے۔ جہاں آپ نے پاؤں مبارک رکھے وہاں گڑھا پڑ گیا۔ اور جب آپ واپس چلے گئے اور شام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو ان کو پوری روئیداد سنائی اور وہ پتھر بھی دکھایا جس پر آپ نے پاؤں مبارک رکھے تھے اور اس پر گہرے پیروں کے نشانات پڑ گئے تھے تو وہ پتھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سنبھال کر رکھ لیا۔ پھر اسی پتھر پر کھڑے ہو کر آپ نے تعمیر بیت اللہ فرمائی۔ (تاریخ تقویم)

سوال: صفا و مروہ کا تعارف کیا ہے۔

جواب: صفا و مروہ مشرق کی جانب مسجد الحرام کی اختتامی حدود پر واقع ہے۔ یہ دو پہاڑیاں تھیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دیا ہوا پانی کا مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی سخت پیاس اور

والدہ بھی سخت پیاس کی وجہ سے نڈھال ہو گئے تو بالآخر حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا نے پہلے صفا پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا کہ شاید کہیں پانی نظر آئے پھر مروہ کی طرف گئی اور مروہ پر چڑھ کر دیکھا کہ پانی مل جائے۔ اور اس طرح پریشانی کے عالم میں آپ نے سات چکر ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان لگائے تو جب واپس حضرت اسماعیل کے پاس پہنچتی ہیں تو وہ کیا دیکھتی ہیں کہ پانی کا چشمہ جاری ہو چکا ہوتا ہے اور پانی تیزی سے نکل کر بہہ نکلا تو آپ نے جلدی سے پانی کے چاروں طرف منڈھیر بنانی شروع کر دی اور پانی برابر اُبلتا ہوا بڑھتا گیا اور زیادہ ہو کر باہر نکلا تو حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا نے کہا زم زم رک جا رک جا اور پھر پانی رک گیا۔

علامہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 988ھ نے اعلام الاعلام میں تحریر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے آج تک اسی جگہ سعی کی جارہی ہے جہاں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعی فرمائی تھی۔ اس کے بعد اب سعودی حکومت نے سعی کی جگہ چوڑائی میں کافی اضافہ کر دیا ہے اور پہاڑوں کو حاجیوں کی سہولت کے پیش نظر کاٹ کر بہت تھوڑا حصہ باقی چھوڑا ہے پہلے صفا و مروہ پر سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں شاہ فیصل مرحوم کے زمانے سے ان کو ختم کر کے وہاں ریمپ بنا دیئے گئے ہیں دیگر سہولتوں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو بہت زیادہ مغموم رہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک سرخ یاقوت کا خیمہ نازل فرمایا جسے کعبۃ اللہ کی جگہ نصب کیا گیا اور حجر اسود بھی عطا

ہوا جو ستاروں کے نور کی طرح چمک رہا تھا اور اس کی روشنی حرم کے کناروں تک پہنچ رہی تھی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام مکہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے جنات شیطانوں سے حفاظت کے لیے فرشتوں کو مقرر فرما دیا۔ جن جن جگہوں پر فرشتوں کو کھڑا کیا گیا وہاں نشانات حدود حرم قائم کر دیئے گئے۔ (اخبار مکہ)

سوال: صفا مروہ کس طرف ہے۔

جواب: بیت اللہ شریف کے مشرقی جنوبی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔ (البحر العمیق)

صفا، صاف پتھر کو کہتے ہیں۔ چونکہ صفا کا پہاڑ صاف ستھرا تھا اس لیے اس کا نام صفا رکھا گیا ہے۔ یا بعض روایات کے مطابق اس پہاڑی پر آدم صفی اللہ بیٹھے تھے اس لیے اس کو صفا پہاڑ کہتے ہیں۔ اور مروہ پر اماں حوا بیٹھی تھیں۔ (لسان العرب، الدر مع الرد)

سوال: صفا مروہ مسجد الحرام میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: صفا مروہ مسجد الحرام کا حصہ نہیں ہیں اور نہ ہی مسجد الحرام میں داخل ہیں۔ (فتح القدیر)

یہ دونوں مستقل طور پر شعائر اسلام میں داخل ہیں دورانِ سعی اگر نماز کھڑی ہو جائے تو وہاں ہی صفیں بنا کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (القرآن)

مسائل سعی

علامہ فاسی ونووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صفا مروہ جبلِ ابوقبیس کا نیچے ولا حصہ ہے۔ صفا سے مروہ 375 میٹر پر واقع ہے۔ صفا مروہ دونوں

مقدس پہاڑیاں ہیں جن کے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ پارہ نمبر 2 میں ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ صفا سے سعی کی ابتدا ہوتی ہے یہ مقام قبولیت دعا ہے۔ اس لئے حکم بھی یہی ہے کہ صفا پر چڑھ کر قبلہ رو ہو کر دعا کرے۔ مروہ بھی قبولیت دعا کی جگہ ہے یہاں ساتواں چکر پورا ہوتا ہے اس کے بعد عمرہ کا احرام کھولنے سے پہلے حلق یا قصر کروانا واجب ہوتا ہے۔

سوال: سعی کی شرائط کیا ہیں۔

جواب: سعی کے صحیح ہونے کی 6 شرطیں ہیں۔

1: سعی خود اپنے فعل سے کرنا اگر چہ کوئی شخص اپنے کندھے پر اُٹھالے یا کسی سواری پر سوار ہو کر کرے سعی میں نیابت جائز نہیں۔ (شرح اللباب)

مسئلہ 5 آدمیوں کے لئے نیابت جائز ہے۔ بیہوش۔ سوئے ہوئے۔ مریض۔ دیوانے۔ بے سمجھ بچہ۔ بالغ مجنون۔ ناسمجھ اور نابالغ مجنون کی طرف سے ولی سعی کرے۔

2: طواف کا سعی سے پہلے کرنا شرط ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے طواف کیا بعد میں سعی فرمائی۔ سعی طواف کے تابع ہے۔ (بدائع الصنائع)

3: حج یا عمرہ کا احرام کا سعی پر مقدم ہونا۔ (یعنی پہلے ہونا) (بدائع الصنائع)

4: سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔ (بدائع الصنائع)

5: سعی کا اکثر حصہ اَدا کرنا شرط ہے۔ یعنی 4 یا زائد پھیروں کا کرنا۔ (شرح اللباب)

6: حج کی سعی حج کے مہینوں میں کرنا۔

سعی شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائیں بلکہ قبلہ رُخ کھڑے ہو کر ہاتھ دعا کی طرح اُٹھائیں۔ تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔ سعی میں درود شریف اور تیسرا کلمہ پڑھیں۔ استغفار پڑھیں۔ تلبیہ نہ پڑھیں۔

سوال: رُکنِ سعی کیا ہیں۔

جواب: سعی کا صفا مروہ کے درمیان ہونا فرض ہے۔ یعنی صفا مروہ کی اصل چوڑائی سے اِدھر اُدھر باہر نکل کر سعی نہ کرے۔ اُوپر نیچے تمام منزلوں پر سعی کرنا جائز ہے۔

سوال: واجبات سعی ترتیب کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: سعی کے واجبات 6 ہیں۔ 1: سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جو جنابت۔ حیض ونفاس (حدث اکبر سے پاک ہو)۔ (مناسک نووی)

2: سعی کے سات چکر پورے کرنا۔ کیونکہ سعی کے پہلے 4 پھیرے فرض اور آخری 3 چکر واجب ہیں۔ (شرح اللباب)

3: سعی پیدل کرنا۔ اگر کسی نے بغیر عذر کے سوار ہو کر سعی کی تو دَم واجب ہوگا

4: عمرہ کی سعی احرام کی حالت میں کرنا واجب ہے۔ سعی سے پہلے طواف کرنا پھر سعی کرنا ضروری ہے۔

5: صفا مروہ کے درمیان کا فاصلہ پورا طے کرنا فرش فرش سے واپس نہ ہونا۔ قدرے پہاڑیوں پر چڑھنا۔ (مناسک نووی)

6: سعی صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے یہ واجب ہے۔ (البحر الرائق)

سعی کا طواف کے بعد ہونا شرط ہے اگر کسی شخص نے طواف سے پہلے سعی

کر لی تو یہ سعی صحیح نہ ہوگی۔طواف کے بعد دوبارہ کرنا ہوگی۔(البحر الرائق)

سعی طواف کے فوراً بعد کرنا ضروری نہیں لیکن طواف کے متصل سنت ہے اگر تھکان کمزوری یا کسی اور وجہ سے کچھ دیر وقفہ کر لیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔لیکن بلا وجہ تاخیر سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔(غنیۃ الناسک)

اگر دورانِ سعی نماز کھڑی ہوگئی یا جنازہ کی نماز کھڑی ہوگئی تو سعی روک کر پہلے وہاں ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔بعد میں وہاں سے آگے سعی شروع کر دیں۔(الدر مع الرد)

جو سعی وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت کے ساتھ کی جاتی ہے اس میں احرام کی شرط نہیں ہے۔بلکہ افضل یہ ہے کہ دس ذوالحجہ کی رمی، قربانی حلق کے بعد احرام کھول کر پہلے سلے ہوئے کپڑے پہنے پھر طواف زیارت کرے اس کے بعد سعی کرے۔سعی کے بعد منیٰ واپس چلا جائے۔(ارشاد الساری)

سعی پیدل کرنی واجب ہے۔اگر کوئی عذر ہو تو پھر سواری وغیرہ پر کر سکتا ہے۔اگر کسی نے بغیر عذر کے سواری پر سعی کی تو پھر اس پر دم لازم ہو جائے گا جو کہ حدود حرم میں ذبح کرے گا۔(ارشاد الساری)

طواف کے بعد سعی کے سات چکر ہیں۔ان میں ہر چکر واجب ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: سعی کرتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے تو۔

جواب: اگر سعی کرتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے تو سعی جاری رکھے سعی ہو جاتی ہے کوئی دم یا صدقہ نہیں پڑتا۔سعی کے شروع یا درمیان یا آخر کے قریب وضو

ٹوٹ جائے تو سعی ادا ہو جائے گی کوئی دم وغیرہ نہیں پڑے گا۔ (غنیۃ الناسک)

سعی کا ہر چکر صفا سے شروع ہوتا ہے اور مروہ پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرا چکر مروہ سے شروع ہو کر صفا پر پہنچ کر ختم ہوگا۔ تیسرا چکر پھر مروہ پر۔ اسی طرح ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔ (ارشاد الساری)

اگر کسی حاجی نے طواف زیارت کی سعی نہ کی اور واپس گھر وطن آ گیا تو اس پر سعی واجب رہے گی۔ دوبارہ پھر اپنے وطن سے احرام باندھ کر حرم پاک میں جانا ہوگا۔ پہلے عمرہ کا طواف وسعی کرے گا۔ حلق کرانے کے بعد دوبارہ حج کی سعی کرے گا۔ اس کے بعد یہ سعی کے لیٹ پر دم ساقط ہو جائے گا۔ (الدر مع الرد)

سوال: سعی مقدم کرنا حج پر۔

جواب: اگر کوئی حاجی منیٰ جانے سے پہلے سات یا آٹھ ذوالحجہ کو ہجوم کی وجہ سے سعی کرنا چاہتا ہے تو بعض علماء نے اجازت دی ہے حج قران کی سعی تو پہلے ہی کی جاتی ہے۔ اگر حج تمتع والا یہ سعی کرنا چاہے تو اس کے لیے شرط یہ ہے سعی کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھے پھر ایک نفلی طواف کرے۔ کیونکہ ہر سعی سے پہلے طواف کا ہونا شرط ہے۔ (ارشاد الساری)

اور اس طواف میں مردوں کے لیے احرام کا اضطباع کرنا اور طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا بھی سنت ہے۔ (ارشاد الساری)

اس صورت میں طواف، زیارت کے بعد سعی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور اگر مندرجہ بالا طریقہ پر طواف سعی نہ کی تو پھر طواف زیارت کے بعد ہی سعی

واجب ہوگی۔

دوران سعی ضروری گفتگو کی اجازت ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: سعی میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہر سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے اور یہ واجب ہے اگر کسی عذر یا تھکان کی وجہ سے طواف کے فوراً بعد نہ کر سکے تو کچھ مضائقہ نہیں بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔(البحر العمیق)

طواف زیارت، حلق، رمی، قربانی حج کے یہ سارے اعمال ایام نحر کے اندر کرنا واجب ہیں۔لیکن سعی عذر کی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو جائز ہے۔سعی میں تلاوت قرآن، دعائیں مانگنی چاہیے۔سعی میں تلبیہ نہیں پڑھا جاتا۔سعی میں سبز نشانات میں دوڑنا سنت ہے۔یعنی تیز جھپٹ کر چلنا۔سعی میں بے ہوش کے علاوہ نیابت نہیں کی جاسکتی۔(ارشاد الساری)

سوال: مکروہات سعی کیا ہیں

جواب: مکروہات سعی 6 ہیں

(1) سعی کرتے وقت خرید وفروخت یا بات چیت کرنا جس سے حضور قلب نہ رہ سکے یا افکار اور دعائیں پڑھنے کے مانع ہو یا تسلسل ترک ہو جائے۔

(2) صفا اور مروہ کے اوپر چڑھنا ترک کرنا۔

(3) سعی کے مختار وقت سے بلا عذر تاخیر کرنا یعنی اگر کوئی عذر نہ ہو تو طواف کے فوراً بعد سعی کرنا۔

(4) ستر عورت ترک کرنا یعنی جسم کا جو جو حصہ چھپانا فرض ہے اس کو نہ چھپانا

(یادرہے کہ طواف میں یہ واجب ہے اور سعی میں سنت ہے)۔

(5) سعی میں میلین کے درمیان تیزی سے نہ چلنا اور میلین کے علاوہ باقی جگہ تیزی سے چلنا۔

(6) سعی کے پھیروں میں بلا عذر زیادہ فاصلہ (تفریق) کرنا، کیونکہ یہ موالات (پے در پے) ہونے کے خلاف ہے، اور موالات سنت ہے۔

سوال: نویں استلام کے بعد کیا کرے۔

جواب: آب زمزم سے فارغ ہونے کے بعد حجر اسود پر آئیں اور ایک مرتبہ پھر نواں استلام کریں۔ اگر استلام نہ کرسکیں یا بہت زیادہ ہجوم ہو تو دونوں ہاتھوں کے اشارے سے ہی کرلیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے۔ اس کے بعد آپ مسجد الحرام میں صفا اور مروہ کی سعی کے لئے حجر اسود کی سیدھ میں صفا کے گنبد اور مینار کی طرف چلیں گے تو صفا کے برآمدوں سے نکل کر اس پہاڑی پر پہنچ جائیں گے۔ دوسرے برآمدوں سے جانا بھی جائز ہے۔ کوہ صفا کی طرف یہ دعا پڑھتے ہوئے جائیں۔

اَبْدَءُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

کوہ صفا پر چڑھیں تو سعی کی نیت دل میں کریں اور منہ سے اس طرح پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِّوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ۔ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ

''اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرتا ہوں، خاص تیری خوشنودی اور رضا کے لئے۔ پس میرے لئے اسے آسان کردے، اور مجھ سے یہ قبول فرمالے۔''

وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے

سوال: وہ کون سے 15 مقامات ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

جواب: دورانِ حج جن مقامات پر دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ مقامات یہ ہیں۔ ان مقامات پر علاوہ حج کے دعائیں قبول ہوتی ہیں:

1: بیت اللہ شریف پر پہلی نگاہ پڑھتے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔

2: ملتزم: حجرِ اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان والا حصہ جس کو ملتزم کہتے ہیں یہاں پر دعا قبول ہوتی ہے۔

3: میزاب رحمت (پرنالہ) کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے۔

4: بیت اللہ شریف کے اندر دعا قبول ہوتی ہے۔

5: آب زم زم پیتے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

6: مقام ابراہیم کے پیچھے دعا قبول ہوتی ہے۔

7: صفا و مروہ پر دعا قبول ہوتی ہے۔

8: سعی کے دوران دعا قبول ہوتی ہے۔

9: عرفات کے میدان میں دعا قبول ہوتی ہے۔

10: مزدلفہ، منیٰ میں دعا قبول ہوتی ہے۔

11: رمی کرتے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

12: جمرات کے قریب چھوٹے اور درمیانے جمرہ
(یعنی شیطانوں) پر دعا قبول ہوتی ہے۔
13: حطیم اور رکن یمانی پر دعا قبول ہوتی ہے۔
14: طواف کے دوران دعا قبول ہوتی ہے۔
15: زم زم کے کنویں کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔(الدرمع الرد)

آب زم زم کے مسائل وفضائل

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اُنکی والدہ حضرت حاجرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو مکہ کے بے آب وگیاہ میں لاکر چھوڑ دیا تو اللہ رب العزت نے اُن پر رحم کھا کر اس چٹیل میدان میں اُنکے لئے زمین کا یہ چشمہ جاری فرمایا۔

سوال: آب زم زم کا تعارف کیا ہے۔

جواب: آب زم زم ایک لطیف وشیریں، خوش ذائقہ، زود ہضم، بے حد برکت، فضیلت اور عظمت والا پانی ہے اس مبارک پانی کو پوری دنیا کے پانیوں پر فوقیت حاصل ہے اور اس کا کنواں کعبۃ اللہ سے مشرق کی جانب 21 میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

آب زم زم کا یہ چشمہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پاؤں کی ٹھوکر کے اشارہ سے یا پیر مارنے سے معرضِ وجود میں آیا۔ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت ہاجرہ صلوٰۃ اللہ علیہا اس کے چاروں طرف بند نہ باندھتی تو آج یہ کنویں کے بجائے دریا کی صورت اختیار کر چکا ہوتا۔(مسلم شریف، لسان العرب)

علامہ طاہر کردی رحمۃ اللہ علیہ زم زم کے فضائل ومناقب کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ اس چشمہ کے جاری ہونے کا سبب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ بنی۔ اور اس کو نکالنے اور جاری کرنے کا سبب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بنے۔ (دار قطنی)

اس کنواں کا دنیا کے مقدس ترین زمین اور مقدس ترین مقام پر ظہور ہوا۔ یعنی بیت اللہ اور مسجد الحرام کے اندر۔

اس چشمہ میں تین سمتیں بہت ہی معزز سمتوں سے جاری ہوئی ہیں جو دوسری تمام جہات سے افضل ہیں۔ (1) رکن یمانی (2) حجر اسود (3) صفا ومروہ

یہ ایک بہت ہی بابرکت اور فضیلت والا پانی ہے جس کو انبیاء، اصفیاء، اتقیا اور اللہ کے نیک لوگ پیتے رہے۔ (ارشاد الساری)

اسی مقدس واعلیٰ پانی سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک کو معراج کی رات دھویا تھا۔ (اخبار مکہ)

اسی پانی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلی فرما کر آب زمزم کے کنویں میں اپنا لعاب دہن مبارک مکس کیا ہے جسکو قیامت تک لوگ پیتے رہیں گے۔ (فضائل زمزم)

اسی پانی کو آپ نے مکہ سے مدینہ طیبہ بار بار طلب فرمایا۔ (تاریخ تقویم)

سوال: آب زم زم اپنے ساتھ لانا کیسا ہے۔

جواب: حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آب زم زم کا پانی اپنے ساتھ لایا کرتے تھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آب زم زم بھر کر لاتے اور فرماتے کہ اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس میں اور پانی مکس کر کے اندر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیج دے تا کہ تمام صحابہ کرام کو پلایا جا سکے۔ آب زم زم دوسرے شہروں میں لے جانا جائز ہے۔ آب زم زم میں دوسرا پانی مکس کر کے پلانا بھی جائز ہے۔ برکت کے لیے جسم پر ڈالنا اور مریضوں پر چھڑکنا بھی جائز ہے۔ (البحر العمیق)

آب زم زم تین سانس میں پینا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس مقصد کے لیے آب زم زم پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے اس میں شفا بھی ہے۔ اور اس میں غذا بھی ہے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: کیا آب زم زم سے استنجا کرنا جائز ہے۔

جواب: آب زم زم سے استنجا کرنا سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے آب زم زم سے غسل جنابت بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جسم اگر پاک ہے تو برکت کے لیے غسل کیا جا سکتا ہے لیکن وہ پانی گٹر میں نہ جائے۔ آب زم زم سے وضو کیا جا سکتا ہے۔ آب زم زم سے ناپاک کپڑا نہیں دھویا جا سکتا۔ البتہ برکت کے لیے بھگویا جا سکتا ہے۔ (ارشاد الساری، فتاویٰ شامی، البحر العمیق)

آب زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہیے۔ آب زم زم پی کر یہ دعا مانگنی چاہیے: (ردالمختار۔ تاریخ مکہ)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ۔ (فتاویٰ شامی)

اَے میرے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم۔ وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا سوال کرتا ہوں۔ (مستدرک للحاکم)

آب زم زم کا پانی اتنا پیئے کہ پسلیاں تن جائیں یہ ایمان کی علامت ہے منافق آب زم زم پیٹ بھر کر نہیں پیتا۔ (دار قطنی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زم زم جس مقصد کیلئے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی حدیث ہیں روئے زمین کے ہر پانی سے آب زم زم کا پانی افضل ہے۔ آب زم زم کے پانی کو خیر و برکت کی نگاہ سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ جیسے کعبۃ اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ (تاریخ مکہ)

معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مبارک کو آب زم زم سے دھویا گیا تھا۔ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جنت کی اس نہر کا (آب زمزم) کا اصل منبع سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی حدیث ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آب زمزم جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے۔ (مصنف ابن شیبہ)

خدائے قدوس کی یاد و پکار

آج ذی الحجہ کی پہلی تاریخ ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان دن طلوع ہونے والا ہے جس کے آفتاب کے نیچے کرہ اَرض کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے پروردگار عالم کو پکارنے کے لئے ایک مخصوص جگہ میدان عرفات میں جمع ہونے کیلئے بیتاب ہوتے ہیں اور ریگستانِ عرب کی ایک بے برگ و گیاہ آبادی کے اندر خدا پرستی و عشق اِلٰہی کا سب سے بڑا گھرانہ آباد ہوگا۔

یہ بیت اللہ شریف پہلا گھر ہے جو خدا کی پرستش کیلئے بنایا گیا ہے اور آج بھی دنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ ہے جو کہ اولیاء الشیطان واَصحاب النار کی لعنت سے پاک ہے اور صرف اللہ کے دوستوں اور اُسکی محبت میں لذت اُٹھانے والوں کیلئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

تمام دنیا نسلی تعصّبات کے شعلوں میں جَل رہی ہے لیکن یہ دیکھو دنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک ہی مقام پر جمع ہیں اور سبھی کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ایک ہی صدا کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں سب ایک خدا وحدہ لاشریک کو پکار رہے ہیں سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہی کے لئے ابھری ہوئی ہیں سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کے لئے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لئے ایک ہی محبوب مطلوب ہے جبکہ تمام دنیا کا محور نفس وابلیس ہے۔تو یہ سب حاضر ہونے والے خدا کے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے ہیں یہ جنگلوں پہاڑوں اور دریاؤں کو قطع کر کے دیوانوں اور بے خدوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں انہوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہوئے۔

اب یہ ایک نئی دنیا ہے جس میں صرف عشق الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے۔ یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرور وبہیمی کا مبداء ہے اور نہ ہی انسانی شرارتوں کو بارمل سکتا ہے جو خون ریزی اور ظلم وسفا کی میں کرّۂ ارضی کی سب سے بڑی درماندگی ہے۔

یہاں فقط صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھویں کی طرح اٹھتی ہیں۔صرف دل سے نکلی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور پاک نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں اور ہزاروں سال بیشتر کے عہد الٰہی اور راز و نیاز عہد و معبود کو تازہ کر رہی ہیں۔

میرے محترم حجاج کرام ! یہ وہ مجمع ہے جس کی بنیاد دعاؤں نے ڈالی۔ جس نے دعاؤں سے نشونما پائی جو صرف دعاؤں ہی کے لئے قائم کیا گیا ہے۔جس کی ترکیب شروع سے لیکر آخر تک دعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی اور جو دعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے۔سب سے پہلے دعا وہ تھی جو کہ اس گھر کی بنیاد رکھتے ہوئے رب ذوالجلال کے دو قدوس دوستوں کی زبان پر جاری ہوئی۔

رَبَّنَا وَجَعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔اے پروردگار ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو مؤمن و مسلم ہو اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلا دے اور ہماری توبہ قبول فرمالے تو توبہت توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یہ دعا قبول فرمالی اور اُمت محمدیہ کو پیدا فرمایا جو فی الحقیقت وجود ابراہیم علیہ السلام کے اندر پنہاں تھی بے شک ابراہیم علیہ السلام اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوری قوم اور خدا پرست امت تھے۔(القرآن)

اس دعا کی قبولیت نے امت مسلمہ کو بھی قائم کیا اور دنیا کا تزکیہ اور تعلیم کتاب وحکمت کے لئے سلسلہ ابراہیمی میں آخری رسول کو بھی مبعوث فرمایا۔

تصور کوچ 8 ذی الحجہ

جس وقت ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوتی ہے تو یہ بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے منیٰ کوچ کے تیار ہونگے اس کا تصور کہ وہ کیسا عظیم تصور ہوگا جب لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوہ ابراہیمی کی روحانیت عظمیٰ اپنے رب ذوالجلال کو بے قرارانہ پکارے گی اور اس کے مقدس عہد و میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا لاکھوں سر ہونگے جو بے قرارانہ خدا کے حضور جھکائے جائیں گے۔ لاکھوں دل ہونگے جو اس کے نظارۂ جمال کے عشق میں ڈوب جائیں گے اور لاکھوں زبانیں ہونگی جن سے اس کے حضور میں دعائیں نکلیں گی پھر اس وقت ایسا ہوگا کہ دریائے رحمت الٰہی جوش میں آئے گا وہ جمال آرا کے جلوے سے اس تمام محشر عشق کو ڈھانپ لے گا۔

حج کے دن کی یاد

9 ذی الحجہ کا دن جب بندہ اللہ کے حضور کھڑا ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کرے تمام حجاج میں ایک روح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس کے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں۔ اے حجاج کرام یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسو سے بڑھ کر اس کی درگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہوسکتا پس جس طرح بھی ہو سکے اپنے رب کو راضی کرو اور اس کو منا لو کیوں کہ تم نے اپنی بداعمالیوں سے اس کو غصہ دلایا ہے اور اس کے پاک

حکموں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اے بندۂ خدا تو نے شیطان اور نفس امّارہ کے کہنے سے جو جنگ اللہ سے چھیڑ رکھی ہے اس سے رک جا اللہ رب العزت نے آج تجھے موقع عطا فرمایا ہے اس لئے آنکھوں سے آنسو بہا کر اللہ سے توبہ استغفار کرتے ہوئے اللہ سے صلح کر لے پھر دوبارہ شاید ایسا موقع نا ملے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان ہر حالت میں اللہ رب العزت پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حج کے پانچ دن کی تفصیل

سوال: حج کے کتنے رکن ہیں۔

جواب: حج کے دو رکن بڑے اہم ہیں اگر کسی حاجی نے یہ دو رکن ادا کر لیے تو اس کا حج ہو گیا ہے۔ پہلا رکن حالتِ احرام میں 9 ذوالحجہ کو میدان عرفات میں وقوف عرفات اور دوسرا رکن طوافِ زیارت ہے۔ ان دونوں کے علاوہ باقی تمام اعمال حج، واجبات، سنت اور مستحب ہیں اگر کسی وجہ سے وہ رہ جائیں تو دم دینے اور صدقہ دینے سے کام پورا ہو جاتا ہے لیکن جان بوجھ کر ترک کرنے سے حج کے ثواب میں بہت کمی واقع ہو جاتی ہے۔

حج کے اصل فرض تین ہیں۔ (1) احرام۔ (2) وقوفِ عرفہ۔ (3) طواف زیارت۔ (المختار مع الرد)

ان تین (فرائض) افعال حج چیزوں میں سے کوئی چیز رہ گئی تو حج صحیح نہ ہو گا۔ اسکی تلافی دَم سے بھی نہیں ہو گی۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حاجی کی مکۃ المکرمہ میں اقامت کی نیت۔

جواب: اگر حاجی کے سات ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہونے سے پہلے مکۃ المکرمہ میں پندرہ دن مکمل نہ ہوں تو وہ مقیم نہیں بلکہ وہ مسافر ہے۔ (ارشاد الساری)

اگر کسی کے منیٰ روانہ ہونے سے پہلے پندرہ دن نہ ہوں اور وہ پندرہ دن سے پہلے منیٰ، عرفات، مزدلفہ چلا جاتا ہے تو اس کو اقامت کی نیت نہیں کرنی چاہئے۔ عرفات میں اقامت کی نیت تو اس لئے معتبر نہیں کہ وہ ایک میدان ہے وہاں آبادی نہیں۔ (الدر المختار، مع الرد)

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں لوگ رات نہیں گزارتے بلکہ چلے جاتے ہیں۔ (مراقی الفلاح، الطحطاوی)

حج کا پہلا دن 8 ذی الحجہ

سوال: 8 ذی الحجہ (حج کے پہلے دن کے اعمال) بیان کریں۔

جواب: 8 ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد تمام حجاج کرام کو حالتِ احرام میں منیٰ کی طرف روانہ ہونا ہے۔ اگر حاجی کو اسے پہلے منیٰ لے جانے کے لیے کہے تو چلے جائیں۔ اختلاف یا جھگڑا نہ کریں کیونکہ 35 لاکھ حجاجِ کرام کو منیٰ پہنچانے میں بہت دیر لگ جاتی ہے۔ شرعی طور پر کوئی ممانعت نہیں ہے علماء اور فقہاء نے اجازت دی ہے۔

جن لوگوں نے حج قِران یا حج افراد کا احرام پہلے باندھا ہوا ہے وہ اسی طرح رہیں گے۔ البتہ حج تمتع والے حجاج کرام جن کی اکثریت ہوتی ہے وہ 8 ذوالحجہ کو نیا احرام باندھ کر حج کی نیت اور لَبَّیْكَ پکارتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ منیٰ میں 5 نمازیں پڑھنی سنت ہیں۔ اگر کسی انتظامی وجہ

سے منیٰ میں پہنچنے میں دیر ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: احرام باندھنے کے بعد حج کیے بغیر احرام کھول دیا تو۔

جواب: اگر کوئی آدمی حج کا احرام باندھنے کے بعد نیت تلبیہ پڑھ چکا تھا کہ کسی بھی وجہ سے اس نے احرام کھول دیا اور حج کرنے کے لیے نہ گیا تو اس کی حدودِ حرم میں ایک بکری یا دنبہ دم دینا ہوگی اور آئندہ اس پر حج کی قضا بھی واجب ہوگی۔ (ارشاد الساری)

حج کا دوسرا دن 9 ذی الحجہ

سوال: یوم العرفہ کا تعارف۔

جواب: آج کا دن وہ دن ہے جس میں اسلام کا پانچواں رکن اَدا ہوتا ہے۔ آج کا دن وہ دن ہے جس دن کی عبادت اللہ کو تمام دنوں سے زیادہ پیاری اور پسندیدہ ہے۔ آج کا دن وہ دن ہے جس میں ہر اُس شخص کو بخش دیا جاتا ہے جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو۔ آج کا دن ایسا مکرم ومحترم ومعظم دن ہے کہ اس دن کا عملِ حج اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔ آج کے دن دعاؤں کے قبول ہونے کا دن ہے۔ گناہوں اور معصیتوں (نافرمانیوں) میں ڈوبتے ہوئے انسانوں کے آزاد ہونے کا دن ہے۔

رحمتِ اِلٰہیہ سے اپنا دامن بھرنے کا دن ہے۔ توبہ واستغفار کر کے اپنا دامن بھرنے کا دن ہے بدکاریوں سے معافی مانگنے کا دن ہے۔ عذر خواہی حاجات ومناجات پیش کرنے کا دن ہے اس دن جو بھی نیک عمل کرو گے اللہ کو تم پر پیار آئے گا۔ پس تم تسبیح وتحمید۔ تکبیر وتحلیل کی کثرت کرو۔ آج کا دن وہ دن

ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو کامل کیا اور اسلام کا دین ہونا پسند فرمایا اور اپنی نعمتوں کے اتمام کا اعلان فرمایا۔ آج ہی کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طواف کیا۔ آج کا دن دس ہزار دنوں کے برابر ہے۔ فضیلت کے اعتبار سے آج کے دن کا بہترین ذکر کلمہ توحید ہے۔ آج کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اور حضرت حوّا علیہا السلام سے میدانِ عرفات میں ملاقات ہوئی۔ آج اپنے دلوں کو گناہوں کے زنگ سے صفائی کرنے کا دن ہے۔ آج کا دن خدا کے غضب وغصہ کو ٹھنڈا کرنے کا دن ہے اور رحمتِ الٰہیہ کو جوش دلانے کا دن ہے۔ آج کا دن وہ دن ہے جو گزشتہ روز اور آئندہ سال گناہوں کا کفارہ ہے۔ آج کے دن اللہ رب العزت آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور میدانِ عرفات میں کھڑے ہونے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر سے ذکر فرماتا ہے کہ دیکھو میرے یہ بندے پراگندہ حال۔ غبار آلودہ بکھرے ہوئے بالوں والے اور دور دراز مسافت طے کر کے محتاجوں والی صورت بنائے ہوئے میرے حضور میں میری مغفرت وبخشش کے امیدوار بن کر کھڑے ہیں۔ شاہ و گدا۔ فقیر وغنی۔ عالم وجاہل۔ کالے گورے۔ مرد وعورت۔ بچے و بوڑھے سب مجسمہ عبودیت کی مکمل تصویر بن کر کھڑے ہیں۔ پس اَے میرے فرشتو! ان کو خوشخبری سنا دو اور اعلان کر دو اگرچہ ان کے گناہ بارش کے قطروں کے برابر۔ درختوں کے پتوں کے برابر۔ ریت کے ذروں کے برابر ہونگے تو تب بھی میں نے اُن کو معاف کر دیا اور بخش دیا۔ اب تم بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور جن کے حق میں آج تم سفارش کرو گے اُن کو بھی

بخش دیا جائے گا۔

سوال: میدانِ عرفات کا تعارف کرائیں۔

جواب: (1) میدانِ عرفات وہ عظیم الشان جگہ ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کی آسمانوں سے اتارے جانے کے بعد کی جدائی کے بعد ملاقات ہوئی اور تعارف ہوا۔ یہی تعارف عرفات نام رکھنے کی وجہ بتائی جاتی ہے۔ (البحر الرائق)

(2) عرفات ''عرف'' سے نکلا ہے۔ اس کے معنی خوشبو کے ہیں۔ کیونکہ منیٰ میں جانور ذبح ہوتے ہیں وہاں خوشبو نہیں ہوتی لیکن یہاں اس کے مقابلے میں بڑی خوبصورت بھینی بھینی خوشبو کا احساس ہوتا ہے اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے تعارف کا بھی یہی مقام ہے اس لیے عرفات نام پڑا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہاں حج کے افعال بتائے جبرائیل علیہ السلام کے پوچھنے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا عَرَفْتُ یعنی میں نے سیکھ لیے۔ اس لیے اسے عرفات کہتے ہیں۔ یا عرفہ کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں اور پہچان گے کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے اور مجھے اللہ کے حکم پر بیٹے کو ذبح کرنا مطلوب ہے اس وجہ سے اس کا نام عرفات رکھا گیا۔ (البحر الرائق)

(3) میدان عرفات مکۃ المکرمہ سے مشرق کی جانب تقریباً دس میل اور منیٰ سے چھ میل کے فاصلے پر ایک بہت بڑا میدان ہے۔ (غنیۃ الناسک)

9 ذوالحجہ کو زوال کے بعد سے لے کر 10 ذوالحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے جو شخص احرام کی حالت میں وہاں پہنچ گیا اس کا حج ہو جائے گا۔ یہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے۔ (البحر الرائق)

کسی مجبوری کی وجہ سے حدود عرفات میں مغرب سے صبح صادق تک ایک لمحہ بھی ٹھہر گیا تو حج ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری)

میدانِ عرفات میں بطن عُرنہ کے علاوہ سارے میدان میں ٹھہرا جا سکتا ہے۔ بطن عُرنہ مسجد نمرہ کے محراب کا پیچھے والا حصہ ہے۔ جو حدود عرفات سے باہر ہے۔ (الدر المختار مع الرد)

ہر حاجی کو عرفات میں پہنچ کر کثرت سے تلبیہ، دعائیں، درود شریف، توبہ واستغفار اور چوتھا کلمہ پڑھنا بہت ضروری ہے۔ (ارشاد الساری)

حاجی کو چاہیے کہ جب وہ میدان عرفات میں پہنچ جائے تو تازہ دم ہو کر ضروریات، کھانا وغیرہ سے جلدی فارغ ہو کر پورے اطمینان اور سکونِ قلب سے اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہو۔ (ارشاد الساری)

وقوف عرفات سے پہلے اپنے خیمہ میں تمام اذکار جو اوپر ذکر ہوئے ہیں کی کثرت کرے۔ خصوصاً چوتھے کلمہ کی کہ یہ تمام انبیاء کرام کا ورد اس مقام پر رہا ہے جب سورج ظہر کے بعد عصر کی طرف ڈھل جائے تو پھر اگر ہمت ہو تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق کھڑے ہو کر قبلہ رُخ ہو کر خوب رو رو کر گریہ وزاری سے آنکھوں سے آنسوں کی برسات برساتے ہوئے دعائیں مانگے۔ یہ عمل کھڑے ہو کر ہے تو افضل ہے مجبوری معذوری میں بیٹھ کر بھی

وقوف کر سکتے ہیں۔ سارے حج کا یہ وقوف نچوڑ ہے وقوف بغیر نیت کے بھی ہو جاتا ہے۔ (ارشاد الساری)

وقوف کے وقت ہاتھ اُٹھا کر اللہ کی حمد و ثنا اور درود شریف کے بعد دعائیں، اذکار، تلبیہ وغیرہ پڑھنا سنت اور مستحب عمل ہے۔ یہ دعائیں قبول ہونے کا سنہری وقت ہے۔ وقوف کے لیے عورت کے لیے حیض و نفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے۔ (الباب الناسک)

9 ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب تک میدان عرفات میں ذکر و اذکار کے ساتھ رہنا واجب ہے۔ اگر کوئی عرفات سے غروبِ آفتاب سے پہلے چلا جائے تو دم پڑ جائے گا اور اگر جلدی غروب سے پہلے واپس آ گیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ اگر غروب آفتاب کے بعد عرفات میں واپس آیا تو دم دینا ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

جمعہ کے دن اگر وقوف حج عرفہ ہو تو اس کی فضیلت دیگر ایام کے وقوف حج سے ستر گُنا زیادہ ہوگا۔ (ارشاد الساری)

اگر جمعہ کے روز حج یوم عرفہ ہو تو وہاں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ حجۃ الوداع بھی جمعہ کے روز تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ نہیں پڑھا تھا۔ (ارشاد الساری)

سوال: بیمار آدمی عرفات سے کب واپس آئے۔

جواب: اگر بیمار آدمی عرفات کے میدان سے قبل از وقت مزدلفہ چلا جائے تو اس پر دم لازم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ غروبِ آفتاب سے پہلے واپس آ گیا تو دم ختم ہو جائے گا۔ عرفات کے مسئلہ میں بیمار اور تندرست دونوں کے لیے مسئلہ ایک ہی ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: اگر کوئی آدمی سیدھا عرفات چلا گیا منیٰ نہ گیا تو۔

جواب: جس حاجی نے مکۃ المکرمہ مسجد الحرام جا کر طواف قدوم نہیں کیا بلکہ احرام کی حالت میں سیدھا عرفات میں آ گیا تو اس صورت میں اس پر طواف قدوم ختم ہو جائے گا۔ سنت کے چھوڑنے پر گناہگار ہو گا۔ توبہ کرنا ضروری ہے۔ (غنیۃ الناسک)

عرفات جاتے وقت ہر حاجی کو نہایت ہی ذوق وشوق کے ساتھ والہانہ طریقہ پر تلبیہ پڑھتے ہوئے جانا ضروری ہے۔ ہر حاجی پر آج کے دن کیف و مستی کی کیفیت سوار ہو اس لیے کہ اللہ خالق کائنات کے بُلاوے پر وہ عرفات جا رہا ہے۔ اس لیے حاجی کو رحمتِ خداوندی کے حصول کا امیدوار بن کر وہاں پہنچنا چاہیے۔ یاد رکھیں آج کا دن سارے حج کا نچوڑ کا دن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ (ارشاد الساری)

وقوفِ عرفات زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اس کی مکمل تیاری کر لیں۔ تا کہ وقت خاص ضائع نہ ہو۔ (ارشاد الساری)

یہ مسئلہ ذہن نشین رکھیں کہ بہت سے سلفی اور دوسرے مسالک کے لوگ منظم طریقے پر سب لوگوں کو ایک ہی وقت میں نماز ظہر وعصر ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ حنفی حضرات کو ان کی تلقین پر عمل کرنے کی ہر گز اجازت نہیں۔ آج کل مسجد نمرہ میں جو امام نماز پڑھاتے ہیں وہ مسافر ہوتے ہیں۔ (ارشاد الساری)

وہ قصر ظہر وعصر پڑھائیں گے۔ اگر آپ مسافر نہیں ہیں تو امام کے سلام

پھیرنے پر کھڑے ہو کر بقیہ نماز پوری کریں۔ بقیہ رکعتوں میں تھوڑی دیر خاموش کھڑے ہو کر رکوع وسجود کر کے نماز مکمل کر لیں۔ قیام کی حالت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی۔ (الدرمع الرد)

جولوگ 9 ذوالحجہ کو معذوری یا کسی مجبوری کی وجہ سے بروقت عرفات نہ پہنچ سکیں تو وہ مغرب کے بعد تھوڑی دیر کیلئے جا کر وقوف کریں صبح صادق سے پہلے پہلے وہاں جانا واجب ہے اور انشاء اللہ حج ہو جائے گا۔ حج کی محرومی سے بچ جائیں گے۔ (غنیۃ الناسک)

میدان عرفات میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز وہاں ہرگز نہیں پڑھنی۔ آج میرے رب کا حکم یہی ہے کہ تم یہاں سے بغیر نماز مغرب پڑھے نکلو اور رات کے جس حصہ میں مزدلفہ پہنچو وہاں پہلے مغرب کے فرض ادا کرو پھر عشاء کے فرض ادا کرو۔ اس کے بعد مغرب کی سنتیں پھر عشاء کی سنتیں پڑھو۔ نماز قضا نہیں پڑھنی، ادا پڑھنی ہے۔ میرے اللہ کا آج یہی حکم ہے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی پر عمل فرمایا۔ (ارشاد الساری، الدرمع الرد)

سوال: میدان عرفات میں ظہر عصر جمع کرنے کی شرائط کیا ہیں۔

جواب: مسجد نمرہ جو کہ میدان عرفات میں ہے اس کا ایک حصہ حدودِ عرفات میں ہے اور دو حصوں سے زائد حدود عرفات سے باہر ہے۔ اس لیے جو لوگ وہاں امام کبیر کے پیچھے نماز پڑھنے جائیں وہ نماز کے فوراً بعد حدود عرفات میں آجائیں۔ مسجد نمرہ کے امام کے ساتھ ظہر عصر کی نمازیں جمع کرنا (اکٹھا پڑھنا) جائز ہے مگر اس کے لیے چند شرائط ہیں، ان میں پہلی شرط یہ ہے کہ قصر صرف

مسافر امام کر سکتا ہے۔ اگر امام مقیم ہے تو پھر قصر نہیں کرے گا۔ پوری نماز پڑھے گا۔ اگر قصر کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔ (ارشاد الساری، غنیۃ الناسک، فتاویٰ شامی)

عرفات میں ظہر وعصر جمع کرنے کے لیے امامِ کبیر کے ساتھ جو مسجد نمرہ میں ظہر عصر کی دونوں نمازوں یا کسی ایک کی جماعت میں شریک نہ ہوں ان کے لیے ظہر وعصر کو اپنے اپنے وقت پڑھنا لازم ہے۔ وہ خواہ جماعت اپنے خیموں میں کرائیں یا اکیلے نماز پڑھیں۔ ان کے لیے ظہر وعصر کو جمع کرنا جائز نہیں۔ (ارشاد الساری)

سوال: میدانِ عرفات میں قصر ہے یا نہیں۔

جواب: میدانِ عرفات میں قصر صرف مسافر کے لیے ہے مقیم کے لیے نہیں۔ مقیم پوری نماز پڑھے گا۔ سعودی حکومت امام احمد بن حنبل کے پیروکار ہیں ان کے نزدیک ہر حال میں عرفات میں قصر ہے۔

امام خواہ مقیم ہو یا مسافر وہ قصر ہی کرے گا۔ ہمارے حنفیہ کے نزدیک فرق ہے کہ اگر مسافر ہے یعنی ۷ ذوالحجہ تک مکہ مکرمہ رہتے ہوئے پندرہ دن نہیں ہوئے تو وہ منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں بھی مسافر ہوگا۔ وہ اگر امام ہے تب بھی اور اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تب بھی دونوں صورتوں میں قصر کرے گا اور اگر حاجی ۷ ذوالحجہ تک مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے پندرہ دن ہو چکے ہیں تو وہ مقیم ہے وہ منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں پوری نماز پڑھے گا۔ (ارشاد الساری، فتاویٰ الہندیہ، الدر مع الرد)

سوال: میدانِ عرفات میں حاجی کا کیا تصور ہونا چاہیے۔

جواب: میدانِ عرفات میں حجاج کرام کی کثرت کو دیکھ کر میدان حشر کے دن

کا تصور کرے۔ یہ بالکل اس دن کا نمونہ ہے۔ اور پھر اپنی حالت کو تبدیل کرنے کی فکر کرے۔ اور اپنی کمی کوتاہیوں کے باوجود اپنی عبادات کو اللہ کے ہاں قبول ہونے کا یقین رکھے۔ خالق و مالک الملک سے امید رکھے کہ جس طرح اس نے محض اپنے فضل سے اس دنیا میں مجھے اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائی ہے۔ وقوف عرفات کی عظیم سعادت بخشی ہے آخرت میں بھی اپنے دیدار سے محروم نہیں فرمائے گا۔ ان تمام مقامات پر پورے یقین کے ساتھ دعائیں مانگے بے شک اللہ تعالیٰ التجاؤں کو سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔ اور ہر آدمی کو ہر وقت اس کے کرم کا امیدوار رہنا چاہیے۔ (غنیۃ الناسک، ارشاد الساری)

اے حجاج کرام ایسے نہ ہو کہ تم میں گھمنڈ آجائے تمہیں ہر حال میں اپنے اعمال پر توجہ دینی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اعمال ہی بہت کمزور ہیں۔ دکھلاوہ عام ہے، اس لیے عقل مند آدمی وہ ہے جو کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ اگر کوئی آدمی اپنے نفس کی خواہشات کی طرف لگا رہا اور غلط آرزوؤں سے امید لگائے رکھی تو پھر برباد ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ)

سوال: وقوف عرفات کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو۔

جواب: عرفات میں زوال کے بعد وقوف عرفہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے اگر کسی آدمی کا وضو اس دوران ٹوٹ جائے تو بہتر ہے کہ وضو کر لے۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ حاضری کا انتہائی قیمتی وقت ہوتا ہے۔ جو کہ تمام آداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر حاضر ہو۔ اگر بالفرض وضو ٹوٹ گیا اور پانی بھی

میسر نہیں ہے تو تیمم کر لے یا پھر مجبوراً بغیر وضو کے وقوف عرفہ کر لے جائز ہے۔
(غنیۃ الناسک)

سوال: وقوفِ عرفہ ہوائی جہاز میں سوار ہو کر نا کیسا ہے۔

جواب: یہ واضح رہے کہ بیت اللہ شریف کی طرح زمین سے لے کر آسمان تک میدان عرفات ہونے کی وضاحت نہیں بلکہ اکثر کتابوں میں وقوف کو عرفہ کی زمین کے ساتھ مقید کیا گیا ہے اس لیے ہوائی جہاز میں سوار ہو کر عرفات کے اوپر سے گزرنے سے وقوف صحیح نہ ہوگا ایسے لوگوں کے لیے جہاز سے اتر کر مقررہ وقت میں عرفات کی حدود میں وقوف کرنا یا وقوف کر کے گزرنا لازم ہوگا ورنہ ان کا حج نہ ہوگا۔ (ارشاد الساری)

9 ذوالحجہ عرفات جاتے ہوئے نہایت ہی ذوق وشوق اور پُر کیف مستی کے ساتھ تلبیہ کا ورد کرتے ہوئے روانہ ہوں اور دل میں یہ خیال ہو کہ میرا رب مجھے منیٰ سے عرفات بخشش ومغفرت کے لیے بُلا رہا ہے عاشقانہ انداز اور کیف ومستی کے عالم میں رحمتِ خداوندی کے امیدوار بن کر یہ سفر طے کریں۔ کیونکہ آج کا ہی دن پورے حج کا ماحاصل ہے۔

وقوف عرفہ حج کا یہ اہم ترین فرض ہے یہ زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اس لیے بہتر ہوگا کہ آپ پہلے ہی پوری طرح تیار ہو جائیں تا کہ بعد میں وقت ضائع نہ ہو۔ آپ مسجد نمرہ میں امام حج کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے نہ جائیں بلکہ اپنے اپنے خیموں میں ہی ظہر کے وقت ظہر کی اور عصر کے وقت عصر کی نماز ادا کریں۔ امام حج مسافر ہوتے ہیں وہ جمع صلوٰتیں قصر پڑھاتے ہیں آپ

سب لوگ مسافر نہیں ہیں اس لیے کہ سعودی حکومت نے اب منیٰ مزدلفہ عرفات کو مکۃ المکرمہ کارپوریشن حدود قرار دیا ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ قیمتی لمحات شاید دوبارہ آپ کو نہ مل سکیں۔ وقوف سے پہلے خیموں میں تلبیہ، پہلا کلمہ، تیسرا کلمہ، چوتھا کلمہ، درود شریف، استغفار کی بہت کثرت کریں۔ یہاں آپ نے زندگی بھر کے گناہوں کو اللہ سے رو رو کر معاف کروانے ہیں آج آنکھوں سے آنسو بہا بہا کر اللہ کو منانا ہے اللہ رب العزت اول آسمان سے آپ پر اپنی رحمت، بخشش، مغفرت بارش کی طرح برسا رہا ہے۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میرے ان بندوں کے گناہ ریت کے ذروں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہیں تب بھی میں معاف کردوں گا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آج یوم عرفہ کے دن ہر حاجی 400 گھرانوں تک کی مغفرت کروا سکتا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

مفہوم۔ اور عنقریب آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔

وقوفِ عرفات کا وقت زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے جب سورج ظہر سے عصر کی طرف ڈھل جاتا ہے تو وقوف کا وقت شروع ہو جاتا ہے یہ وقت سارے حج کا نچوڑ ہے اور اسی وقت میں بخشش و مغفرت کی بارش برستی ہے

قبلہ رُخ ہو کر وقوف کیجئے۔ وقوف میں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد و ثنا، دعا، اذکار، درود شریف، تلبیہ وقفے وقفے سے پڑھتے رہیں۔ آج اللہ سے مانگنے

میں کمی نہ کریں جتنا ہو سکے روئیں۔آپ کا دامن آج آنسوؤں سے تر بہ تر ہونا چاہئے۔جب آپ تسبیح وتہلیل کرتے ہیں تو آپ کا والہانہ انداز دیکھ کر اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا بندہ میری تعریف کر رہا ہے۔میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔فرشتو تم گواہ ہو جاؤ میں نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔(لیکن حقوق العباد کی ادائیگی آپ کے ذمہ ہے)

حجاج کرام کے لیے خوشخبری

آج عرفات سے نکلتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ سابقہ تمام گناہوں کی بخشش ومغفرت ہو چکی ہے۔وہ شخص بڑا ہی منافق وبدبخت ہے جو یہ سوچے کہ پتہ نہیں آج میرے گناہ معاف ہوئے ہیں یا نہیں۔

ہر چہرے پر وقوفِ عرفات کے مکمل ہونے پر خوشی کا اجالا اور آنکھوں میں پاکیزگی کا نور پھیل جاتا ہے۔اب میدانِ عرفات سے کوچ کرنے کا حکم ہے مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔آج زندگی میں پہلی بار مغرب کی نماز اس وقت ادا نہ کرنے کا حکم ہے۔اب وہ شہر جو میدانِ عرفات میں آباد تھا، مزدلفہ کی جانب روانہ ہوگا۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ترجمہ:''پھر جب میدانِ عرفات سے چلو تو مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو اور اسی طرح یاد کرو جس کی ہدایت اس نے تمہیں دی ہے ورنہ اس سے پہلے تو تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے۔(القرآن پارہ نمبر 2)

آپ وقوف کے دوران ملک وملت کے لیے جہاں جہاں مسلمان کفار کی زیادتیوں کا شکار ہو رہے ہیں بلاتخصیص سب کے لیے خیر وبرکت، آزادی، ظلم

وجبر سے خلاصی اور عزت کی زندگی گزارنے کی دعائیں مانگیں۔ خصوصی طور پر ملک پاکستان کے اندر و باہر یہود و نصاریٰ جو بربادی کے پروگرام بنا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے تمام پروگرام ان پر اُلٹ دے اور مسلمان حکمران جو یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ان کو ہدایت دے یا اُن کو برباد کر دے اپنے عزیز رشتے داروں کے لیے خیر و برکت کی دعائیں مانگیں اولاد کے لیے راہ راست پر رہنے اور شرم وحیا کی دعائیں مانگیں۔ حجاج کرام آج وقوف عرفہ کا دن ہے جو اللہ سے مانگو گے وہ عطا ہوگا۔

غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر آپ مزدلفہ کی طرف روانہ ہوں گے اب آپ دل میں یہ خیال کریں کہ میرا رب مزدلفہ میں مجھے بلا رہا ہے۔ رات آپ جس وقت بھی مزدلفہ پہنچیں پہلے مغرب کے فرض ادا کریں پھر عشاء کے فرض ادا کریں اور پھر بقیہ نماز مکمل کریں۔ یہ مزدلفہ کی رات بہت قیمتی رات ہے۔ 70 لیلۃ القدر کی راتیں ایک طرف اور یہ مزدلفہ کی رات ایک طرف۔ یہ رات بہت ہی برکات کی حامل اور زیادہ عطا والی رات ہے۔ لہذا حجاج کرام یہ رات سو کر نہ گزار دینا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا۔ اس رات بہت شدت کے ساتھ بہت زیادہ فکر کریں اور اللہ کا ذکر کریں۔ صبح نماز کے بعد وقوف مزدلفہ واجب ہے کم از کم آدھا گھنٹہ نماز کے بعد کھڑے ہو کر اللہ کا ذکر کریں یا بیٹھ کر ذکر کریں۔ یہاں مزدلفہ سے ستر کنکریاں بکری کی مینگنی یا موٹے چنے کے برابر منیٰ میں رمی کرنے کیلئے اُٹھالیں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حج کے تیسرے دن کے اعمال کیا ہیں۔

جواب: آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے اور ذوالحجہ کا تیسرا دن ہے۔ منیٰ میں آنے کے بعد یہ کام کریں۔ جب آپ مزدلفہ سے واپس منیٰ آجائیں تو آج کے دن میں یہ کام ترتیب کے ساتھ کرنا واجب ہیں.

پہلا کام: آج کے دن صرف بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنا یہ واجب ہے کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا ختم کردیں۔ (غنیۃ الناسک)

دوسرا کام: کنکریاں مارنے کے بعد حج تمتع اور حج قِران والے پر دم شکر یعنی قربانی کرنا واجب ہے۔ (غنیۃ الناسک)

تیسرا کام: حج تمتع حج قِران والے دم شکر (یعنی قربانی) کے بعد سر کے بالوں کا حلق یا قصر کروا کر حلال ہوجائیں۔ حج افراد والا رمی کے بعد ٹنڈ کروا کر حلال ہوجائے گا۔ اس کے لئے قربانی اختیاری ہے۔ (غنیۃ الناسک)

چوتھا کام: اوپر والے تینوں کام ترتیب سے مکمل کرنے کے بعد 10 ذوالحجہ کو بڑا کام یہ ہوگا کہ آپ نے طواف زیارت کرنا ہے یہ فرض ہے طواف زیارت 10 سے 12 ذوالحجہ غروب آفتاب تک کر سکتے ہیں۔ 10 ذوالحجہ کو افضل ہے۔ 11 کو جائز ہے اور 12 کو بھی جائز ہے۔ 12 ذوالحجہ غروب آفتاب کے بعد اگر طواف زیارت کیا تو ایک دم واجب ہوجائے گا۔ طواف زیارت کی سنتِ متواترہ یہ ہے کہ قربانی اور حلق کے بعد کیا جائے اگر پہلے کر بھی لیا تو فرض ادا ہوجائے گا۔ طواف زیارت شلوار قمیض، یا عام لباس میں کریں گے۔ (غنیۃ الناسک)

اگر کوئی عورت جس کو حیض یا نفاس ہو گیا ہے تو وہ جب تک پاک نہ ہو جائے اس وقت تک طوافِ زیارت کے لئے حرم میں نہ جائے جب پاک ہو گی تو اس وقت وہ طواف زیارت کے لیے اپنے محرم کے ساتھ حرم شریف میں جائے گی۔اس صورت میں اس کو دم نہیں دینا ہوگا۔

سوال: حج کے چوتھے دن کے اعمال کیا ہیں۔۔

جواب: اگر آپ نے 10 ذوالحجہ کو طوافِ زیارت نہیں کیا تو آج کر لیں حج کا چوتھا دن 11 ذوالحجہ ہے۔آپ نے زوال آفتاب کے بعد ظہر سے لے کر غروب آفتاب تک کسی بھی وقت پہلے چھوٹے شیطان کو 7 کنکریاں مارنی ہیں پھر درمیانے شیطان کو 7 کنکریاں مارنی ہیں پھر بڑے شیطان کو 7 کنکریاں مارنی ہیں اگر کوئی ضعیف یا معذور یا عورتیں بھیڑ کی وجہ سے پہلے رمی نہ کر سکیں تو رات کے کسی وقت بھی رمی کر سکتے ہیں صبح صادق سے پہلے پہلے جائز ہے۔

(ارشاد الساری)

دورانِ حج تمام راتیں منیٰ میں گزارنی سنت مؤکدہ ہے۔اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام راتیں منیٰ میں گزاریں۔بعض پرائیویٹ ٹور اپریٹر جو کہ اکثر دینی علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں ان کا کاروبار حاجیوں کو لے جانا واپس لانا وغیرہ ہوتا ہے وہ اپنے حجاج کو مشورہ دیتے ہیں کہ کنکریاں مار کر عزیزیہ وغیرہ اپنے ہوٹلوں میں جا کر آرام کریں۔وہ سو فیصد غلط مشورہ دے رہے ہیں۔اللہ کے نبی کے طریقوں سے آگے جو بھی بڑھے گا برباد ہو جائے گا۔(غنیۃ الناسک)

سوال: حج کے پانچویں دن کے اعمال کیا ہیں۔

جواب: اگر 11 ذوالحجہ کو طوافِ زیارت نہیں کیا تو آج غروب آفتاب سے پہلے کر لیں آج بارہ ذوالحجہ ہے آج حج کا آخری دن ہے اگر آپ نے آج غروب آفتاب سے پہلے پہلے شیطانوں کی رمی کر لی اور غروب آفتاب سے پہلے حدود منیٰ سے باہر آ گئے تو پھر آپ کا حج مکمل ہو گیا۔ اب آپ اس صورت میں اپنے ہوٹلوں میں چلے جائیں بصورت دیگر اگر آپ بارہ ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے رمی کر کے نہ نکل سکے تو پھر رات منیٰ میں ہی رہیں گے اور تیرا (13) ذوالحجہ کو کنکریاں تینوں شیطانوں کو مار کر منیٰ سے مکۃ المکرمہ اپنی رہائش گاہ پر جا سکیں گے۔

نوٹ: آپ نے اگر حج کا دوسرا بڑا فرض طواف زیارت پہلے نہیں کیا تو آج بارہ ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے کر لیں۔ (الدرمع الرد)

اگر بارہ ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے طواف زیارت نہ کیا تو بعد میں جب بھی کریں گے۔ اس کے ساتھ حدود حرم میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ ورنہ آپ کا حج مکمل نہ ہوگا اور بیوی بھی حلال نہ ہوگی۔

سوال: خواتین کا مردوں سے کنکریاں مروانا کیسا ہے۔

جواب: ہجوم کی وجہ سے عورتیں کنکریاں خود نہیں مارتیں دوسروں کے ذریعے سے رمی کرواتیں ہیں۔ بالکل غلط ہے جو عورت چل سکتی ہے۔ ضعیف، اپاہج یا سخت بیمار نہیں ہے اُنکے لیے حکم یہی ہے کہ وہ خود جا کر رمی کریں۔ چاہے رات کو ہی رش کی وجہ سے کریں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: مقامِ منیٰ حج کا پہلا پڑاؤ کا تعارف۔

جواب: میدانِ منیٰ حدودحرم میں داخل ہے۔اس کا گھاس کاٹنا، جانوروں کا شکار کرنا منع فرمایا گیا ہے۔مسجد الحرام صفا سے نکل کر سعودی حکومت نے ایک بڑے پہاڑ کو کاٹ کر بہت ہی جدید قسم کی دوسرنگیں ایئر کنڈیشن تیار کی ہیں ایک جانے کی ایک آنے کی سارا سال ان میں ٹریفک بھی چلتی رہتی ہے اور حجاج کرام پیدال طواف زیارت کے لیے آتے جاتے ہیں۔

منیٰ میں ہی جمرات، مسجد خیف، قربان گاہ اور پھر دس ذوالحجہ سے لے کر 12 ذوالحجہ تک حاجی حج کے بقیہ افعال اسی منیٰ کے مقام پر مکمل کرتے ہیں۔

روایات کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ منیٰ کا یہ نام اس وجہ سے مشہور ہوا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج کے مناسک سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ کی کوئی اور تمنا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اب صرف جنت ہی کی تمنا ہے۔لفظ ''منیٰ'' تمنا سے مشتق ہے۔اس کے علاوہ یہ بھی وجہ بیان کی گئی کہ منیٰ کے معنی ہیں اَمْنیٰ ایک روایت یمنی الدماء یعنی ایسی جگہ جہاں قربانی کے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے۔شاہ فہد مرحوم اور شاہ عبداللہ مرحوم نے منیٰ میں پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر بہت بڑا حصہ منیٰ میں شامل کیا اور اب بھی کام جاری ہے۔منیٰ میں پہاڑوں کو کاٹ کر کافی سرنگیں نکالی گئی ہیں یوں کہہ لیں کہ منیٰ میں سرنگوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔

سوال: منیٰ میں مسجد خیف کا مختصر تعارف کیا ہے۔

جواب: منیٰ میں مسجد خیف موجودہ دیگر مساجد سے بڑی مسجد ہے۔

علامہ ازرقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے مسجد خیف میں 75 انبیاء کرام نے نماز پڑھی جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اسی جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے 10 ذی الحجہ کے دن خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی اور عرفہ کے روز صبح کی نماز بھی اس جگہ پر پڑھی تھی۔ (غنیۃ الناسک)

مزدلفہ کے مسائل

سوال: مزدلفہ کا تعارف۔

جواب: مزدلفہ ''اَزدلاف یا دلف'' سے نکلا ہوا ہے اس کے معنی اجتماع ونزدیک اور قریب کے آتے ہیں۔ چونکہ حجاج کرام مزدلفہ پہنچ کر منیٰ کے قریب ہو جاتے ہیں اس لیے اس کو مزدلفہ کہتے ہیں اسی طرح ''دلف'' ہموار زمین کو بھی کہتے ہیں۔ مزدلفہ کا میدان عرفات اور منیٰ کی نسبت زیادہ ہموار ہے اس لیے اس کو مزدلفہ کہتے ہیں۔ یا لوگ زلف اللیل رات کے ایک حصہ میں یہاں پہنچتے ہیں۔ مزدلفہ کی رات کی عبادت ستر لیلۃ القدر کی راتوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (فتح الباری۔ کتاب المناسک)

سوال: مشعر الحرام کا تعارف کیا ہے۔

جواب: مشعر الحرام ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی پہاڑ کے قریب وقوف فرمایا تھا۔ مزدلفہ کا سارا میدان جہاں جگہ ملے ٹھہر جاؤ۔ اس بہت ہی قیمتی رات کو ضائع نہ ہونے دینا چاہیے اللہ کا

ذکر خوب خوب کرنا چاہیے۔ رات کو مغرب عشاء کی نماز عرفات سے واپسی پر یہاں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ کنکریاں رمی جمار کے لیے یہاں سے اٹھائی جاتی ہیں۔ صبح نماز اول وقت میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ واجب ہوتا ہے (کیا جاتا ہے) قرآنِ پاک میں ارشاد خداوندی ہے: فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ (القرآن پارہ نمبر 2)

ترجمہ: ''یعنی جب تم لوگ عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کو خوب یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے اگرچہ تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے تھے۔'' (القرآن)

مزدلفہ کا وقوف قبلہ رُخ کھڑے ہو کر خوب عاجزی وانکساری کیساتھ کرنا چاہیے یہ لمحات بہت قیمتی ہیں بلکہ ساری رات کا نچوڑ ہیں

سوال: مزدلفہ پہنچنے تک اگر فجر کا اندیشہ ہو تو

جواب: اگر میدان عرفات سے بسوں یا ریل گاڑیوں کے ذریعے حدود مزدلفہ پہنچتے پہنچتے صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر راستے میں ہی مغرب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے۔ حدود عرفات میں نہ پڑھی جائے اگر وضو نہ ہو اور پانی بھی میسر نہ ہو تو تیمم کر کے نمازیں پڑھ لی جائیں۔ (ارشاد الساری)

سوال: اگر کوئی مزدلفہ سے نماز فجر سے قبل منیٰ چلا گیا تو۔

جواب: سخت قسم کا مریض یا بہت زیادہ ضعیف یا وہ خواتین جو بڑھاپے کی وجہ سے جنہیں رش میں چلنا دشوار ہو تو وہ مزدلفہ سے منیٰ جا سکتے ہیں۔ اس کے

علاوہ اگر کوئی گیا تو دم واجب ہو جائے گا۔ان ضعفا اور کمزور لوگوں کے ساتھ جو رہنمائی کرتے ہوئے چلا جائے تو وہ بھی معذور سمجھا جائے گا۔(ارشاد الساری)

سوال: جس کا وقوف مزدلفہ واجب چھوٹ جائے تو۔

جواب: اگر کوئی آدمی عرفات سے واپسی پر سیدھا منیٰ چلا گیا تو اس پر وقوف مزدلفہ چھوڑنے پر دم واجب ہے۔دوسرا یہ رات اور یہ مقام اتنا متبرک ہے کہ پورا سال اس ایک رات کو حاصل کرنے کی انتظار ہوتی ہے۔اس لئے کسی بھی صورت میں اس عظیم رات کو ضائع نہیں کرنا چاہیے یہاں اللہ نے رات کو ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: مزدلفہ میں نہ ٹھہرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

جواب: اگر عورت شدید بیمار ہے یا کوئی مرد یا عورت ضعیف ہے اور شدید ہجوم کے باعث بار بار گر جانے کا خطرہ ہو تو ان پر وقوف مزدلفہ معاف ہے۔وہ رات کے کسی حصہ میں منیٰ جا سکتے ہیں۔شدید ضرورت یا عذر لازمی شرط ہے۔(الدر مع الرد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب عشاء کی نماز اکھٹی پڑھائی اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ جو حکم اللہ نے دیا ہے اُسکی پیروی کرو۔شریعت کے سامنے سر تسلیم خم کرو شیطان کی طرح عقل کے پیچھے نہ پڑو۔تکبر اور ضد نہ کرو ورنہ مردود ہو جاؤ گے۔

سوال: مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھنا۔

جواب: 9 ذی الحجہ کو وقوف عرفات سے مغرب کے بعد مزدلفہ میں پہنچ کر

مغرب، عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے مغرب کے فرض، پھر عشاء کے فرض اس کے بعد مغرب کی سنتیں پھر عشاء کی سنتیں وتر یہ مسئلہ مرد وعورت دونوں کے لیے یکساں ہیں۔ یہ دونمازیں تمام حجاج کومزدلفہ میں پہنچ کر ادا کرنا ہیں۔ راستہ میں نہیں۔ مزدلفہ میں پہنچ کر اگر کسی نے مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد اگر مغرب کی سنتیں پڑھ لیں تو اس حاجی کو پھر دوبارہ اقامت عشاء کے لیے کہنا ہوگی۔ مزدلفہ میں امام الحج کی شرط نہیں ہے۔ یہ نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔ مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں اکٹھی کرنا واجب ہے۔ مزدلفہ میں نمازوں کو جمع کرنے کے لیے جماعت لازمی نہیں۔ یہ بھی واجب ہے کہ پہلے مغرب پھر عشاء کی نماز پڑھے ترتیب واجب ہے۔ مزدلفہ میں رات جب بھی پہنچے قضا کی نیت نہ کرے بلکہ ادا کی نیت کرے۔ (ارشاد الساری، غنیۃ الناسک، فتاویٰ شامی، الدر مع الرد)

سوال: مزدلفہ میں اصل وقوف کا وقت کیا ہے۔

جواب: مزدلفہ میں اصل وقوف کا وقت دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کے درمیان ہے اس لیے نماز فجر اوّل وقت پڑھ کر وقوف کیا جائے اور خوب خوب دعائیں کی جائیں یہ بہت قبولیت کا وقت ہے۔ (ارشاد الساری)

سوال: مزدلفہ آتے ہوئے راستے میں مغرب کی نماز پڑھ لی تو؟

جواب: عرفات سے مغرب کے بعد نکلنا پڑتا ہے اگر مزدلفہ آتے ہوئے راستے میں کسی نے مغرب کی نماز پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ مغرب عشاء کی

نماز اکٹھی پڑھنا ہونگی۔ (الدرمع الرد)

سوال: اگر کوئی رات مزدلفہ نہ پہنچ سکا تو؟

جواب: اگر کوئی حاجی رات کو مزدلفہ نہ پہنچ سکا تو اس پر دم واجب ہوجاتا ہے۔ (ارشادالساری)

سوال: ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے وقوف مزدلفہ رہ جائے تو؟

جواب: اگر کسی حاجی کا ٹریفک کی وجہ سے وقوف مزدلفہ رہ جائے تو حاجی پر دم واجب ہوجائے گا۔ کیونکہ یہ شرعی عذر نہیں ہے حاجی پیدل چل کر جا سکتا تھا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا وقوف مزدلفہ ترک کرنے سے دم واجب ہوگا؟

جواب: اگر کوئی آدمی جو کہ نہ تو سخت بیمار ہے نہ ضعیف ہے۔ نہ اپاہج ہے اور بیمار ضعیف عورتوں کے علاوہ کسی نے وقوف مزدلفہ چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب ہوجاتا ہے۔ (ارشادالساری)

سوال: وادیٔ محسر کا تعارف کیا ہے۔

جواب: یہ وادی مزدلفہ سے منیٰ کے درمیان میں واقعہ ہے اس جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کو بمعہ ان کے تمام ہاتھیوں اور لشکر کو تہس نہس کر دیا تھا یہ بادشاہ بیت اللہ شریف کو گرانے کی غرض سے آیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ سے گزرے تو اپنی سواری کو تیز چلایا۔ حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی

آپ کسی ایسی جگہ سے گزرتے جہاں اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیا تو جبرائیل امین آکر بتا دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے تیز رفتاری سے گزرتے۔ وادیٔ محسر میں بھی عذاب نازل ہوا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ میں کیا۔ (اعلاء السنن)

حجاج کرام کو وادی محسر میں ہرگز نہ ٹھہرنا چاہیے۔ وادی محسر کے بورڈ بھی آویزاں ہیں۔ وادی محسر میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی حاجی نے بے خبری میں نماز پڑھ لی تو بہتر ہے کہ لوٹا لے۔ وادی محسر میں وقوف جائز نہیں ہے۔ (الدر المختار، اعلاء السنن)

وادی محسر نہ مزدلفہ میں شامل ہے اور نہ ہی منیٰ میں۔ یہ ایک حد فاصل ہے اس کی لمبائی کی مقدار 545 گز ہے۔ سارا مزدلفہ موقف ہے لیکن یہ وادی محسر موقف نہیں یہ اصحاب فیل کا موقف یعنی ٹھہرنے کی جگہ تھی۔ (البحر الرائق)

مسائل رمی

حج کا تیسرا دن

سوال: رمی کرنے کا حکم کیا ہے۔

جواب: اگر کسی نے کسی دن کے متعین وقت پر رمی نہ کی تو وہ 13 ذی الحجہ تک اس کی قضا کر سکتا ہے اور قضا پر ایک دم بھی واجب ہو جاتا ہے 13 ذی الحجہ کے بعد قضا نہیں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا رمی کرنے کیلئے کوئی خاص سمت ہے۔

جواب: رمی کرنے کیلئے کوئی خاص سمت نہیں ہے جس طرف بھی منہ کر کے کھڑا

ہورمی ہوجائیگی۔(غنیۃ الناسک)

رمی ہاتھ سے کرنی ضروری ہے۔کمان، تیر،غلیل، بندوق وغیرہ سے رمی نہیں ہوگی۔(البحرالعمیق)

رمی میں سات کنکریاں الگ الگ ایک ایک کرکے مارنی شرط ہیں اگر کسی نے 7 کنکریاں اکھٹی ماردیں تو ایک تصور ہوگی۔(اللباب مع ارشادالساری)

سوال: رمی کی قضا کا وقت کب تک ہے۔

جواب: رمی کا وقت 13 ذی الحجہ کی غروبِ آفتاب تک ہے۔اسکے بعد رمی کی قضانہیں ہوسکتی صرف دم دینا ہوگا اوروہ بھی حدودِحرم میں۔(فتاوی التارتارخانیہ)

سوال: کیارمی کرتے وقت پاک ہونا شرط ہے۔

جواب: شیطانوں کی رمی کرتے وقت اگرعورت حیض ونفاس سے ہوتو رمی کر سکتی ہے پاک ہونا شرط نہیں ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: رمی کرنے کیلئے دوسروں کوکنکریاں دے کر چلے جانا کیسا ہے

جواب: یہ مسئلہ ذہن میں رکھیں کہ شیطانوں کی رمی کرنا تینوں دن واجب ہے اگرکوئی دوسرے شخص کوکنکریاں دیکر چلا جائے کہ میری طرف سے رمی کر دینا تو اسکی رمی نہیں ہوگی اس پر دم واجب ہوگا اوراسکا حج ناقص رہے گا اور سخت گنہگار بھی ہوگا کہ اُس نے حج کا ایک اہم واجب چھوڑا ہے۔(الدرمع الرد)

سوال: 11۔12 ذی الحجہ کی رمی کا وقت کونسا ہے۔

جواب: 11۔12 ذی الحجہ کی رمی تینوں شیطانوں کی مسنون وقت زوال 12 بجے کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے اگر بلا عذر دیر کردی تو دم واجب ہو

گا۔اگر کسی نے 11، 12 ذی الحجہ کی رمی صبح کر لی تو اس پر واجب ہے کہ زوال کے بعد دوبارہ رمی کرے ورنہ دم واجب ہوگا۔ضعیف مرد وعورت کو رات کے وقت رمی کرنا جائز ہے۔(اللباب ارشاد الساری)

سوال: اگر مقررہ وقت پر رمی نہ کی تو۔

جواب: اگر کسی حاجی نے وقتِ معین پر رمی نہ کی تو اسکی قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا۔(الدر مع الرد)

سوال: کیا رمی میں مرد وعورت کے مسائل ایک ہیں۔

جواب: مرد وعورت کے رمی کے مسائل برابر ہیں کمی بیشی کوئی نہیں عورت کو صرف رات کو رمی کی اجازت زائد ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: لوگوں کے اژدھام کیوجہ سے رمی نہیں کی۔

جواب: اگر کسی شخص نے صرف لوگوں کے اژدھام کیوجہ سے رمی نہ کی تو اس پر دم لازم ہوگا اور حدودِ حرم میں دینا ہوگا۔(ارشاد الساری مع الرد)

سوال: جمرات کے پاس سے استعمال شدہ کنکری اُٹھا کر مارنا۔

جواب: جن کنکریوں کو ایک دفعہ استعمال کیا جاچکا ہے اُنکو دوبارہ اُٹھا کر یا شیطانوں کے پاس گری ہوئی کنکری اُٹھا کر رمی کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ کنکریاں مردود ہیں وہ رب العالمین کے دربار عالی میں مقبول نہیں ہیں۔غنیۃ الناسک رمی کیلئے کنکریاں مزدلفہ سے اُٹھانا بہتر اور مستحب ہیں۔کسی اور مقام سے بھی کنکریاں اُٹھائی جاسکتی ہیں لیکن مزدلفہ سے اٹھانا افضل ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: کنکریاں مارتے وقت کیا پڑھا جائے۔

جواب: شیطانوں کو کنکریاں مارتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا سنت ہے اور یہ بھی پڑھ سکتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْماً لِّلشَّیَاطِیْنِ وَرِضًی لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَذَنْبًا مَّغْفُوْرًا ۔(ارشاد الساری غنیۃ الناسک)

سوال: اگر کسی نے کنکریاں سات سے کم ماریں تو۔

جواب: اگر کسی نے 10 ذوالحجہ کو رمی کرتے ہوئے تین یا دس سے کم کنکریاں ماریں اور باقی 11، 12 ذوالحجہ کو دس یا اس سے کم کنکریاں نہیں ماریں تو ہر کنکری کے بدلے صدقہ یعنی پونے دو کلو گندم یا اسکی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔(فتاوٰی شامی۔البحر الرائق)

سوال: اگر رمی کرتے وقت ساتوں کنکریاں ایک ساتھ ماریں تو۔

جواب: شیطان کی رمی کرتے وقت سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ ماری جاتی ہیں اگر کسی نے ایک ہی مرتبہ سات کنکریاں ماریں تو ایک کنکری ہی شمار ہوگی۔ باقی چھ کنکریاں پوری کرنا ضروری ہیں۔(غنیۃ الناسک)

سوال: روزانہ کتنی کنکریاں مارنی ہیں۔

جواب: سات کنکریاں پہلے دن 10 ذوالحجہ کو بڑے شیطان کو دوسرے دن گیارہ ذوالحجہ کو بعد از زوال تینوں شیطانوں کی رمی کرنی ہے۔ ہر ایک کو سات، سات کنکریاں یعنی 21 کنکریاں مارنی ہیں اور اسی طرح بارہ ذوالحجہ کو بعد از زوال تینوں شیطانوں کو 21 کنکریاں مارنی ہیں۔(ارشاد الساری)

سوال: جمرات کو کنکریاں کس کو مروانی چاہیے۔

جواب: جو شخص بیماری یا کمزوری کی وجہ سے کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا یا وہ شخص جس کو جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو وہ معذور سمجھا جائے گا اور اگر وہ جمرات تک آ سکتا ہے بیماری اور تکلیف بڑھنے کا اندیشہ بھی نہیں تو وہ خود اپنی کنکریاں مارے اس کیلئے دوسروں سے اپنی کنکریاں مروانی جائز نہیں ہیں۔ صرف معذور آدمی اپنا وکیل کر سکتا ہے۔ بہت سے مالدار لوگ آرام پسند ہجوم سے بچنے کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو کنکریاں دے دیتے ہیں یاد رکھیں اُنکی رمی نہیں ہوتی اُن پر دم واجب ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کنکریاں کن چیزوں کی ہوں۔

جواب: رمی کرنے کیلئے کنکریاں۔ پتھر یا جمی ہوئی مٹی کے ڈھیلے یا گارے کے سوکھے ہوئے گولے۔ نیا گیرو، چونا، ہڑتال یا سرمہ وغیرہ کی ہوں جائز ہیں لکڑی کے گولے، غیر موتی، سونا چاندی، فیروزہ، یاقوت، اور مینگنی وغیرہ سے رمی جائز نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کنکریاں مارنے کا صحیح مقام کونسا ہے۔

جواب: منیٰ میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے شیطان کو کنکریاں ماریں تھیں وہ تین مقامات ہیں۔ سعودیہ حکومت نے بڑے ہی اَحسن طریقہ سے وہاں تین دیواریں بنادی ہیں اِن دیواروں کے نیچے حوض نما جگہ بنادی ہے لوگ ان دیواروں کو شیطان سمجھتے ہیں اور انہی کو کنکریاں مارتے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ان دیواروں کو کنکری مارنی ہے۔ اگر کنکری حوض کے اندر گری تو درست ہے اگر کنکری دیوار کو لگ کر حوض کے باہر گری تو

رمی نہ ہوگی کنکری کا حوض کے اندر گرنا شرط ہے۔(غنیۃ الناسک۔ارشاد الساری)

سوال: کنکری مارنے کا وقت کیا ہے۔

جواب: پہلے دن 10 ذوالحجہ کو صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے لیکن سنت کے خلاف ہے اسکا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے۔زوال سے لیکر غروبِ آفتاب تک بلا کراہت جائز ہے اگر کوئی عذر ہو تو مغرب کے بعد بھی کنکریاں ماری جاسکتی ہیں۔ (ارشاد الساری)

11 اور 12 ذوالحجہ کو رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے جو کہ غروبِ آفتاب تک رہتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد بھی معذور افراد یا عورتیں بلا کراہت رمی کرسکتی ہیں۔ اگر ہجوم بہت زیادہ ہے یا رش کیوجہ سے غروبِ آفتاب تک رمی نہ کرسکا تو غروبِ آفتاب کے بعد رمی کرسکتا ہے۔ 13 ذی الحجہ کی رمی کا مسنون وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن کوئی اس سے پہلے رمی کرلے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کنکریاں مارنی جائز ہیں۔ (ارشاد الساری)

سوال: کیا منیٰ سے کنکریاں اُٹھانا جائز ہے۔

جواب: اگر مزدلفہ سے کنکریاں نہ اُٹھا سکا تو منیٰ سے کنکریاں اُٹھا کر رمی کرلی جائز ہے۔دم نہیں پڑے گا لیکن شیطانوں کے نزدیک سے کنکری اُٹھانا مکروہ ہے۔(ارشاد الساری)

سوال: کنکریاں کس ہاتھ سے پکڑ کر مارنی چاہییں۔

جواب: دائیں ہاتھ سے کنکریاں مارنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ثواب

بھی زیادہ ہے اگر دائیں ہاتھ میں تکلیف ہے تو پھر بائیں ہاتھ سے کنکریاں ماری جاسکتی ہیں۔(ارشادالساری)

سوال: رمی کرتے وقت کنکری کو کیسے پکڑا جائے۔

جواب: شیطانوں کو جس طرح چاہیں کنکریاں ماریں رمی درست ہوگی البتہ کنکری کو انگوٹھے اور شہادت کی انگی سے پکڑنا مستحب عمل ہے۔

رمی کرتے وقت ہاتھ اتنا اونچا کریں کہ بغل کی سفیدی نظر آئے مستحب ہے۔

لیکن عورت کیلئے زیادہ باوز اُٹھانہ منع ہے۔(غنیۃ الناسک)

سوال: کیا کنکریوں کو دھونا مستحب ہے۔

جواب: کنکریوں کو دھوکر مارنا مستحب ہے اگر ایسی جگہ سے کنکریاں اُٹھائی ہیں جو ناپاک ہے تو اُنکو دھونا ضروری ہے۔ناپاک کنکری مارنا مکروہ ہے۔

(ارشادالساری)

سوال: رمی کا کیا مطلب ہے۔

جواب: رمی کے لغوی معنی ہیں کنکریاں مارنا، پھینکنا۔(القاموس المحیط)

سوال: رمی جمار کا کیا مطلب ہے۔

جواب: اہلِ لغت رمی جمار کے معنی چھوٹی کنکریوں کو پھینکنے کو کہتے ہیں اور شریعت کی زبان میں چھوٹی کنکریوں کو مخصوص جگہ پر مخصوص تعداد میں مخصوص زمانہ میں پھینکنے کو کہتے ہیں۔(بدائع الصانع)

رمی جمار کا عمل واجب ہے اور اسکے چھوڑنے پر دم لازم ہے۔(الدرالمختار)

اسی طرح ایک بڑا پتھر لیکر اُس کو توڑ کر کنکریاں بنانا بھی مکروہ ہے۔(الدرالمختار)

اسی طرح شیطانوں کے پاس سے کنکریاں لینا۔ ناپاک جگہ سے کنکریاں لینا یا مسجد سے کنکریاں لینا مکروہ ہے۔ (اللباب مع ارشاد الساری)

اور بلا عذر شرعی ایک دن کی کنکریاں اگلے دن مارنے سے دم واجب ہوجائے گا۔ اگر ایام حج ختم ہوگئے تو بعد میں رمی کرنا ساقط ہوجائے گا صرف ایک دم دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا احتلام (ناپاکی یعنی جنابت) کی حالت میں رمی ہوسکتی ہے

جواب: رمی ناپاکی کی صورت میں (حدث اصغر، حدث اکبر) ہوسکتی ہے۔ لیکن خلافِ اولیٰ ہے۔ اگر ہجوم کے دوران انزال ہوجائے تو رمی کرسکتا ہے لیکن خلافِ اولیٰ ہے۔ (غنیۃ الناسک، ارشاد الساری)

سوال: کیا 12 ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرسکتے ہیں۔

جواب: صرف 10 ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کی جاسکتی ہے۔ 11، 12 ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کسی حاجی نے زوال سے پہلے رمی کرلی تو اُسکو دوبارہ زوال کے بعد رمی کرنا لازم ہوجائیگی ورنہ دم واجب ہوجائے گا۔ البتہ 13 ذی الحجہ کو زوال سے پہلے کنکریاں مارنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ (المحیط، البرھانی)

سوال: اگر کسی حاجی نے تینوں دنوں کی رمی چھوڑ دی تو۔

جواب: اگر کسی حاجی نے تینوں دنوں کی رمی چھوڑ دی یا ایک دن کی رمی ترک کردی یا پہلے دن چار کنکریاں ماریں باقی دنوں میں 11 کنکریاں چھوڑ دیں تو ان تمام صورتوں میں ایک ہی دم واجب ہوگا۔ (البحر الرائق، فتح القدیر)

سوال: دوسرے آدمی کی طرف سے رمی کرنے کا طریقہ کیا ہے۔

جواب: پہلے اپنی تمام شیطانوں کی رمی کرنا ہے پھر اسکے بعد دوسرے آدمی کا نام لیکر رمی کرنی ہے جس طرح اپنی رمی میں سات سات کنکریاں ماری ہیں اسی طرح دوسرے آدمی کی رمی میں بھی سات سات کنکریاں مارنی ہیں۔ (غنیۃ الناسک)

اگر کسی معذور آدمی کی طرف سے کنکریاں مارنی ہیں تو اُس کیلئے شرط ہے کہ معذور آدمی اُس کو اپنا نائب بنا کر بھیجے یعنی رمی کرنے کی اجازت دے۔ اگر کسی آدمی نے معذور آدمی کی اجازت کے بغیر رمی کر دی تو وہ قابلِ قبول نہ ہو گی۔ اگر کسی مجنون یا نابالغ بچے کی طرف سے بغیر اجازت رمی کر دی تو جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا رمی رات کے وقت کر سکتے ہیں۔

جواب: تندرست طاقتور مردوں عورتوں کو ہر صورت میں وقت کے اندر زوال سے غروبِ آفتاب تک رمی کرنا ضروری ہے اگر یہ لوگ رات کو رمی کریں گے تو یہ مکروہ ہے۔ (غنیۃ الناسک)

البتہ ضعیف مردوں عورتوں اور معذوروں کو عذر کی بنا پر رات کو کنکریاں مارنا جائز اور مستحب ہے۔ (غنیۃ الناسک)

جان بوجھ کر سات کنکریوں سے زائد کنکریاں مارنا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے سات سے کم کنکریوں سے رمی کی تو کافی نہیں ہو گا بلکہ سات پوری کرنی واجب ہے۔ ورنہ جرمانہ دینا پڑے گا۔ (الدر مع الرد)

سوال: اگر رمی سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو۔

جواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر حجِ قران یا حج تمتع کرنے والے نے رمی سے پہلے قربانی کر لی تو یہ ترتیب کے خلاف ہوگا اور اس پر دم واجب ہوجائے گا۔ (غنیۃ الناسک الدرمع الرد)

سوال: اگر عورت نے ہجوم کی وجہ سے رمی نہ کی تو۔

جواب: اگر کسی عورت نے ہجوم کی وجہ سے رمی نہیں کی اُسکے محرم وغیرہ نے رمی کر لی تو اُس عورت کی قربانی اُس وقت تک نہ ہوگی جب تک وہ عورت خود رمی نہ کرلے اگر عورت نے رات کو رمی کی تو اگلے دن اُسکی طرف سے قربانی کرنا ہوگی۔ اگر رمی سے پہلے عورت کی طرف سے اُسکے محرم نے قربانی کر دی تو دم واجب ہوجائے گا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: رمی کا وقت اگر حکومت بدل دے تو کیا کرے۔

جواب: حکومت سعودیہ نے شیطانوں کی رمی کا وقت ہر معلم، مکتب کو ایک مقررہ وقت دیتی ہے اور حاجی کو ایک پٹہ معلم دیدیتے ہیں جس پر رمی کا وقت ہوتا ہے اور وہ کمپیوٹر سے منسلک ہوتا ہے۔ تمام معلمین دروازوں پر پولیس کو کھڑا کر دیتے ہیں اُس وقت تک وہ دروازہ نہیں کھلے گا جب تک اُس مکتب کو دیا ہوا ٹائم پورا نہ ہوجائے۔ ایسی صورتِ حال میں اگر حکومتِ سعودیہ نے آپ کو زوال سے قبل کا وقت دیدیا ہے تو آپ رمی کرنے نہ جائیں کیونکہ رمی کرنے کا شرعی وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر آپکو مغرب کے بعد کا وقت دیا گیا ہے تو صبح صادق تک رمی کر سکتے ہیں اگر کسی نے زوال سے پہلے رمی کی تو شرعی لحاظ سے وہ قابلِ قبول نہیں ہے ایک دم دیکر اپنا حج بچالیں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: رمی کر کے دعا کرنا

جواب: 11، 12 ذی الحجہ کو پہلے اور دوسرے دونوں شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے بعد ایک طرف ہٹ کر قبلہ رُخ ہو کر آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی مقدار کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت ہے اور آخری شیطان کی رمی کے بعد دعا نہ مانگنا سنت ہے۔ (لباب المناسک مع ارشاد الساری)

سوال: رمی کی کنکریاں کسی دوسرے کو دیکر چلے جانا کیسا ہے۔

جواب: جمرات کی رمی واجب ہے ان کو چھوڑنے پر دم لازم ہو جائے گا اس لیے اپنی کنکریاں کسی دوسرے کو دیکر چلے جانا جائز نہیں ہے حج ناقص رہے گا دم لازم ہوگا اور قصداً رمی چھوڑنے پر گنہگار بھی ہوگا۔ (الدر المختار)

حج کیلئے آنا پھر حج کو ادھورا ناقص چھوڑ کر واپس چلے جانا یہ عقل مندی نہیں ہے اگر کوئی شخص خود رمی کرنے پر قادر ہے اور اسکی طرف سے کوئی دوسرا رمی کرے تو وہ ناکافی ہوگی بلکہ اس کے ذمہ خود رمی کرنا واجب ہے۔ (الدر مع الرد۔ غنیۃ الناسک)

مسائل قربانی

یہ قربانی جس کا خون ہر سال میدان منیٰ میں جوش زن ہوتا ہے۔ اور یہ ذبیحہ عظیم جس کی ہر مسلمان ذوق شوق سے تیاری کرتا ہے فی الحقیقت اسلام کی حقیقتِ اعلیٰ کی ایک تمثیل ہے جس کے پردے میں بتایا گیا ہے کہ ایمان باللہ کا دار و مدار قربانی اور خونِ شہادت پر ہے۔ جب تک یہ مقام وھاب الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے حاصل نہ ہو اُس وقت تک کوئی بھی ہستی مومن و مسلم نہیں ہو سکتی۔

یہ یوم الحج کا آفتاب ہر سال اس لئے فاران کی چوٹیوں اور جبلِ رحمت کی

وادیوں پر طلوع ہوتا ہے جس کا ظہور اسی بیابانِ حجاز کی دعاؤں سے ہوا تھا خدا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سنی جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو قبول کیا۔ جس نے وادی ذی زرعٍ کو ظہورِ رسالتِ کبریٰ سے مشارق ومغارب ومجمع اولین وآخرین بنایا۔ اگر تمہاری بداعمالیوں اور سرکشیوں کی وجہ سے تمہیں ٹھکرا سکتا تھا تو آج وہ تمہیں پیار بھی کرسکتا ہے اور تمہاری بھی دعاؤں کو سن سکتا ہے۔

بس تم انتہائی خلوص دل سے توبہ کرو دعائیں مانگو اور اللہ رب العزت کو پکارو تا کہ تمہاری کھوئی ہوئی میراث تمہیں واپس مل جائے اور تمہاری غمگینی کے دن ختم ہوں۔

حج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 100 اونٹ قربان کئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 63 اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر ویلفیئر کا کام کرنے والا کوئی اور نہیں گذرا جو لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کی بجائے رقم صدقہ وخیرات کردینی چاہیے وہ اللہ کے نبی سے زیادہ شریعت سے واقف نہیں اُنکو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔

سوال: ایام تشریق میں تکبیریں پہلے پڑھے یا تلبیہ۔

جواب: حجاج کرام کو بھی 9 ذوالحج صبح کی نماز سے 13 ذوالحجہ عصر کی نماز تک تکبیرات کہنا ضروری ہے۔ لیکن دوران حج ہر نماز کے بعد حاجی پہلے تکبیرات کہے پھر تلبیہ کہے۔ چونکہ تلبیہ پڑھنا شیطان کی رمی دس ذوالحجہ کو کرنے سے

پہلے ختم ہو جاتا ہے تاہم تکبیرات ہر نماز کے بعد 13 ذی الحجہ تک جاری رہتی ہیں۔ (الدرمع الرد)

سوال: ایک قربانی پر دو آدمیوں کا دعویٰ۔

جواب: قصائی یا کسی پارٹی نے دو حاجیوں سے الگ الگ رقم لی اور صرف ایک ہی بکرا ذبح کیا اس میں دو صورتیں ہیں اگر دونوں حاجیوں نے قربانی کی رقم اکٹھی ایک ہی مرتبہ دی ہے اور جانور کا تعین نہیں کیا اور جانور ذبح ہو گیا تو دونوں کی قربانی صحیح نہ ہو گی۔ قصائی وغیرہ سے پیسے لے کر دونوں حاجیوں کو دوباہ قربانی کرنا ہو گی۔ اگر ان حاجیوں نے سر کے بال اتروا کر احرام کھول دیا تو ان دونوں پر قربانی کے ساتھ ساتھ ایک ایک دم دینا ہو گا۔ کیونکہ ترتیب کی خلاف ورزی کی ہے اگر دونوں حاجیوں نے قصائی وغیرہ کو الگ الگ وقت میں پیسے دیئے تو اس صورت میں جس نے پہلے پیسے دیئے اس کی قربانی درست ہو گی دوسرا اپنے پیسے واپس لے کر قربانی کرے۔ اگر ان دونوں میں سے دوسرے نے سر کے بال منڈوا دیئے تو اس پر قربانی کے ساتھ دم بھی لازم ہو گیا کیونکہ ترتیب کے خلاف عمل ہو گیا ہے۔ (الدرمع الرد)

سوال: قربانی بنک کے ذریعے کرانا۔

جواب: حج قران یا حج تمتع کرنے والے آدمی پر قربانی واجب ہے اور اس پر یہ بھی واجب ہے کہ پہلے بڑے شیطان کی رمی پھر قربانی، پھر ٹنڈ، پھر احرام کو کھولنا یہ ترتیب امام اعظم ابوحنیفہ (حنفیہ کے نزدیک) واجب ہے۔ اگر کسی نے قربانی سے پہلے حلق کرا دیا تو دم لازم ہو جاتا ہے۔

بنک میں رقم جمع کرانے والوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ کب قربانی ہوگی اور بنک والے 10 ذوالحجہ سے کئی لاکھ قربانی کرتے ہیں وہ کسی بھی حاجی کی قربانی کا وقت متعین طور پر نہیں بتا سکتے۔ اس لیے ایسے حاجیوں کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے ایسے حاجیوں کو مشورہ ہے کہ وہ احتیاطاً ایک دم بھی دے دیں تاکہ ان کا حج میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور ان کا حج بھی کامل ہو جائے۔

اہل مکہ امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں ان کے نزدیک ترتیب واجب نہیں ہے اس لیے آپ بہت محتاط رہیں۔ (الفقہ اسلامی)

سوال: کیا قربانی دو طرح کی ہوتی ہے۔

جواب: قربانی دو طرح کی ہوتی ہے ایک قربانی تو صاحب نصاب اور مقیم پر واجب ہے خواہ حج کرنے جائے یا نہ جائے۔ دوسرا وہ حاجی جو مکۃ المکرمہ یا مدینۃ المنورہ کا مقیم ہے اور اس نے وہاں پندرہ دن رہنے کی نیت بھی کر لی ہے یا مستقل رہتا بھی وہاں ہی ہے تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے اس لیے کہ وہ مکہ میں یا مدینہ میں اس قربانی کا انتظام کرے یا رقم بھیج دے یا اپنے وطن رقم دے کر آئے ہیں اس پر حج کی قربانی پھر بھی واجب رہے گی۔ جو لوگ حج کی قربانی کے ساتھ دوسری واجب قربانی کا اہتمام کرتے ہیں وہ تو بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ لاکھوں قربانیوں کا ثواب حاصل کر لیتے ہیں کیونکہ یہی عظیم مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا ہے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: قربانی سے پہلے رقم چوری ہوگئی تو۔

جواب: حج کے دنوں خصوصاً منیٰ میں حج کی رکھی ہوئی رقم چور ہوگئی۔ اور کافی کوشش کے باوجود ساتھیوں سے قرض بھی نہیں ملا۔ اور اپنے ملک سے فوری

رقم منگوانے کے انتظامات بھی نہیں تو اس کی تفصیلات اس طرح ہیں کہ اگر وہ حج افراد کر رہا ہے تو اس پر قربانی نہیں ہے۔ اگر حج تمتع یا حج قِران کر رہا ہے تو سر کے بال مُنڈوا کر احرام کھول دے۔ جب قدرت ہو تو اس وقت ایک جانور لے کر دم شکر کے طور پر حدود حرم میں ذبح کر دے یا کرا دے۔ اس حاجی پر دم واجب نہیں کیونکہ یہ معذور ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: قربانی رمی سے پہلے کی تو۔

جواب: اگر حاجی نے رمی سے پہلے قربانی کر لی تو ترتیب ٹوٹ جانے کی وجہ سے دم واجب ہیں اس لیے کہ دس ذوالحجہ کے اعمال ترتیب کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے۔ پہلے رمی، پھر قربانی، پھر ٹنڈ، پھر احرام کا کھولنا۔

سوال: قربانی سے پہلے طواف زیارت کرنا؟

جواب: قربانی کرنے سے پہلے طواف زیارت کرنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ رمی کے بعد کیا جائے۔ (الدر مع الرد)

سوال: اگر قربانی کرنے کی طاقت نہیں ہے تو؟

جواب: اگر کوئی ایسا حاجی ہے کہ قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو ایّام حج میں تین روزے رکھنا ہوں گے اور سات روزے واپس اپنے ملک میں رکھنا ہوں گے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا قربانی کے تین دن ہیں۔

جواب: شریعت اسلامیہ نے اور مذاہب اربعہ مین تین دن مقرر فرمائے ہیں۔ ایک عید کا دن، دوسرا گیاہ ذوالحجہ اور تیسرا بارہ ذوالحجہ۔ پہلے عید کے دن

کی قربانی حاجی کے لیے بڑے شیطان کی رمی کے بعد کرنا لازم ہے۔ اگر کوئی حاجی کسی واقعی مجبوری کی وجہ سے ایام نحر میں قربانی نہ کر سکا تو احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی نہ کرے چاہے قربانی کے تین دن گزر جائیں۔ جب قربانی کرے گا اس وقت احرام کھولے گا اس دوران احرام کی پابندیاں بھی لاگو رہیں گی۔ قربانی لیٹ کرنے پر دم لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: کیا ہر حاجی پر قربانی واجب ہے؟

جواب: قربانی سے مراد حاجی کا دم شکر ہے اور دم شکر لازم ہے حج تمتع اور حج قران والے پر۔ حج افراد والے پر مستحب ہے۔ (لمناسک الملا علی قاری)

اگر حاجی کو عمرہ یا حج افراد یا حج تمتع سے روکا گیا تو ایک قربانی اور اگر حج قران سے روکا گیا تو دو قربانیاں واجب ہوں گی۔ (ارشاد الساری)

حلق یا قصر کے مسائل

سوال: کتنے بال حلال ہونے کے لیے کاٹے جائیں۔

جواب: حج یا عمرہ کا احرام کھولنے کی چار صورتیں ہیں۔ ہر صورت کا حکم الگ ہے:

(1) حلق کرانا یعنی استرے سے سارے سر کے بال اتار دے اس کو حلق کہتے ہیں۔ یہ سب سے افضل صورت ہے۔ (غنیۃ الناسک)

حلق کروانے والوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی ہے۔ (اعلاء السنن، صحیح بخاری، مسلم شریف)+

جو آدمی حج اور عمرہ جیسی عظیم عبادت جو کبھی کبھی نصیب ہوتی ہے کے لیے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی دعاؤں سے محرومی حقیقتاً بہت بڑی محرومی ہے اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

(2) قینچی یا مشین سے سارے سر کے بال کم از کم ایک پور کے برابر کاٹے جائیں۔ یہ صورت بلا کراہت جائز ہے۔ لیکن افضل نہیں۔

(3) اگر کسی نے صرف چوتھائی بال سر کے کاٹ دیئے تو احرام سے نکل جائے گا لیکن یہ صورت مکروہ تحریمی ہے اور ناجائز ہے۔ (مشکوۃ المصابیح)

(4) چند بال ادھر اُدھر سے کاٹ کر چھوڑ دیا جائے اور یہ بال چوتھائی سر کے بالوں کے بھی برابر نہیں ہیں۔ اس صورت میں احرام نہیں کھلے گا۔ (غنیۃ الناسک)

ناواقفی کی وجہ سے یہ احرام سے باہر نہیں آسکتے حالانکہ وہ احرام کھول چکے ہیں۔ اس صورت حال میں ان پر کافی سارے دم بھی لازم ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب بھی لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: چند بال کاٹنے سے حلال ہونے کا حکم کیا ہے۔

جواب: حج یا عمرہ کرنے کے بعد چند بال کاٹنے سے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ احرام بدستور باقی رہتا ہے۔ اگر کوئی آدمی ایک دن رات کپڑے پہن لیتا ہے اس پر ایک دم اور ایک صدقہ لازم ہوجاتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اور بھی جنایات کا ارتکاب کرے۔ اگر کوئی حاجی بیہوشی کی وجہ سے قربانی (دمِ شکر) نہ کرسکا تو دَم واجب ہوجائے گا۔ (فتح القدیر، الدر المختار، غنیۃ الناسک)

سوال: بال بیماری یا خود گریں یا جل جائیں تو۔

جواب: اگر کسی حاجی کے بال خود بخود گر جائیں یا بیماری کی وجہ سے گر

جائیں۔ یا جل جائیں تو بہتر ہے کہ صدقہ کے چند ریال غرباء میں تقسیم کر دے۔کوئی دم وغیرہ واجب نہیں ہوتا۔ (البحرالرائق،غنیۃ الناسک)

سوال: حالتِ احرام میں بغل کے بال منڈوادے تو؟

جواب: احرام کی حالت میں بغل کے تمام بال منڈوادیئے تو دم دینا لازم ہو جائے گا۔(غنیۃ الناسک)

سوال: عمرہ حج میں سر کے بال کٹوانے کی حکمت کیا ہے۔

جواب: عمرہ اور حج مکمل کرنے کے بعد سر کے بال منڈوانے یا کتروانے میں یہ حکمت ہے کہ شریعت اسلامیہ نے احرام سے باہر آنے کا یہ خاص طریقہ متعین فرمایا ہے اگر یہ طریقہ مقرر نہ ہوتا تو ہر آدمی اپنی اپنی مرضی کے مطابق احرام ختم کر کے احرام سے باہر آتا۔ اس لیے امت کو ایک طریقہ بتلا کر اختلافات سے بچالیا گیا ہے۔(حجۃ اللہ بالغہ)

حج یا عمرے کے اعمال مکمل کرنے کے بعد بال منڈوانے پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔سر کے بال منڈوانے پر حج وعمرہ سے نکلنے کا ایک طریقہ ہے جیسے نماز سے فارغ ہونے کی نشانی سلام پھیرنا، روزے سے فارغ ہونے کی نشانی افطاری ہے۔(حجۃ اللہ بالغہ)

حالت احرام میں ایک وقت تک بال توڑنا، کاٹنا منع تھا۔ اب شریعت نے ایک خاص وقت کے بعد تمام بالوں کو کاٹنے کا حکم دیا ہے اب بالوں کا یہ کاٹنا عین عبادت بن گیا۔ (حجۃ اللہ بالغہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقع پر سر کے بال کاٹنے پر تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی۔ یہ واضح رہے کہ بال منڈوانے کا حکم صرف مردوں کے

لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں ہے۔عورت صرف ایک پور کے برابر بال کاٹ سکتی ہیں۔ (بدائع الصنائع)

سوال: اگر سر پر بال نہ ہوں گنجا ہو تو۔

جواب: اگر مرد کے سر پر بال نہ ہوں تب بھی سر پر اُسترا پھیرنا ضروری ہے اگر ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرے عمرے کا احرام باندھا تو عمرہ مکمل کرنے کے بعد آخر میں سر پر بال نہ ہونے پر بھی استرا پھیرنا شرط ہے۔(کتاب الناسک)

اگر عورت کے سر پر بال نہ ہوں تو وہ سر پر استرا نہ پھیرے۔ بلکہ سر پر صرف شرط پوری کرنے کیلئے قینچی سے کُترے۔

سوال: حج کا احرام کب کھولا جاتا ہے۔

جواب: حج تمتع اور حج قران کا احرام قربانی کے بعد ٹنڈ یا قصر کروا کر کھولا جاتا ہے۔

سوال: احرام کھولنے کی چار کونسی صورتیں ہیں۔

جواب: 1: یہ کہ حلق کروایا جائے یعنی اُسترے سے سر کے تمام بال اُتار دیئے جائیں۔

2: قینچی یا مشین سے سر کے بال کاٹ دیئے جائیں یہ صورت جائز ہے۔

3: چوتھائی سر کے کسی حصہ سے بال کاٹ دیئے جائیں یہ صورت مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ یہ حدیث شریف میں ممانعت ہے۔

4: سر کے چیدہ چیدہ بال سر کے مختلف حصوں سے کاٹ دیئے جائیں تو احرام نہیں کھلے گا اگر اسطرح کٹنگ کر کے کپڑے پہن لئے تو دَم واجب ہو جائے گا

اس طرح اللہ کے قہر وغضب کو مول لینا ہوتا ہے۔ یہی وجہ کہ ہزاروں لوگوں میں سے کوئی چند آدمی ہونگے جو شریعت کے مطابق اَعمالِ حج کی اَدائیگی پر عمل کرتے ہیں ورنہ اکثریت سیر سپاٹا کر کے واپس آجاتے ہیں اور اپنے آپ کو دھڑلے سے حاجی کہلاتے ہیں

5: اگر بال بڑے بڑے رکھے ہوئے ہوں تو پھر ایک پور کے برابر کٹوانے کا حکم ہے۔ اگر پہلے ہی بال ایک پور کے برابر یا چھوٹے ہیں تو ٹنڈ کروانا لازمی ہے۔ (اَحسن الفتاوٰی)

6: اگر سر پر کوئی لوشن یا دوائی یا ٹیوب لگائی جس سے سر کے سارے بال گر گئے تب بھی کافی ہے۔ (معلم الحجاج)

7: اگر سر پر بال نہیں گنجا ہے تب بھی اُسترا پھیرانا شرط ہے۔ (معلم الحجاج)

8: اگر سر پر زخم ہیں سر پر اُسترا بھی نہیں پھیرا جا سکتا تو پھر یہ واجب معاف ہے۔ (معلم الحجاج)

9: قربانی کے بعد حالتِ احرام میں حاجی ایک دوسرے کے بال کاٹ سکتے ہیں جائز ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ)

10: قربانی کے بعد شوہر اپنی بیوی اور بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے۔ بیوی شوہر کی ٹنڈ کر سکتی ہے عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے بال ایک پور کے برابر کاٹ سکتی ہیں۔

11: دونوں حاجیوں نے تمام حج کے اَعمال مکمل کر لئے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے بال کاٹ سکتے ہیں۔ (زبدۃ المناسک)

12: تمام اَعمال مکمل کرنے کے بعد حاجی اپنی ٹنڈ خود بھی کرسکتا ہے۔ بیوی، بہن وغیرہ سے بھی کرواسکتا ہے۔ (معلم الحجاج)

13: قربانی کے بعد حلق (ٹنڈ) یا قصر حدودِ حرم میں کروانا شرط ہے۔ اگر کوئی حدودحرم سے باہر جا کر ٹنڈ کروائے گا تو اُسکو ایک دَم واجب ہوجائے گا۔ اگر کوئی ایّامِ نحر یعنی قربانی کے بعد حلق کروائے تو اُس پر دم واجب ہوجائے گا۔

14: اگر عمرے کے احرام کے بعد حدودحرم سے باہر جدہ وغیرہ میں آ کر ٹنڈ یا قصر کروائی تو دَم واجب ہوجائے گا۔ یہ تمام دَم حدودحرم میں دینا لازم ہیں۔

سوال: اگر کسی نے حلق کروانے سے پہلے کپڑے پہن لئے تو۔

جواب: اگر کسی شخص نے عمرہ کی سعی کرنے کے بعد حلق یا قصر کروانے سے پہلے احرام کھول کر کپڑے پہن لئے اور اسکے بعد جا کر حلق کروایا تو اس صورت میں اگر آدھا دن گزرا تو صدقہ اور اگر پورا دن گزرا تو دَم دینا ہوگا۔ (ارشاد الساری)

دم کے مسائل

سوال: دم کیا ہے۔ دم سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔

جواب: دم کے لفظ سے مراد حدودحرم میں بکرا دنبہ وغیرہ جانور ذبح کرنا اور غرباء میں تقسیم کرنا ہے۔ حج یا عمرہ میں غلطی کی وجہ سے حدودحرم میں ایک بکرا یا بُدنہ وغیرہ ذبح کرنا واجب ہوجاتا ہے اس کو دم کہتے ہیں۔ (غنیۃ الناسک)

حالتِ احرام میں بعض ممنوعہ اَفعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کر کے غرباء میں تقسیم کرنا واجب ہوجاتا ہے اس کو دم کہتے ہیں۔ (غنیۃ الناسک)

دم کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کو حدودحرم میں ذبح کیا جائے۔ باہر دینا

جائز نہیں اگر کسی نے حدود حرم سے باہر دیا تو وہ قبول نہیں دوبارہ حدود حرم میں دینا ہوگا۔ (ارشاد الساری)

جان بوجھ کر کوئی واجب چھوڑ دینے پر دم دینا گناہ ہے اور عبادت قبول نہ ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔ اگر کسی نے یہ غلطی کی تو توبہ استغفار لازم ہے سارا منیٰ حدود حرم میں شامل ہے کہیں بھی دَم دے سکتے ہیں۔ (بدائع الصنائع)

سوال: کیا دم کی قیمت دی جاسکتی ہے؟

جواب: دم کی قیمت نہیں دی جاسکتی۔ یہ دم حدود حرم میں دینا ضروری ہے اور اس کا گوشت صرف غربا اور مساکین کھا سکتے ہیں مالدار لوگ نہیں کھا سکتے۔ (ارشاد الساری)

سوال: اگر کوئی دم دیئے بغیر اپنے ملک واپس آجائے تو۔

جواب: ایسے آدمی کو چاہیے کہ وہ کسی عمرہ کرنے والے آدمی کو دَم کی رقم دیکر اُسے تاکید کرے کہ جانور خرید کر حدود حرم میں ذبح کرے۔ اُسکا گوشت صرف فقراء اور مساکین میں تقسیم کرے۔

سوال: کیا دم دینے والا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے۔

جواب: دَم کے بدلے میں رقم دینا جائز نہیں ہے اور نہ ہی دَم دینے والا آدمی یہ گوشت کھا سکتا ہے۔ (ارشاد الساری)

مسائل حج بدل

سوال: لنگڑے آدمی کا حج۔

جواب: اگر لنگڑا آدمی صاحب حیثیت ہے اور حج کے اخراجات کا مالک ہے تو

اس پر حج فرض ہے۔ اگر وہ خود سفر کرسکتا ہے تو اپنا فرض ادا کرے۔ اور اگر وہ سفر حج نہیں کرسکتا اس کو حج بدل کرانا واجب ہے اگر اس نے اپنی زندگی میں حج بدل نہ کرایا تو مرنے سے پہلے وصیت کر جائے کہ اس کے مال سے حج بدل کرایا جائے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حج کے لیے گیا اور فوت ہو گیا تو۔

جواب: اگر کوئی آدمی حج کی نیت سے حج کا احرام باندھ کر میدان عرفات میں پہنچ گیا اور وہ وقوف عرفات کے بعد فوت ہو گیا تو اس کا فرض ادا ہو گیا ہے۔ اور اگر وقوف عرفات سے پہلے فوت ہو گیا تو اس کا حج ادا نہ ہوا۔ اس لیے اس کے ورثا کو لازم ہے کہ وہ کسی آدمی کو اس کے وطن سے حج بدل کرائیں۔ نیز مرنے والے کے لیے بھی ضروری تھا کہ وہ وصیت کر کے جائے کہ میرے مرنے کے بعد حج بدل کرایا جائے۔ (البحر الرائق)

اگر مرنے والے نے وصیت نہیں کی تو اگر تمام ورثا بالغ ہیں اور ان کی رضامندی بھی ہے تو پھر حج بدل کرایا جائے۔ تو یہ اس مرنے والے پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ اگر کوئی ایسا آدمی ہے اس پر پہلے سے حج فرض نہیں تھا یا اس سال ہی فرض ہوا تو وہ حج کے فرض ہوتے ہی حج کے لیے نکل پڑا اور وہ وقوف عرفات سے پہلے فوت ہو گیا تو پھر حج بدل کرانا لازم نہ ہوگا۔ اگر اس نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ میرا حج بدل کرانا تو پھر ورثا کو اس کی وصیت پر عمل کرنا ہوگا۔ (ارشاد الساری)

سوال: اجرت پر حج کرنا یا کرانا کیسا ہے۔

جواب: اگر کسی آدمی نے اُجرت پر حج بدل کیا تو یہ حج نہ ہوگا یعنی صاحبِ استطاعت کسی آدمی سے کہے کہ میں تمہیں اتنے پیسے دوں گا تم میرا حج بدل کرو تو یہ سرے سے ناجائز ہے۔ نہ بھیجنے والا کا حج ہوگا اور نہ کرنے والے کا حج ہو گا۔ حج بدل کرنے والا صرف حج بدل کا جائز خرچ کرسکتا ہے اور اگر بغیر کسی اُجرت کے حج کرے تو جائز ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: حج دوسرے کی طرف سے کرنا کیسا ہے؟

جواب: دوسرے آدمی کی طرف سے نفلی حج کرنا یا ایصال ثواب کرنا باعث ثواب ہے۔ حج کرنے والے کو بھی رب تعالیٰ ثواب سے نوازتا ہے اور جس کی طرف سے کیا جائے اس کو پورا پورا اجر عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا آدمی جس پر حج واجب ہے وہ اتنا زیادہ بیمار یا کمزور ہے کہ خود حج نہیں کرسکتا اور سفر کرنے کی بھی ہمت نہیں رکھتا تو اس صورت میں اگر کوئی دوسرا آدمی اس کی طرف سے حج کرے تو اس کو ثواب ملے گا۔ اس کی طرف سے حج کرسکتا ہے۔ (البحر العمیق)

حضرت ابو رزین العقیلی رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میرا والد جو عمر رسیدہ تھا آیا وہ نہ تو حج کرسکتا تھا اور نہ ہی عمرہ کرسکتا تھا اور نہ ہی سفر کرنے کے قابل تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا باپ کی طرف سے تم حج اور عمرہ کرو۔ (البحر العمیق)

سوال: اگر آدمی حج فرض ہونے کے بعد بیمار ہوگیا تو؟

جواب: اگر آدمی پر حج فرض ہونے کے بعد حج کرنے کا وقت بھی ملا اور اس

دوران اس نے حج نہیں کیا بعد میں وہ بیمار ہو گیا اور بیماری کی وجہ سے حج کرنے کے قابل نہ رہا تو اس پر حج بدل کرانا فرض ہو جاتا ہے۔ (فتح القدیر، فتاویٰ شامی)

سوال: کیا اجازت کے بغیر حج بدل کرنا جائز ہے؟

جواب: جس آدمی کا حج بدل کیا وہ مر چکا ہے یا معذور ہے لیکن اس پر حج فرض ہو چکا تھا اس معذور یا مرنے والے کی وصیت کے بغیر از خود حج بدل کرے تو اس سے میت یا معذور کا حج بدل ادا نہیں ہوگا۔ (الدر مع الرد)

سوال: جس پر حج فرض نہیں اس کی طرف سے حج کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس زندہ یا فوت شدہ آدمی پر حج فرض نہیں اس کی طرف سے حج کرنا جائز ہے جیسے والدین فوت ہو گئے ہوں تو اُن کو بطور تحفہ حج کرنا یا ضعیف ہیں تو ان کی طرف سے حج کرنا جائز اور باعث ثواب ہے مگر یہ حج نفلی ہوگا۔ (البحر العمیق)

معذور یا مرنے والے کی طرف سے فرض حج ادا کرنے کے لیے اس کا حکم، یا اجازت یا وصیت بہت ضروری ہے۔ حکم، اجازت، وصیت کے بغیر کسی اجنبی شخص نے حج کیا تو اس کا یہ حج، حج کرنے والے کا ہوگا۔ اس کا ثواب وہ اجنبی شخص جس کو چاہے بخش دے لیکن یہ یاد رکھیں کہ معذور اور میت کا فرض ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر وارث نے مرنے والے کا حج بغیر اس کی وصیت کے کیا تو اس سے اس مرنے والے کا فرض ادا ہونے کی امید ہے۔ مگر اس میں میقات سے احرام باندھنا ضروری ہے۔ (البحر الرائق)

سوال: حج بدل بلا وصیت کرنا کیسا ہے۔

جواب: اگر مرنے والے شخص نے حج کی وصیت نہیں کی اور کوئی شخص ان کی طرف سے حج بدل کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو اختیار ہے کہ وہ حج تمتع، حج افراد یا حج قران میں سے کوئی بھی حج کرسکتا ہے۔ وصیت کی وجہ سے جو پابندی عائد ہوتی ہے وہ اس پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: کیا عورت کو حج بدل پر بھیجا جاسکتا ہے کہ نہیں؟

جواب: افضل اور بہتر تو یہ ہے کہ حجِ بدل کے لیے کسی ایسے آدمی کو بھیجا جائے جو پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ نیکوکار ہو۔ دیندار ہو، پرہیز گار ہو، اللہ کا خوف رکھتا ہو اور حج کے مسائل بھی جانتا ہو۔ اگر کوئی عالم دین ہو تو سب سے بہتر ہے۔ اگر یہ تمام صورتیں عورت میں پائی جاتی ہوں تو اس کو بھی حج بدل کے لیے بھیجا جاسکتا ہے۔ (الدر مع الرد)

سوال: بیمار یا ضعیف آدمی نے حج بدل زندگی میں کرایا؟

جواب: اگر کوئی ایسا بیمار یا ضعیف آدمی ہے جس نے اس عذر کی بنا پر اپنا حج بدل کسی اور سے اپنی زندگی میں کرایا۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ رب العزت نے صحت عطا فرمادی تو اب اس پر خود حج کرنا فرض ہے۔ پہلا جو حج اس نے کرایا وہ نفلی حج تصور ہوگا۔ اگر کسی نے ایسے عذر کی وجہ سے حج کرایا کہ اس کو عذر کے ختم ہونے کی امید نہیں ہے جیسے نابینا یا پاؤں سے معذور یا اور کوئی عذر ہو تو پھر اتفاق سے اس کا عذر ختم ہوگیا تو اس کا پہلا حج جو اس نے حج بدل کے طور پر کرایا تھا وہ کافی ہوجائے گا اس کو دوبارہ حج کرنے کی ضرورت نہیں۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حج بدل میت کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے کرانا؟

جواب: مرنے والے آدمی کی وراثت تقسیم کرنے سے پہلے حج بدل کرانا جائز نہیں ہے۔ البتہ جو وارث بالغ ہوں اور وہ اپنے حصہ میں سے حج بدل کروا سکتے ہیں۔ نابالغ وارثوں کے حصہ سے حج بدل نہیں کروا سکتے ان کا حصہ علیحدہ کر کے صرف بالغ وُرثا اپنے حصوں سے حج بدل کروائیں تو جائز ہوگا۔ اگر مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے حج بدل کروا دینا تو وصیت پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ اس صورت میں حج کے اخراجات نکال کر بقیہ جائیداد تقسیم ہوگی۔ (الدرالمختار ومع الرد)

سوال: حج بدل کون کرسکتا ہے؟

جواب: حج بدل کے لیے ایسے آدمی کو بھیجنا چاہیے جس نے پہلے اپنا حج کیا ہوا ہو۔ غریب ہو یا امیر ہو دونوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جس آدمی نے پہلے حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل کے لیے بھیجنا منع ہے نہ بھیجنا افضل ہے۔ بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ (فتاویٰ شامی)

جس شخص پر اپنا حج فرض ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنا حج کرے۔ کسی دوسرے آدمی کی طرف سے جانا مکروہ تحریمی ہے اگر ایسا آدمی حج بدل کے لیے چلا گیا تو اس کا اپنا حج جو اس پر فرض ہے وہ ادا نہ ہوگا۔ بلکہ یہ فرض اس پر باقی رہیگا۔ حج بدل کے لیے کسی عالمِ دین کو بھیجنا بہتر ہے۔ (المناسک ملا علی قاری)

سوال: کیا حج بدل 2 آدمیوں کی طرف سے کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ایک آدمی صرف ایک آدمی کی طرف سے ایک وقت میں حج بدل کر سکتا ہے دو کی طرف سے نہیں کرسکتا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حج بدل کی دو کونسی شرائط ہیں:

جواب: حج بدل کرانے والا اور حج بدل کرنے والا دونوں مسلمان ہوں، دونوں عاقل ہوں، دونوں بالغ ہوں۔ دیوانے اور پاگل مجنون نہ ہوں۔

حج بدل جس کی طرف سے کیا جا رہا ہے اس کے نام سے نیت، تلبیہ، طواف زیارت، وقوف، رمی، دم شکر ادا کرنا ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حج بدل میں نیت کس کی کرے؟

جواب: حج بدل میں حج کرانے والے کی طرف سے نیت کرے یہ لازم ہے۔ احرام کے وقت یوں کہے کہ میں فلاں مرد یا فلاں عورت کا نام لے کر حج یا عمرہ کی نیت کا احرام باندھتا ہوں اور پھر ان کا نام لے کر تلبیہ پڑھے کافی ہے۔ (البحر العمیق)

سوال: حجِ بدل صحیح ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب: حجِ بدل صحیح ہونے کی شرطیں یہ ہیں:

1۔ اجرت کی شرط نہ ہو۔ (الدر المختار مع رد المحتار)

2۔ حجِ بدل کرانے والے کے مال سے ہی حج کرایا جائے۔ زیادہ خرچہ بھیجنے والے کے مال سے ہو رہا ہو۔ اگر تھوڑا اپنے مال سے کرلیا تو جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک)

اگر حجِ بدل کرنے والا میت کی رقم یا جس کی طرف سے حج بدل کر رہا ہے اس کی رقم الگ رکھے تب تو امانت ہے اگر احتیاط کے باوجود وہ رقم ضائع یا

چوری ہوگئی تو ضامن نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنی رقم اور میت کی حج بدل کی رقم اکٹھی رکھی تو پھر ضامن ہوگا (رقم ضائع ہونے کی صورت میں) (غنیۃ الناسک)

3۔ اگر حجِ بدل کرنے والا رقم بچانے کے تمام طریقے اختیار کرتا ہے تو اس صورت میں وہ بچی ہوئی رقم واپس کر دینا اس کے لیے لازم ہوگا۔ اس لیے تمام رقم دورانِ حج جائز طریقوں سے خرچ کر سکتا ہے۔ (غنیۃ الناسک)

4۔ حجِ بدل زندہ یا جس میت کی طرف سے کیا جا رہا ہے وہ اس کے وطن سے کیا جائے گا۔ مکہ میں کسی طالب علم یا کسی دوسرے آدمی کے ذریعے نہیں کرایا جا سکتا کیونکہ زندہ آدمی یا مرنے والا آدمی جب بھی حج کرتا اپنے وطن سے ہی کرتا۔ (غنیۃ الناسک)

5۔ حجِ بدل کرنے والا جب احرام باندھے گا تو نیت اس شخص کی طرف سے نام لے کر کرے گا جس کا حجِ بدل کرنے جا رہا ہے۔ اگر اس کا نام بھول گیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ جس آدمی نے مجھے حجِ بدل پر بھیجا پس اس کی طرف سے احرام باندھ رہا ہوں۔ اسی کے نام سے تلبیہ پڑھے گا۔ (غنیۃ الناسک)

6۔ احرام میقات سے یا میقات سے پہلے باندھنا شرط ہوگا۔ بھیجنے والے کی اجازت کے بغیر عمرہ کا احرام نہ باندھے۔ حج تمتع بھی نہ کرے۔ ہاں اگر بھیجنے والا اجازت دے کہ جس طرح چاہو حج کرلو تو حج تمتع کرنا جائز ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

ضروری نوٹ: حجِ بدل کے لیے جو رقم دی جا رہی ہے اس کو بہت احتیاط سے خرچ کرے ورنہ شرعی طور پر مؤاخذہ یعنی پکڑ ہوگی۔ اور جو رقم اس سفر میں باقی بچے وہ واپس کر دینے کی ضرورت نہیں وہ معاف ہے۔ (غنیۃ الناسک)

سوال: حجِ بدل کا فائدہ کیا ہے۔

جواب: حجِ بدل کا فائدہ دنیا میں بھی ہوگا قبر میں بھی ہوگا اور حشر میں بھی ہوگا۔

دنیا میں یہ فائدہ ہوگا کہ حج بدل کرتے ہوئے بیت اللہ شریف اور روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یاد رکھیں یہ حاضری کی اجازت ہر آدمی کو نہیں ملتی۔ اور آخرت میں جو ثواب ملے گا اس کا علم قبر میں ہوجائے گا دوسروں کی طرف سے حج کرنے کا ثواب بعض اعتبار سے اپنے حج کے ثواب سے زیادہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ شامی)

اگر کوئی شخص حجِ بدل میں جانے میں کوئی فائدہ نہیں سمجھتا تو اس بدبخت انسان کو ہرگز نہ بھیجا جائے۔ (امدادالاحکام)

سوال: کیا حج بدل کرنے سے اپنا حج ہوجائے گا۔

جواب: ایک شخص پر حج فرض ہے۔ اس کو کوئی دوسرے شخص نے حج کی رقم دے دی یا حج کرایا، یا خرچہ کرنے والے نے کسی اور کی طرف سے حج بدل کرا دیا تو حج کرنے والے کا اپنا فرض حج ادا نہ ہوگا اس کو بعد میں حج کرنا ہوگا۔ (غنیۃ الناسک)

اگر خود حج کرنے والے کو ہی یہ رقم دی کہ تم اپنا حج جو تم پر فرض ہے کرلو تو پھر حج ہوجائے گا دوبارہ حج کی ضرورت نہیں۔

سوال: اگر حج بدل کرنے والا راستہ میں فوت ہوگیا تو۔

جواب: جو شخص حج بدل کے لیے جارہا ہے وہ اگر راستے میں فوت ہوجائے مکۃ المکرمہ میں نہ پہنچ سکے۔ تو حج بدل کے لیے بھیجنے والے کا حج ادا نہ ہوگا۔ اگر وہ بدستور حج کے قابل نہیں تو پھر کسی دوسرے شخص کو حج بدل کے لیے بھیجنا لازم

ہوگا۔(البحر الرائق)

سوال: حج بدل کرنے والا وقوف عرفہ کے بعد فوت ہوا تو۔

جواب: اگر میت کی طرف سے حج بدل کرنے والا وقوف عرفہ کے بعد فوت ہوگیا تو میت کی طرف سے حج اَدا ہوجائے گا۔(غنیۃ الناسک)

سوال: حج بدل کی رقم کسی اور مصرف میں دینا کیسا ہے۔

جواب: اگر کسی آدمی پر حج فرض ہے اور وہ کسی عذر کی وجہ سے حج پر نہیں جا سکتا تو وہ اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو حج بدل کرا دے۔اس روپے کو حج کے علاوہ کسی دوسرے مصرف میں لانا مثلاً مسجد، مدرسہ، ہسپتال یا کسی رفاعی ادارہ کو یہ رقم ہرگز نہیں دے سکتا۔(ارشاد الساری،غنیۃ الناسک)

سوال: حجِ بدل کی شراط کیا ہیں۔

جواب: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حجِ بدل کی 20 شرائط تحریر کی ہیں:

1۔جس کی طرف سے حج کیا جارہا ہے وہ مالدار اور صحت کی وجہ سے اس پر حج کا واجب ہونا۔

2۔جس کی طرف سے حجِ بدل کیا جارہا ہے وہ ہمیشہ کے لیے معذور ہو۔

3۔جس کی طرف سے حجِ بدل کر رہا ہے یعنی آمر (بھیجنے والا) اس کی طرف سے نیت کرنا۔

4۔حج بدل کرانے والے کی طرف سے اس کے حکم پر عمل کرنا۔

5۔حجِ بدل کرانے والے کے تمام اخراجات آمر (بھیجنے والا) کی طرف سے ہونا۔

6۔جس کو حجِ بدل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کو بذاتِ خود حج بدل کرنا۔وہ آگے کسی کو نہیں بھیج سکتا

7۔آمر کی طرف سے حکم کیے ہوئے حج کا تعین کرنا۔

8۔حجِ بدل کرنے والا حجِ بدل کی اُجرت کی شرط نہ رکھے۔

9۔آمر نے کسی خاص آدمی کا تعین کیا تو اسی متعین مامور کا حج کرے۔

10۔آمر کا حجِ بدل کرانے سے پہلے خود حج کرنے سے معذور و قاصر ہونا۔

11۔حجِ بدل کرنے والے کو سواری پر سوار ہو کر حجِ بدل کرنا۔

12۔آمر کے وطن سے حج کو جانا۔اگر اس کے ترکہ سے گنجائش ہو ورنہ جہاں سے ہو سکے وہاں سے حج کے لیے روانہ ہونا۔

13۔حجِ بدل کرنے والے کو میقات یا اس سے پہلے احرام کا باندھنا۔

14۔حجِ بدل کرنے والا آمر کے حج کو فاسد نہ کرے۔

15۔آمر کے حکم کے مطابق حج کرنا اس کی مخالفت نہ کرنا اور دی گئی ہدایات کے مطابق حج کرنا۔

16۔صرف ایک حج کا احرام باندھنا۔متعدد آدمیوں کی طرف سے حج کا احرام نہ باندھنا۔

17۔آمر اور مامور دونوں کا مسلمان ہونا۔

18۔عاقل ہونا، مجنون نہ ہونا۔

19۔مامور یعنی حجِ بدل کرنے والا ہوشیار اور باتمیز ہونا۔

20۔مامور کا اپنی ذاتی مصروفیات میں مشغول ہو کر قطعاً حج کو فوت نہ کرنا۔

(غنیۃ الناسک)

سوال: حجِ بدل کی وصیت۔

جواب: اگر کسی آدمی پر حج فرض ہے اور وہ کسی معذوری یا کسی معقول وجہ سے حج نہ کرسکا اور حج کی وصیت کرنے میں اولاد پر اطمینان نہیں کہ وہ وصیت پوری کریں گے وہ اپنی زندگی میں کسی دوسرے آدمی کو وصیت کر کے حج کی رقم دے تو جائز ہے اگر کوئی مالدار صاحب استطاعت آدمی جس پر حج فرض ہے اور وہ مر گیا تو پہلے اس کی ہی، کی ہوئی وصیت کے مطابق حج بدل کے لیے رقم علیحدہ کر لی جائے گی اور اس سے اولاد کے لیے حجِ بدل کرانا ضروری ہوگا ورنہ سب کے سب گنہگار رہوں گے۔ (الدر مع الرد)

ضروری ہدایات

سوال: دھوکے باز لوگوں سے بچیئے؟

جواب: ہر سال حج کے دنوں میں کچھ دھوکے باز لوگ حجاج کرام سے تعلقات بڑھاتے ہیں پھر ان کو پوری طرح اپنے اعتماد میں لے کر سستی اور بروقت قربانی کا جھانسہ دے کر ایک بڑی رقم قربانی کے جانوروں کے نام پر لے کر غائب ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان جیسے آدمیوں سے سو فیصد بچنے کی ضرورت ہے۔ قربانی کرنی کوئی مشکل عمل نہیں منیٰ میں اونٹ، بیل اور بکروں کی بالکل ساتھ ساتھ تین قربان گاہیں موجود ہیں۔ وہاں اپنی مرضی کا جانور لے کر آپ اپنے ہاتھ سے بھی قربانی کر سکتے ہیں وہاں موجود قصاب آپ کو چھری دیں گے اور بیس ریال کے عوض کھال وغیرہ بھی اتار دیتے ہیں۔

سوال: کیا حاجیوں کا استقبال کیا جا سکتا ہے۔

جواب: حاجیوں کے حج سے واپسی پر ان کا استقبال کرنا اور ان سے گھر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے ملاقات میں اپنے لیے دعا کرانا ان سے معانقہ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ثواب کا کام ہے۔ بلکہ احادیث میں ان سے دعا کروانے کا حکم ہے۔ گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا اب نوٹوں کے ہار بھی شروع ہو گئے ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ان کے استقبال میں نعرے لگانا۔ ان کے نام کے ساتھ بڑھا چڑھا کر القابات لگانا شرعی حدود سے تجاوز کرنا ہے اس سے حاجی کے دل میں ریاکاری، عُجب، تکبر، خود پسندی جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے حج کے ضائع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے ان چیزوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی حج کے سفر پر روانہ ہو تو ان کو روانہ کرنے کے لیے جاؤ۔ اور ان سے دعائے خیر کی دعا کراؤ۔ اور جب وہ حج سے واپس آجائے تو ان کو ملو، مصافحہ کرو، معانقہ کرو اور اس سے پہلے پہلے کہ وہ دنیاوی کاروبار میں لگ جائیں اور گناہوں میں مبتلا ہو جائے اُس سے دعا کی درخواست کرو بے شک اُسکے ہاتھوں میں برکت ہے۔ (البحر العمیق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی حاجی سے ملو تو اس کو سلام کرو، مصافحہ کرو اور اپنے لیے مغفرت کی دعا کراؤ اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجاج کے لیے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحُجَّاجِ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الْحُجَّاج

ترجمہ: ''اے اللہ حاجی کی مغفرت فرما اور اس آدمی کی بھی جس کے لیے یہ مغفرت کی دعا مانگے۔'' (البحرالعمیق)

سوال: حاجیوں کو تحفے تحائف دینا کیسا ہے۔

جواب: جب کوئی آدمی حج کے لیے جا رہا ہو تو رشتے دار، دوست و احباب تحفے تحائف، نقدی وغیرہ دیتے ہیں جاتے اور واپسی پر دعوتیں کرتے ہیں۔ اور جب حاجی صاحبان حج سے واپس آتے ہیں تو وہ بھی ان کو دعوت اور تحائف دینے والوں کو واپسی تحائف سے نوازتے ہیں یہ سب جائز ہیں اگر للّٰھیت کے جذبہ سے ہوں۔ اگر نام ونمود اور شرم کی وجہ سے دیئے تو اس کا کوئی اجر نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

سوال: حج سے واپسی پر لوگوں کی دعوت کرنا کیسا ہے۔

جواب: حج بیت اللہ اسلام کا عظیم الشان رکن اور بہت بڑی نعمت عظمیٰ ہے۔ حج کی ادائیگی کے بعد وطن پہنچنے پر لوگوں کی دعوت کرنا۔ احباب عزیز و اقارب کو اکٹھا کرنا شرعاً درست ہے۔ (صحیح بخاری)

بعض مرتبہ حاجی اپنی شان دکھانے کے لیے فخریہ طور پر لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اس دعوت میں لِلّٰھِیَّت بالکل نہیں ہوتی۔ بعض جگہ پر قرض لے کر یہ عمل کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جھوٹی شان دکھانے کے لیے سود پر رقم لے کر دعوت کی جاتی ہے یہ سب غلط ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (سنن ابی ماجہ، صحیح بخاری)

زیارات مقامات مقدسہ

جبل ابوقبیس کے دامن میں واقع سابقہ رہائش گاہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جبل ابوقبیس کے دامن میں محلہ قشاشہ میں سوق الیل نامی گلی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان واقع ہے جو شعب ابی طالب میں ہے یہ مکان آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ورثہ میں ملا تھا۔ بوقت ہجرت عقیل ابن ابی طالب نے یہ مکان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اپنے ملحقہ مکان میں شامل کر لیا جسے بعد ازاں محمد بن یوسف الثقفی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ 170 ہجری میں خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ الخیز ان نے یہ مکان محمد بن یوسف الثقفی سے خرید کر اسے مسجد میں تبدیل کر دیا جہاں نماز پڑھی جانے لگی۔ جبل ابوقبیس کے دامن میں موجود عمارت جس میں کافی عرصہ سے لائبریری بنادی گئی ہے بلکہ بعض روایات میں یہی جگہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

جنت المعلیٰ

یہ مکہ مکرمہ کا تاریخی قبرستان ہے۔ چھ ہزار جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مدفن ہے منیٰ کے راستے میں بیت اللہ شریف سے تقریباً ایک میل دور شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہ قبرستان مدینۃ المنورہ کے جنت البقیع کے علاوہ دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے۔ قبرستان کو اب دو احاطوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ درمیان میں پل اور اس پر سڑک ہے۔ پرانے حصے میں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آرام فرما ہیں۔ پہلے یہاں قبر پر گنبد تھا جو بعد میں منہدم کر دیا گیا۔ صحابہ کرام کے علاوہ تابعین

تبع تابعین اور بہت سے اولیائے کرام کی قبور ہیں جن میں حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر، حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب اور چچا ابو طالب، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت عبد اللہ بن عمر، فضیل بن عباس اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم کا مدفن بھی یہیں ہے ان کے علاوہ بے شمار تابعین، اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی آخری آرام گاہ ہے۔

سوال: غار حرا کا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب: حدود حرم مکۃ المکرمہ سے تقریباً ساڑھے تین میل فاصلہ پر جبل نور پہاڑ ہے۔ اہل عرب اس کو جبل نور اور عام حاجی غار حرا والا پہاڑ کہتے ہیں۔ اس کی چوٹی کے ساتھ ایک مخصوص جگہ کو غار حرا کہا جاتا ہے۔ نبوت کے اعلان سے پہلے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غار میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مخفی اسرار منکشف ہونے لگے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی کچھ بعینہٖ دن کو ہوتا دیکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معمول کے مطابق غار حرا میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے کہ جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور وحی نبوت کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (القرآن) یہ غار حرا ایک تاریخی اہمیت کی حامل اور زبردست یادگار جگہ ہے۔

سوال: غارِ ثور۔ جبل ثور کا تعارف کرائیں۔

جواب: حدود حرم میں واقع ایک پہاڑ جس کو جبل ثور کہتے ہیں یہ پہاڑ دنیا کے بلند ترین پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ 760 میٹر بلند ہے اس کے جنوب میں

تقریباً 4 کلومیٹر کے فاصلہ پر شہر مکہ ہے اور اب آبادی اس پہاڑ سے بھی آگے چلی گئی ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر غار ثور ہے جہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے وقت تین راتیں یہاں اللہ کے حکم کے تحت گزار کر پھر مدینۃ المنورہ کا سفر عظیم شروع فرمایا۔ اسی وجہ سے یہ پہاڑ مشہور ہے اور اسی پہاڑ کی غار میں اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ (القرآن پارہ نمبر 10)

جعرانہ

جعرانہ مکۃ المکرمہ سے 23 کلومیٹر پر واقع ہے جہاں شہدائے حنین کا قبرستان ہے جس میں ایک روایت کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آرام فرما ہیں یہاں مشہور مسجد جعرانہ موجود ہے۔ مسجد کے بالمقابل جگہ ایک مکان اور کنواں بھی ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کا محاصرہ ختم کر کے تشریف لائے اور کئی روز مال غنیمت تقسیم کرنے کی غرض سے قیام فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں کے مکینوں سے پیاس بجھانے کے لئے پانی طلب فرمایا تو انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کیا کہ ان کے اس کنویں کا پانی کڑوا اور کھاری ہے۔ جس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس کنویں میں ڈالا جس سے اس کنویں کا پانی شیریں ہو گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت سے احرام کی دو چادریں لا کر دیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن فرما کر یہاں سے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ ادا فرمایا تھا اسی مناسبت سے یہ جگہ بڑے عمرہ کے نام

سے موسوم ہے۔

میدان عرفات میں جبلِ رحمت کے دامن میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت آدم اور حضرت حوّا کی ملاقات بھی یہاں ہی ہوئی تھی۔

متفرق مسائل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! یوم بدر اور یوم عرفہ کے علاوہ شیطان کو زیادہ ذلیل وخوار ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ یہ اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہے کہ میری ساری زندگی کی محنت ضائع ہوگئی۔

سوال: حج کے بعد شیطان کیا کرتا ہے۔

جواب: حج کرنے کے بعد اللہ رب العزت کی طرف سے بخشش ومغفرت کی نوید حاجی کو مل جانے کے بعد اور شیطان کی ساری زندگی کی محنت ختم ہو جانے کے بعد شیطان از سر نو حاجی کو دوبارہ بربادی کی طرف دھکیلنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے کہ یہ بندہ کسی نہ کسی طریقہ پر جہنم میں جانے والا بن جائے۔ حاجی جب حج کر کے واپس آتا ہے تو اس کے دل میں اپنی بڑائی اور بزرگی کا خیال ڈالتا رہتا ہے تکبر اور ریاکاری کی وجہ سے اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ (البحر العمیق)

جس طرح حاجی حج کرنے سے پہلے اور دورانِ حج اللہ سے رو رو کر گناہ معاف کراتے ہیں اسی طرح ساری زندگی اللہ کے خوف اور اللہ سے ڈرنا اپنے اوپر لازم کر لیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کثرت سے

پڑھتا رہے۔(البحرالعمیق)

سوال: عورت کا کسی آدمی کو دینی بھائی کہہ کر حج یا عمرہ پر جانا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے بغیر شرعی محرم کے حج یا عمرہ کرنا سختی سے منع کیا گیا ہے اگر کسی عورت نے جھوٹ بول کر کسی مسلمان کو دینی بھائی قرار دے کر سفر کیا تو یہ ناجائز ہوگا۔ (بدائع الصنائع)

سوال: حج کے بعد کی زندگی کیسی ہو؟

جواب: ایک مرتبہ صحابہ کرام نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کا حج قبول ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج کرنے کے بعد اگر اعمالِ حج اس کی زندگی میں، اس کے جسم پر وارد ہو جائیں تو تم کہہ دو کہ اس کا حج قبول ہو گیا ہے۔ حج حقیقتِ حال کی ایک کسوٹی ہے کہ کس آدمی نے اللہ رب العزت کی دی ہوئی توفیق واستطاعت سے واقعی فائدہ اٹھایا ہے اور کس نے حج کے بعد حج کو ضائع کر دیا ہے۔(البحرالعمیق)

بندہ جب حج کر کے واپس آتا ہے تو اس کے زندگی گزارنے کے طور طریقے واضح کر دیتے ہیں کہ واقعی یہ شخص حج کر کے واپس آیا ہے اور جس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا حج مقبول ہوا ہے یا نہیں۔(البحرالعمیق)

سوال: کیا حج سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

جواب: حج کرنے کی وجہ سے جن گناہوں کی معافی کی بشارت حج کرنے پر دی گئی ہے حج کرنے کی وجہ سے ان کی باز پرس نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ معاف ہو چکے ہیں۔ اسی طرح حج کے بعد جو گناہ کرے گا ان کی معافی گزشتہ حج سے نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے حج کے بعد کوئی بدقسمتی سے گناہ کر لیا تو خلوص دل سے توبہ و

استغفار کرے اگر ان گناہوں سے توبہ نہ کی تو آخرت میں ان گناہوں کی باز پرس لازمی ہوگی۔ (شرح مسلم النووی)

سوال: کیا حج کرنے سے قضا نمازیں معاف ہوجاتی ہیں۔

جواب: بندے کے حج یا عمرہ کرنے کی وجہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ حج کرنے سے کسی آدمی کا قرضہ جو اس پر ہے وہ معاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو نمازیں آپ نے چھوڑ رکھی ہیں ان کی قضا آپ پر لازمی ہیں۔ وہ معاف نہیں ہوسکتیں حج کی وجہ سے کسی کی چھوڑی ہوئی نماز معاف نہیں ہوسکتی۔ وہ قرض ہے جو ہر صورت ادا کرنا ہوگا۔ (الدر مع الرد)

سوال: حج بیچنا یا خریدنا کیسا ہے۔

جواب: حج کی خرید وفروخت بالکل ممنوع ہے یہ ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ عبادت کا کاروبار نہیں ہوتا، نہ اس سے ثواب ملتا ہے اور نہ ہی فرض ادا ہوتا ہے اس لیے اگر کوئی حاجی اپنا حج فروخت کرنا چاہے تو کوئی بھی صاحب عقل شخص نہ خریدے ورنہ سارے پیسے ضائع ہوجائیں گے اور فائدہ بالکل نہ ہوگا۔ (البحر الرائق)

اگر کسی آدمی پر حج فرض ہے اور وہ معذور ہے اور خود جا بھی نہیں سکتا تو شریعت نے اس کا متبادل حج بدل رکھا ہے شرعی اصولوں کے مطابق اس پر عمل کرے۔ (الدر مختار)

سوال: حج کرنے کے بعد گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا۔

جواب: کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ اللہ رب العزت کے گھر سے

واپس آتے ہیں پھر از سر نو گناہوں کے کاموں میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ ان کی نمازیں چھوٹ جاتی ہیں۔ سودی نظام میں لین دین میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ جھوٹ بولنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، لوگوں کی غیبت کرتے ہیں، لوگوں کے حق مارتے اور کھاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور یوں وہ حاجی چھرا مشہور ہوجاتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ان لوگوں کا حج قبول نہیں ہوا۔

حج قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد اس کی زندگی میں انقلاب برپا ہوجائے اور اس کی زندگی کا رُخ نیکیوں کی طرف ہوجائے۔ وہ اپنے بُرے افعال سے گڑگڑا کر سچی توبہ کریں تو اللہ ضرور توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ حرام چیزوں سے مکمل پرہیز کرے۔ جب ایسے لوگ سچے دل سے توبہ کرتے ہیں تو اللہ توبہ قبول فرمالیتا ہے اللہ ہم سب کو معاف فرمائے۔ آمین

(مشکوۃ شریف)

سوال: احرام میں ہرنیہ۔

جواب: اگر کسی حاجی کو ہرنیہ کی تکلیف ہے۔ پیٹ کے کسی بھی جانب ہرنیہ کا اپریشن ہوا ہے جس کی وجہ لنگوٹ یا انڈرویئر پہننا لازمی ہے۔ تو ایسے لوگوں کو احرام کی حالت میں بغیر سلے لنگوٹ یا انڈرویئر، نیکر باندھنا چاہیے۔ اگر کسی نے سلے ہوئے انڈوویئر، نیکر استعمال کی تو اس پر دم واجب ہوجائے گا۔

(بدائع الصنائع)

سوال: بُدنہ کی صرف دو جنایت واجب ہیں۔

جواب: پورے ایک اونٹ یا پوری ایک گائے کی قربانی کو بُدنہ کہتے ہیں۔

اور یہ صرف دو جنایت کے علاوہ کسی اور جنایت میں واجب نہیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جنایت، حیض یا نفاس کی حالت میں طواف کرنا۔ دوسرا عرفہ کے بعد حلق یا قصر کرانے سے پہلے بیوی سے جماع کرنا۔ (ارشاد الساری، الدر مع الرد)

سوال: بُدنہ عمرے میں واجب نہیں ہوتا۔

جواب: عمرہ کے کسی واجب کو چھوڑ دینے سے بُدنہ یعنی پورا اونٹ یا پوری گائے واجب نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف واجب چھوڑنے پر دم یعنی بکرا واجب ہوتا ہے۔ دیگر ممنوعات کے ارتکاب میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔ (ارشاد الساری)

سوال: حج میں بے احتیاطیاں بیان کریں۔

جواب: مسلمانوں کے لیے حج بیت اللہ بے شمار برکتوں، مغفرتوں، بخششوں کا عظیم ذریعہ اور حیرت انگیز نعمتوں کا وسیلہ بھی ہے فی الوقت جدید سہولتوں کی وجہ سے پہلے زمانے کی مشکلات تقریباً ختم ہو گئی ہیں۔ اب بہت زیادہ آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن پہلے کی بنسبت اب لاکھوں روپے زائد خرچ ہوتے ہیں۔ ہوائی جہازوں، بحری جہازوں، بسوں اور ریل کے ذریعے مہینوں کا سفر چند گھنٹوں پر آ گیا ہے۔ پہلے زمانے کے راستے کچے اب سڑکیں۔ پہلے اونٹ، خچر، گدھے، پیدل، اب ہوائی جہاز، بسیں، ریل گاڑیاں۔ پہلے فاصلے زیادہ اب راستے سمٹ گئے ہیں۔ پہاڑوں کو کاٹ کر جدید ترین سرنگیں بن گئی ہیں، پہلے کھانے پینے کی چیزیں ناپید ہوتیں اب جگہ جگہ بڑے بڑے کنٹینر سینکڑوں کی تعداد میں کھانے پینے کی اشیاء ایّام حج میں مفت تقسیم کر رہے ہوتے ہیں۔ پہلے لوگ حج کے لیے بیت اللہ کی زیارت کے

لیے بخشش ومغفرت اور رحمتوں کو لوٹنے کے لیے جاتے۔ اب اِلّا ماشاءاللہ سیر و تفریح کے لیے۔ پہلے لوگ حرم شریف کے تقدس کے پیش نظر ہمہ وقت سہمے رہتے کہ کہیں بیت اللہ شریف کے آداب کی خلاف ورزی نہ ہو جائے اب ڈھٹائی کے ساتھ سینہ تان کر حرم شریف میں آنا۔ طواف میں خشوع وخضوع کی بجائے بھاگ دوڑ، دھکے دینا دورانِ طواف بیت اللہ کو بار بار دیکھنا جو دورانِ طواف سوائے استلام کے ممنوع ہے۔ عورتوں کا بے حجاب مردوں میں گھس جانا، دھکے دینا، دھکے کھانا اس کو تکنیک سمجھنا، عورتوں کو سینہ تان کر خصوصاً پاکستان کی عورتوں کا چلنا۔ پاکستانی عورتوں کا پردہ سے آزاد ہونا اور ان کے ساتھ ان کے محرم وغیرہ میں غیرت نام کی کسی چیز کا نہ ہونا۔ مسجد الحرام کے اندر اور باہر ٹولیاں بنا کر دنیا کے معاملات میں اپنے دنیاوی تجربات پر گفتگو کرنا۔ لوگوں کی غیبت کرنا خصوصی طور پر حرم شریف کے بیرونی صحن میں مغرب عشاء کے دوران جھنڈ کے جھنڈ کا بیٹھ کر وقت کا ضیاع اور غیبت اور کہانیاں قصوں کی بھرمار دیکھ کر حیرانگی ہوتی ہے کہ یہ حجاج کرام جن کو اعمال حج یا اعمال عمرہ بیت اللہ شریف کے احترام وادب کا کوئی پاس نہیں۔ کوئی پتہ نہیں، کوئی علم نہیں۔ نہ ان لوگوں نے پاکستان سے چلتے ہوئے حج کے مسائل سیکھے اور نہ پوچھے۔ نہ حج کے تربیتی پروگراموں میں شرکت کی۔ اُن کے علم میں یہ نہیں ہے کہ جس بیت اللہ کی زیارت کے لیے ہم گھر بار، عزیز واقارب، اہل وعیال چھوڑ کر آئے ہیں اس کا کتنا ادب ہے۔ یہاں پر تو سانسوں پر بھی پابندی ہے اور ہم قہقہے مار مار کر ہنس رہے ہوتے ہیں جیسے کسی شادی پر آئے ہیں جیسے کسی میلے پر

آئے ہوئے ہیں۔ کسی کو کوئی ادب نہیں کوئی احترام نہیں۔ اگر کوئی ان کو سمجھانے کی کوشش کرے تو کہتے ہیں جی ہم سب جانتے ہیں۔ کیا یہ خاک جانتے کہ حرم پاک میں نماز کے علاوہ لیٹ کر وقت گزار رہے ہیں، یا گپیں ہانک کر وقت ضائع کر رہے ہیں یا باہر لائنوں میں لگ کر فی سبیل اللہ تقسیم وصول کر رہے ہوتے ہیں۔ اکثر حرم شریف میں آنے کی بھی زحمت نہیں کرتے جہاں رہائش ہے قریبی مسجد میں نماز پڑھ لی اور پھر اے سی چلا کر سو گئے یا سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہے ہوتے ہیں۔

ان کو نہیں معلوم کہ کعبۃ اللہ و مکۃ المکرمہ کتنا محترم اور مقدس گھر ہے، اس کی حرمت کیا ہے یہی تو وہ شہر عظیم ہے جس کی رب تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں۔ جب بندہ اس شہر میں پہنچ جاتا ہے تو اللہ خالق و مالک فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ جلدی سے جاؤ میرے مہمان آئے ہیں ان کے پیروں کے تلے پر بچھاؤ۔ یہ میرے اللہ کی عطا ہے کہ جب نظر بیت اللہ پر پڑتی ہے تو جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے اسی مقدس گھر میں حجر اسود جنت کا پتھر موجود ہے جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار چوما تھا صحابہ کرام نے چوما تھا اس کا استلام بار بار کیا تھا۔ اے اللہ کے بندے اب جب تجھے اللہ نے یہ موقع دیا ہے تو تجھے اس کی عظمت کا ہی علم نہیں ہے کہ تو بوسہ کیوں دے رہا ہے تو استلام کیوں کر رہا۔ اے کاش تجھے اس کی عظمت کا علم ہوتا تو یونہی خانہ پُری کر کے یہاں سے نہ گزرتا یہی تو وہ پتھر ہے جس کو قیامت سے پہلے اٹھا لیا جائے گا اور قیامت کے دن اس حجرِ اَسود کو دو آنکھیں اور ایک زبان عطا کی جائے گی اور جس جس

آدمی نے بھی پورے ایمان، یقین اور محبت کے ساتھ اس کو چوما یا استلام کیا ہو گا۔ یہ اسکو اٹھا کر جنت میں لے جائے گا۔

یہی وہ رکن یمانی ہے جس کے پاس فرشتوں کا ہجوم رہتا ہے جو پورے احترام اور یقین سے طواف کرتے ہیں ان کے لیے فرشتے مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں ہی ملتزم ہے جہاں کھڑے ہو کر جو اللہ سے مانگا جائے عطا ہوتا ہے۔ اسی بیت اللہ میں میزاب رحمت ہے جس کے نیچے کھڑے ہو کر جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ حطیم شریف بھی بیت اللہ کے ساتھ بلکہ بیت اللہ شریف کا اندر کا حصہ ہے جو بندہ اس میں داخل ہو گیا وہ حقیقت میں بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہو گیا۔

مقام ابراہیم بھی یہاں ہی ہے جو ایک مقدس جنت کا پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کی تھی۔ یہاں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اللہ نے اسی مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جگہ پر نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔

میرے محترم حجاج کرام اس مقدس جگہ کا ذرہ ذرہ مقدس و مطہر ہے اور مستجاب الدعاء ہے بدقسمتی سے آپ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

اکثر و بیشتر حجاج کرام حج کے مسائل و احکام اور طریقہ سے بے خبر ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حج کے دوران جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے وہ مستقل طور پر کر رہے ہوتے ہیں۔ اور گناہوں سے بچنے کی بالکل کوشش نہیں کرتے وقت پر نمازوں میں کوتاہی کرتے ہیں۔ مرد حضرات حرم شریف میں

جماعت کی پابندی نہیں کرتے۔ حالانکہ ایک فرض نماز حج سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ (البحر العمیق)

اگر شرعی عذر کے بغیر ایک نماز بھی قضا کرے تو حج کے قبول ہونے میں توقع رکھنا مشکل ہے۔ (ارشاد الساری)

بسا اوقات حجاج کرام بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے نماز کی انتظار کے دوران فضولیات اور غیبت میں مصروف ہوتے ہیں۔ حالانکہ زندگی کے ان عظیم لمحات کو حرم شریف میں پہنچ کر عبادت میں گزارنے کی از حد کوشش کرنا ضروری ہے۔ آپ جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اعمال حج ادا کریں گے تو ایسا ہی ہوگا جیسے کہ فرمایا کہ حاجی حج کے بعد گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

وہاں یہ دیکھا گیا کہ بعض حاجی مستحبات اور آداب کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں لیکن فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں بعض حاجیوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ میلہ یا تماشہ کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں یا آرام کے لیے آئے ہیں۔ یا سڑکوں پر ہی نماز پڑھ کر واپس ہوٹل میں چلے جاتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں عورتوں پر پردہ ہر حال میں فرض ہے۔ (البحر العمیق)

مگر حرم شریف میں پہنچ کر اکثر عورتیں بلکہ بہت ساری برقع پوش عورتیں بھی برقع اتار پھینک دیتی ہیں اور بے حجاب حرم شریف میں آتی ہیں اس طرح وہ کبیرہ گناہ کی مرتکب ہوتی ہیں۔ یہ عورتیں نہ صرف بے حجاب ہوتی ہیں بلکہ

بعض دفعہ نیم عریاں لباس پہن کر حرم شریف میں طواف کرتی ہیں اور اس دوران ان کے شوہر ان کو بالکل روکتے بھی نہیں ہیں اور نہ ہی روکنے کی کوئی تدبیر اختیار کرتے ہیں یہ عورتیں بلاخوف وخطر غیر مردوں میں گھس جاتی ہیں ان کے جسم غیر مردوں کے جسموں سے مس کرتے ہیں جو کہ سراسر حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔

سوال: باریک دوپٹہ اوڑھ کر حرم میں آنا۔

جواب: عورتوں کے لیے باریک لباس جس میں جسم کے نمایاں حصے نظر آئیں یا باریک دوپٹہ جس میں سر کے بال نظر آتے ہوں پہن کر حرم میں آنا حرام ہے۔ (موطاامام مالک)

اور پھر باریک لباس، تنگ لباس پہن کر حرم شریف میں آنے سے گناہ عظیم ہوگا عورت کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ حرم شریف میں اپنے جسم کی نمائش کرے۔ (شرح احیاء العلوم)

ایسا حج جس میں شروع سے آخر تک ناجائز اور کبیرہ گناہوں سے احتراز نہیں کیا جاتا وہ حج کیسے قبول ہوگا۔ جب کہ ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج کا بدلہ جنت ہے لیکن یہ حج کیسے مقبول ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج مقبول وہ ہے جس میں کوئی بے حیائی کا کام نہ ہو کوئی گناہ سرزد نہ ہو یہ تب قبول ہوگا۔ (البحر العمیق)

ایشیاء کی بعض عورتیں مصر، شام وغیرہ کی بعض عورتوں کو دیکھ کر کہ وہ بے پردہ ہیں۔ یہ خود بھی پردہ اٹھا کر حرم میں آتی ہیں اور حرم پاک میں ایسے پھرتی

ہیں جیسے اپنے گھروں میں اپنے مردوں میں پھر رہی ہوں۔

مصر وغیرہ کی عورتیں چہرہ ڈھک کر نہیں آتیں۔لیکن وہ ایک خاص سنجیدگی اور وقار کے ساتھ آتی ہیں۔ان کا لباس بھی سر سے پاؤں تک باحجاب ہوتا ہے پاؤں میں موزے اور ہاتھوں میں دستانے ہوتے ہیں، ان کے مقابلہ میں ہماری عورتوں کا لباس انتہائی بے حیائی کا ہوتا ہے۔ان کے لباس میں تمام نسوانی اعضا نمایاں ہوتے ہیں بے حجاب سینہ تان کر چلتی ہیں۔اس وجہ سے یہ خواتین اس مقدس مقام پر گناہ اور معصیت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔اور ان کے ساتھ ان کے والدین/شوہر بھی گنہگار ہوتے ہیں۔اس لیے کہ وہ ان کو روکتے اور ٹوکتے نہیں ان کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے اس لیے یہ کھلی بے حیائی اور بغیرتی ہے۔(غنیۃ الناسک)

اور دوسری بات یہ ہے کہ سعودی حکومت نے عورتوں کے لیے مخصوص دروازے مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ ان دروازوں سے آنا جانا نہیں کرتیں اور مردوں کے دروازوں سے مکس اپ ہو کر دھکم پیل سے گزرنا پہلوانی سمجھتیں ہیں۔خود بھی دھکے دے کر خوش ہوتی ہیں۔اس لیے مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ تمام عورتیں باپردہ حرم شریف میں آئیں۔عورتوں والے مخصوص حصہ میں نماز ادا کریں اور طواف میں مردوں میں گھسنے کی بجائے مردوں سے ہٹ کر طواف کریں اور اپنے اللہ کو خوش کریں اپنی آخرت سنواریں۔

سوال: بانڈ کی رقم سے حج کرنا کیسا ہے۔

جواب: اگر کسی کا پرائز بانڈ نکلا اور وہ اس رقم سے حج کرنے چلا گیا تو اس کا حج

قابل قبول ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ یہ خالص سود کی رقم ہے سود کی رقم لینے، دینے، لکھنے، درمیان میں معاملہ طے کرانے والے تمام لوگ جہنمی ہیں۔ (فتاویٰ شامی)

سوال: حج کرنے کے بعد ہر حاجی، حاجن غور کرے کہ۔

جواب: ہر مرد، عورت کو حج کرنے کے بعد جب وہ واپس اپنے وطن آئے تو اس کو حج کے بعد کی زندگی پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کیسے گزار رہا ہے۔ حج کے بعد والی زندگی اس کی نئی زندگی ہے اس نئی زندگی میں آپ نے کیا کمایا اور کیا کھویا۔ آپ کے جذبات میں اچھائی، اصلاح، خلوص اور محبت میں حج کے بعد اضافہ ہوا ہے یا کمی واقع ہوئی ہے۔ اس معاملے میں حاجی کو اپنا احتساب خود کرنا چاہیے کیا حج کرنے کے بعد آپ کے اعمال صالحہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے یا آپ حاجی چھُرا مشہور ہوئے ہیں۔ حج کے بعد آپ خود ایک ترازو بن گئے ہیں اس لیے آپ خود فیصلہ کریں۔

حج سے پہلے کے گناہوں کی گٹھڑیاں تو اب شیطانوں کے حوالے کر کے پاک و صاف ہو کر آ گئے ہیں اب کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ نئی گناہوں، اور معصیتوں اور حقوق العباد کی گٹھڑیاں تیار کر کے کہیں قبر میں نہ لے جائیں۔ ذرا سوچیں! اپنی زندگی کی مُہار شیطان کی بجائے رحمان کے سپرد کریں کامیابی اسی میں ہے۔ (غنیۃ الناسک، ارشاد الساری)

سوال: اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھنا کیسا ہے۔

جواب: حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اپنے نام سے پہلے حاجی کا لقب لگایا جاتا ہے اور یہ عام ہے حاجی کا لقب لگانا حاجی پر شیطان کا پہلا حملہ

ہے یہ ریا کاری ہے۔آپ نے حج کیا تو اللہ رب العزت کی رضا اور اپنے اوپر ایک فرض تھا جو پورا کیا نہ کہ لوگوں سے حاجی کہلوانے کے لیے اس لیے خود اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھنا غلط ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح)

- کیا آپ نے کبھی اپنے نام کے ساتھ نمازی بھی لکھا ہے۔
- کیا آپ نے اپنے نام کے ساتھ زکوٰتی بھی لکھا ہے۔

اللہ جلّ شانہٗ ہمیں اپنی رضا والی زندگی نصیب فرمائے اور اپنی یادوں اور محبتوں کا سرمایہ عطا فرمائے۔آمین

سوال:عورتیں سر کے اوپر احرام پر مسح کرتیں ہیں۔

جواب:عورتیں حالت احرام میں دوران وضو سر پر باندھے ہوئے کپڑے کے اوپر سے مسح کرتیں ہیں یہ ناجائز ہے۔سر پر احرام کی حالت میں جو کپڑا باندھا جاتا ہے وہ احرام نہیں ہے بلکہ سر کے بالوں کو بکھرنے سے بچانے کے لئے باندھا جاتا ہے۔سر کے بالوں کا مسح فرض ہے اس لئے کپڑا سر سے ہٹا کر مسح کرنا ضروری ہے ورنہ نماز،طواف وغیرہ کوئی عمل درست نہ ہوگا۔(الہدایہ، الدرمع الرد)

سوال:احرام باندھ لینے کے بعد مرد سر کو کیا کھلا رکھے۔

جواب:تمام مرد حالت احرام میں ہمہ وقت اپنے سر کو ننگا رکھیں گے نمازیں بھی ننگے سر پڑھنی ہیں جب تک حج یا عمرہ کا احرام کے تمام ارکان مکمل کر کے حلق نہ کروالیا جائے اس وقت تک ننگے سر ہی رہنا ہوگا۔(التارتارخانیہ)

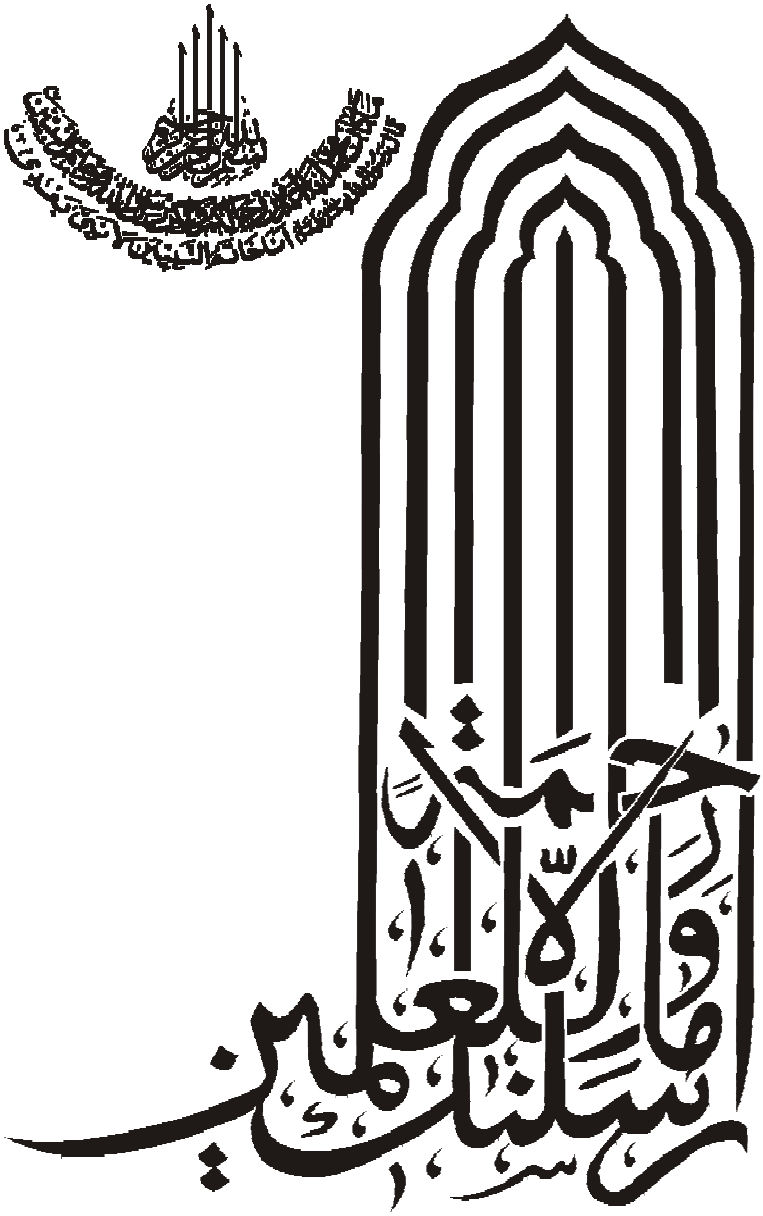
رحمۃ للعالمین

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ

اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرمادے

فضائل

المدینۃ المنورہ

تحقیق وتالیف

قاری محمد کرم داد اعوان

ناظم: دارالفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ) گلشن حیات پارک
شاہدرہ موڑ لاہور۔ 0333-4856902

سلامِ عقیدت

زہے مقدر حضورِ حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں اَدب کا اعلیٰ مقام آیا
دعا جو نکلی تھی دل سے اک دن پلٹ کے مقبول ہو کے آئی
وہ جذبہ جس میں تڑپ تھی سچی وہ جذبہ آخر کو کام آیا
یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے اُلفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی اِحترام آیا
فضا میں لبیک کی صدائیں زفرش تا عرش گونجتی ہیں
ہر ایک قربان ہو رہا ہے زبان پہ یہ کس کا نام آیا
خدا ترا حافظ ونگہبان او راہِ بطحا کے اچھے راہی
نوید صد انبساط بن کر پیام دارالسلام آیا
یہ راہِ حق ہے سنبھل کے چلنا یہاں ہے منزل قدم قدم پر
پہنچنا در پر تو کہنا آقا، سلام لیجئے غلام آیا
یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں میں
بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا
زہے مقدر حضورِ حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں اَدب کا اَعلیٰ مقام آیا

(شاعر حرم یوسف قدیری مرحوم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مدینہ طیبہ

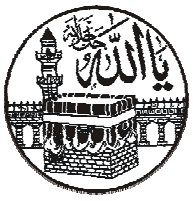

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نَفَس گُم کردہ می آید، جنیدؒ و با یزیدؒ ایں جا

لے سانس بھی آہستہ! یہ دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

خطرہ ہے بہت سخت یہاں بے ادبی کا

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مدینہ طیبہ کی حاضری مسلمانوں کے لئے عظیم نعمت ہے

مدینہ باسکینہ جسے ہادی سُبل، ختم رُسل، مولائے کُل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دارالہجرت مسکن اور استراحت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو کہ منبعِ فیوض و برکات۔ مرکزِ کمالات، سرچشمہ انوار و تجلیات اور فقید المثال فتوحات کی مبداء بھی ہے۔

اس خاکِ پاک کے تابناک ذرّات کو اس اعزاز پر بجا طور پر ناز ہے کہ فخرِ کون و مکاں سلطان زمین و زماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجودِ باوجود انہی سے معرضِ وجود میں آیا اور اسی خاک کو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوہرِ عنصر شریف کا صدف بننے کا شرف نصیب ہوا۔

اس شہرِ خوباں کے تذکرہ سے ایمان میں تازگی، روح کی فرحت و سرمستی

اور قلب کو سرُور و روشادمانی نصیب ہوتی ہے۔ آیئے دیارِ یار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منقبت وفضیلت کے ایمان افروز ذکر سے کیف وسرُور حاصل کریں۔ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلبِ اَطہر اس دیس کی محبت سے لبریز تھا۔ جس کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال واقوال سے ہوتا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کریمہ کے درودیوار نظر نواز ہوتے ہی بے تابانہ طور پر سواری کو خوب تیز کرتے، تاکہ فراق کی جاں گداز گھڑیاں ختم ہوکر وصل کی روح پرور ساعت جلد نصیب ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اَطہر میں اس ارض مقدس کی گردوغبار اور ریگ زاروں کے ادب واحترام کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پُرضیا پر لگ جاتے تو انہیں صاف نہیں فرماتے تھے۔

اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی فرد چہرہ یا سر گردوغبار سے چھپاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرنے سے منع فرماتے اور یہ ایمان افروز خوشخبری سناتے کہ اُس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مدینہ منورہ زادھااللہ تنویرًا کی خاک میں ہر بیماری کی شفا ہے۔ حتیٰ کہ کوڑھ اور برص جیسے موذی اور لاعلاج امراض کے لئے بھی باعثِ شفا ہے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً۔ ہم انہیں دنیا میں عمدہ ٹھکانہ ضرور عطا

کریں گے۔

اس فرمانِ باری تعالیٰ میں جس عمدہ ٹھکانے کا وعدہ ہے اس سے مراد مدینہ باسکینہ ہے۔ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد پاک ہے۔ اے اللہ بے شک تو نے مجھے میرے محبوب شہر مکہ سے ہجرت کا حکم دیا سو مجھے اپنے پسندیدہ شہر میں سکونت نصیب فرمادے۔

دربارِ صمدیت میں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دستِ بدعا ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ۔ اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرما۔ جس طرح ہمیں مکہ محبوب تھا۔ یا اس سے بھی مدینہ کی محبت زیادہ عطا فرما۔

حضور انور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اُمِرْتُ بِقَرْیَۃٍ تَاْکُلُ الْقُرٰی یَقُوْلُوْنَ یَثْرِبُ وَھِیَ الْمَدِیْنَۃ۔ مجھے اس شہر کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ملا جو شہروں کو کھا جانے والا ہے، لوگ اسے یثرب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ مدینہ ہے۔

امام نووی المتوفی 676ھ 1277 فرماتے ہیں۔ مدینہ شریف کی تعریف میں، تَاْکُلُ الْقُرٰی کہنے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں۔ اول یہ شہر اسلامی لشکر کا مرکز ہے اور اسی مرکز سے تمام ممالک فتح کئے جائیں گے، نیز اموالِ غنیمت اسی میں جمع ہوں گے یا اس شہر کے باشندے تمام شہروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔

ایک روایت میں ہے اَلْمَدِیْنَۃُ مُعَلَّقَۃٌ بِالْجَنَّۃِ۔ مدینہ منورہ جنت میں

آویزں ہے یعنی جنت میں داخل ہے۔

بارگاہ رسالت میں حاضری

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ ایسی بھٹی کی مانند ہے جو خبیث کو نکال دیتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے رہنے والوں کو بشارت دی ہے کہ یہاں رہتے ہوئے موسمی سختیاں آئیں اور ان پر صبر کیا تو ان لوگوں کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

تمام کاموں کا مدار تعلیمات اسلامی کے مطابق نیتوں پر موقوف ہے بارگاہ رسالت میں حاضری کا جو مقصود مطلوب ہے وہ اسی وقت بتمام وکمال حاصل ہوگا جب اس کا قصد کیا جائے گا۔ اس لیے بہت ضروری ہے کہ یہ سفر شروع کرنے سے پہلے اپنی نیت کا جائزہ لے۔ اپنی نیت کو خالص کرتے ہوئے مقصود اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو بنانا چاہیے اور مسجد نبوی شریف اور جہاں جہاں آپ نے رکوع وسجود کیے اس سارے مکان کی زینت اسی مکین سے ہے۔۔ کعبۃ اللہ ایک پتھر کی عمارت ہے اگر اس پر تجلیات ربانی کا نزول نہ ہو۔ بلاتمثیل یہاں مدینہ منورہ کی بھی ساری تصویریں اسی مکین حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور گنبدِ خضریٰ کے سراج منیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے وجود باسعود سے ہیں چنانچہ فقہا کا دوٹوک فیصلہ یہ ہے۔

وَزِيَارَةُ قَبْرِ الشَّرِيْفِ مَنْدُوْبَةٌ قِيْلَ النَّهَارِ وَاجِبَةٌ وَلَيْنُوْمَعَ زِيَارَةِ مَسْجِدِ الشَّرِيْفِ۔ (درمختار)

یعنی روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مستحب ہے بعض علماء کے نزدیک

واجب کا درجہ رکھتی ہے روضہ مبارک کی نیت کی جائے تو ساتھ ساتھ آپؐ کی مسجد شریف کی بھی نیت کرلی جائے۔

سُوئے خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحیۃ المسجد کے دوگانے کے بعد روضہ مبارک کی طرف صلوۃ وسلام پڑھتا ہوا چلے لیکن خیال رکھے کہ ماں، باپ، استاد، بزرگ، مُرشد، حاکم اور بادشاہ وغیرہ کے جو دُنیاوی مرتبے اور ادب کے رشتے ہیں ان کا ہم کیسا لحاظ رکھتے ہیں۔ مثلاً بادشاہوں کا طمطراق جاہ وجلال، ہیبت واہتمام اور پروٹوکول کے غیر معمولی قواعد وضوابط کو دیکھ کر ہر آدمی مبہوت ہوجاتا ہے اور کمال احتیاط سے اپنی ایک ایک حس وحرکت پر کڑی نظر رکھتا ہے۔ اسی طرح تھوڑی سی دیر کیلئے یہ خیال کرلینا چاہیے کہ اس وقت جس بارگاہ جلیل میں حاضری نصیب ہو رہی ہے اُن کے مراتب عالیہ کا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے۔

نسیمِ جانبِ بطحا گزر کن	ز احوالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را خبر کن
وہ دانائے سبل، ختم رُسل، مولائے کل جس نے	غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہِ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر	وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

اور بقول شیخ سعدیؒ

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَاسَيِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَايُمْكِنُ الثَّنَآءُ كَمَاكَانَ حَقَّهٗ
بَعْد اَز خُدَا بَزُرگ تُوئی قِصَّه مُخْتَصَرْ

روزِ اَلَسْت جس کی وفاداری کا عہد ارواحِ انبیاء سے لیا گیا ہو جس کی آمد آمد کی خبریں ہر نبی نے اپنے عہد کے انسانوں کو تواتر سے دی ہوں۔ جن کی قدسیت کے چرچے تمام آسمانی کتابوں میں کیے گئے ہوں جن کو افضل المخلوقات میں افضل ترین ہستی ٹھہرایا گیا ہو۔

بروز محشر جب کہ اُس دن کی ہولناکیوں سے سارے انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے۔ خبر میں ہے کہ اس روز وہی لولاک کا ستارہ اُٹھے گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے گا جو اس کائنات میں اس سے پہلے کسی نے بیان نہ کی ہوگی۔ لوآءِ حمد اس دن اُسی کے ہاتھ میں ہوگا۔ مقام محمود جو اللہ تعالیٰ نے اُنہی کیلئے مقرر کر رکھا ہے جو اس کی کائنات میں عظیم ترین منصب ہے۔ اور اس دن سارے زمانوں کے لوگ موجود ہوں گے۔

اسی ستودہ صفات کو عطا فرمایا جائے گا اور پھر اُسی محبوب کی شفاعت کو قبول فرمایا جائے گا۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ذی مرتبہ نہ اس دُنیا میں ہوسکتا ہے اور نہ ہی عالم آخرت میں لہٰذا جب حاضری کی عظیم سعادت ایسی عالی منزلت ہستی کے دربار ذی وقار میں ہو رہی ہو تو بلا تمثیل اہتمام بھی اسی شان کا ہونا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے آداب کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ذات باری تعالیٰ نے خود ہی رہنمائی فرما دی۔ فرمایا **لَا تَرْفَعُوْا**

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والو اس بات کا لحاظ رکھنا کہ تمہاری آواز بھی میرے نبی کی آواز سے نہ بڑھنے پائے۔ دانستہ ہی نہیں نادانستہ بھی تم سے ایسا ہولناک جرم سرزد ہو گیا تو سنو نہ فردِ جرم عائد ہوگی اور نہ ہی مقدمہ چلے گا نہ وکالت ہوگی اور نہ ہی سفارش نہ صفائی کا موقع ملے گا اور نہ ہی یک طرفہ فیصلہ کے خلاف اپیل سنی جائے گی۔ بس ادھر یہ جرم سرزد ہوا۔ اُدھر سزا کا فیصلہ سنا دیا جائے گا اور وہ فیصلہ یہ ہوگا۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الحجرات)

یعنی اس گستاخی اور بے ادبی کو تم کوئی معمولی سی غلطی نہ سمجھ بیٹھنا ہمارے نزدیک تمہارا یہ جرم اتنا بڑا ہے کہ اس کے آگے تمہاری بڑی سے بڑی نیکی بلکہ تمہاری زندگی کے سارے کے سارے نیک اعمال پر پانی پھیر دیا جائے گا اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔

ادب گاہ ہست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزیدؒ ایں جا

غور کریں کہ کس قدر نازک مقام ہے یہاں محبوب کائنات کے روبرو حاضر ہوتے ہوئے کس قدر احتیاط اور ادب کی ضرورت ہے۔

یہاں پہنچ کر ادب کی انتہا کر دینی چاہیے۔ اتباع۔ غلامانہ۔ سرشاری اور مُحبانہ فداکاری آخری حد کو چھو رہی ہو۔ کِبار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں یوں بیٹھے نظر آتے تھے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ جنہیں بے حس سمجھ کر چڑیاں ان کے سروں پر بیٹھ جاتی تھیں یہ وہ لوگ

تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رسالت کے شاہد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نازک مقام سے آگاہ تھے۔

آدابِ زیارت مدینہ

حضرت سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام پیش کرتے ہیں آپ کو ان کا علم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں مجھے علم ہوتا ہے اور میں ہر ایک کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (الاتحاف)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مناسک میں دو شعر لکھے:

اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمِ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے سفارشی ہیں کہ جن کی سفارش کے ہم اُمیدوار ہیں جس وقت پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَاحِبَانِ لَا اَنْسَاھُمَا اَبَدًا مِنِّیْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَا جَرَ الْقَلَمِ

ترجمہ: آپ کے تو دو ساتھیوں کو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا۔ میری طرف سے آپ سب پر سلام ہوتا رہے جب تک دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے (یعنی قیامت تک)۔

شیخ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فتح القدیر میں لکھا کہ اس عبد ضعیف کے نزدیک نیت کو خالص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے خاص کرنا چاہیے کہ اس میں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِکرام کی زیادتی بھی

ہے اور اس حدیث پر عمل بھی ہے کہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور کام نہ ہو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ فرائض اور ضروریاتِ معاش سے جتنا وقت بچے وہ سب درود شریف پڑھنے میں خرچ کرے۔ جتنی توجہ تام ہوگی اُتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا۔

پہلے زمانہ میں گھوڑے اور اونٹوں کی سواریاں ہوتی تھیں لوگ بئر علی سے پیدل چلنے لگتے تھے جو 6 میل سے زیادہ کا راستہ ہے۔ اُمراء اور بادشاہ کہتے تھے کہ حق یہ ہے کہ پاؤں کی بجائے ہم سر کے بل چلتے۔ اور جب مدینہ طیبہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں تو یہ دعا پڑھو۔ اَے اللہ! یہ تیرے محبوب نبی کا حرم آ گیا ہے تو اسے میرے لئے آگ سے بچنے کا اور عذاب سے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنا دے۔

اور جب روضہء رسول نظر آئے تو اُس کی عظمت و ہیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علُوّ شان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس روضہء اَنور میں وہ ذاتِ اَقدس موجود ہے جو ساری مخلوقات سے اَفضل ہے۔ انبیاء کے سردار ہیں فرشتوں سے اَفضل ہیں قبرِ اَنور کی جگہ سب جگہوں سے بہتر اور اَفضل ہے جو حصہ زمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے لگا ہوا ہے وہ کعبہ شریف سے بھی اَفضل۔ عرش سے بھی اَفضل کرسی سے بھی افضل حتّٰی کہ زمین و آسمان کی ہر جگہ سے اَفضل (لباب)

2 رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بعد قبرِ اَنور کی طرف چلے اس حال میں کہ دل کو تمام کدورتوں اور آلائشوں سے پاک رکھے۔ ہمہ تن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس کی طرف پوری توجہ کرے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس

قلب میں دنیا کی گندگیاں، لہوولعب اور خواہشیں بھری ہوں ایسے دل پر برکات کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

حضرت ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھا اور اِن سے حضرت قُدِّس سِرّہٗ نے زبدہ میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ کی دعا کرے اور شفاعت چاہے۔ اور یہ الفاظ کہے۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلے سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر ہو۔

یہ جانتے اور مانتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے بارے میں اور میری آمد کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ آپ میرے پیش کئے ہوئے درود وسلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرگوشی کے انداز میں پیش کئے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو اُس کی بے آوازی کے باوصف بتمام وکمال سماعت فرمالیتے ہیں اس لئے زور سے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ بے اَدبی ہے اور بیک وقت پیش کئے جانے والے ہزارہا زائرین کے صلوٰۃ وسلام کو اس طرح سماعت فرمالیتے ہیں کہ ہر شخص انفرادی توجہ میں کوئی کمی محسوس نہیں کرتا۔

فقہائے اُمّت نے ارشاد فرمایا کہ مواجہ شریف کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ تواضع، خضوع، خشوع، ذلت، انکساری، خشیت، وقار، ہیبت اور محتاجگی اپنے اوپر طاری کریں نظریں جھکی ہوئی ہوں۔ اعضا سمیٹے ہوئے دل یکسو ہو۔ ہاتھ باندھے ہوئے، چہرہ روئے انور کے سامنے ہو۔ پشت قبلہ کی طرف ہو۔ اور مواجہ شریف بڑے سوراخ کے سامنے آئے اور تقریباً 4 گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر درود وسلام پیشِ خدمت کریں اور کوشش کریں کہ سلام مختصر ہو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مشہور ومعروف فقیہ، محدث اور حنفی عالم گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت اہم ترین نیکیوں اور افضل ترین عبادات میں سے ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پُر امید وسیلہ ہے۔ اس کا درجہ واجبات کے قریب ہے بلکہ بعض علماء نے واجب کہا ہے اُس شخص کے لئے جس میں وہاں حاضری کی وسعت ہو۔ اس کو چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب دُرِّ مُختار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پُر انوار کی زیارت کو جانا مندوب کہا گیا ہے۔

علامہ شامی جبیر رملی شافعی نے ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس قول کو نقل کیا ہے اور اس کی تائید کی ہے کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی وَبِعَدَدِ مَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی۔

یقیناً نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے احسانات اُمت پر ہیں اور جو توقعات دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں ان کا لحاظ کرتے ہوئے طاقت، اور وسعت ہونے کے باوجود حاضری نصیب نہ ہونا بے حد محرومی ہے۔ اور معمولی عذر سے اس سعادتِ عظمیٰ سے محرومی انتہائی قساوت اور جفا ہے۔ مذاہبِ آئمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کا ارادہ مستحب ہے۔

فقہ شافعیہ کے مقتداء امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ: جب حج سے فارغ ہوجائے تو چاہئے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کی محبت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت اہم ترین قربات سے اور کامیاب مساعی ہے۔

فقہ مالکیہ میں ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت پسندیدہ سنت ہے جو شرعاً مطلوب ومرغوب ہے۔ (انوارِ ساطعہ)

اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشفاء میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے اور بعض مالکیہ نے واجب فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کے لئے آئے تو اس نے گویا زندگی میں میری زیارت کی۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (دلیل الطالب)

فقہ حنبلی کے مشہور متن میں حج کے احکام لکھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک اور دو ساتھیوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا مستحب لکھا ہے۔ اسی طرح روض المربع فقہ حنبلی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک اور دو ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے اس لئے حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔ معلوم ہوا کہ آئمہ اربعہ کا یہ متفقہ مسئلہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

(رواۃ البزار، دار القطنی، رواہ ابن خزیمہ، الشرح المناسک)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا یُہِمُّہٗ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا (قال العراقی رواہ الطبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو میری زیارت کے لئے آئے اس کے سوا اس کی کوئی اور نیت نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی سفارش کروں۔

فائدہ: کون شخص ایسا ہو گا جس کو محشر کی ہولناکیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو؟ اور کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمادیں کہ اس کی شفاعت میرے ذمہ ضروری ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مذاہب میں فرماتے ہیں کہ اس

کیلئے خصوصی شفاعت مراد ہے۔ رفع درجات کی ہو یا اس ہولناک دن میں، امن کی ہو یا جنت میں، بغیر حساب وکتاب کی ہو۔

دُرمختار میں ہے کہ قبر شریف کے ساتھ مسجد کی بھی نیت کرے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ (کذا فی شفاء الاسقام وفی شرح اللباب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

کتنی سخت وعید ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو احسانات امت پر ہیں ان کے لحاظ سے، مالی استطاعت کے باوجود حاضر نہ ہونا سراسر ظلم وجفا ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المواہب الدنیا میں فرماتے ہیں کہ جس نے باوجود وسعت کے زیارت نہ کی اس نے جفا کی۔ مدینۃ المنورہ کے سفر میں درود شریف کی خصوصیت سے کثرت رکھئے اور نہایت توجہ اور محبت سے پڑھیے جتنی کثرت ہوگی اتنا ہی مفید ہوگا۔ جب مدینہ منورہ کے درودیوار پر نظر پڑے تو ذوق وشوق میں غرق ہوجائے اس پاک شہر کی خیر وبرکت حاصل ہونے کی دعا کرے مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخلہ سے پہلے صدقہ و خیرات کرے، جب گنبد خضریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر پڑے تو عظمت و ہیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوّ شان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک قبر مبارک

میں وہ ذاتِ اقدس آرام فرما ہیں جو ساری کائنات ومخلوقات سے افضل اور تمام انبیاء کے سردار ہیں۔قبر شریف کی جگہ تمام جگہوں سے افضل ہے اور جو حصہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے حتیٰ کہ زمین وآسمان کی ہر جگہ سے افضل ہے۔(اللباب)

مسجد میں داخل ہو کر مسجد کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے دو رکعت تحیّۃ المسجد ادا کرے اور اعتکاف کی بھی نیت کرے کہ اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ اس نے یہ نعمتِ جلیلہ عطاء فرمائی۔

وہاں کی زیب وزینت، فانوس، قالین اور قمقموں کو دیکھنے میں محو نہ ہو جائے بلکہ نہایت ادب وقار اور عجز وانکسار سے نگاہیں نیچی رکھ کر دربار گوہر بار محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُرمت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے قبر شریف کی طرف چلے اس حال میں کہ دل کو سب کدورتوں اور آلائشوں سے پاک رکھے اور ہمہ تن نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف پوری توجہ کرے۔ جب مواجہہ شریف پر حاضر ہو تو چہرہ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر کے دیوار سے تین چار گز کے فاصلے پر کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔نگاہیں نیچی رہنی چاہئیں اِدھر اُدھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں ساکن اور وقار سے رہیں یہ خیال رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوّ شان اور علوّ مرتبت کا استحضار پوری طرح دل میں ہو۔اس وقت زیادہ سے زیادہ تواضع انکساری ہو اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ذات ایسی شفیع ہے کہ جن کی شفاعت قبول ہوتی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در پر حاضری کا ارادہ کیا اور حاضر ہوا وہ مراد کو پہنچا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ نامراد نہیں رہا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی وہ قبول ہوئی جو مانگا وہ ملا مشاہدات وتجربات اس بات کی شہادت دیتے ہیں اس لئے جتنا بھی ادب ہو سکے دریغ نہ کریں اور یہ سمجھیں کہ گویا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہیں اس لئے کہ امت کے حالات کے مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔ (مدخل الاول)

نہایت ضروری ہے کہ صلوۃ وسلام پیش کرنے میں شور وغوغا نہ ہو مختصر سلام پیش کرے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر یہ سلام پیش کرتے پھر حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام عرض کرے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَآ اَبَابَكْرِنِ الصِّدِّیقِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ

بعض فقہاء صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ستر مرتبہ پڑھتے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ پورا سلام پیش کرے۔ سلام پیش کرنے کے بعد اللہ جل شانہٗ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے۔

فقہ حنابلہ کی مشہور کتاب (المغنی) میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ

وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ اَتَيْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ ذُنُوْبِيْ مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فَاَسْئَلُكَ يَا رَبِّ اَنْ تُوْجِبَ لِيَ الْمَغْفِرَةَ كَمَا اَوْجَبْتَهَا لِمَنْ اَتَاهُ فِيْ حَيَاتِهٖ۔ الخ

اے اللہ تیرا پاک ارشاد ہے اور تیرا ارشاد حق ہے کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں اور اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت چاہتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت کو واجب کردے جیسا کہ تونے اس شخص کی مغفرت کو واجب کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں حاضر ہوا یہی الفاظ شرح کبیر میں نقل کئے گئے ہیں۔ خلفائے عباسیہ میں سے خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ دعا مانگتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے چہرہ ہٹانے کا کیا محل ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے والد حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چہرہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت چاہو اللہ جل شانہٗ ان کی شفاعت قبول کرے گا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو قاضی عیاض

مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے۔ (شرح مواہب الدنیا)

علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مواہب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہئے بہت کثرت سے دعا مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت چاہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس ایسی ہے کہ جب ان کے ذریعے سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرماتا ہے۔

ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور حضرت قدس سرہ نے زبدہ میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِکَ وَسُنَّتِکَ۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر ہو۔

ابنِ حجر مکی شافعی نے اپنی شرح میں لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرنا سلف الصالحین کا طریقہ رہا ہے۔ انبیاء اور اولیاء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں کی ہیں۔ حضرت حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح فرمایا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کی خطا صادر ہوئی تو اُنہوں نے اللہ جلّ شانہٗ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے دعا کی۔ اللہ جلّ شانہٗ نے دریافت کیا کہ اَے آدم علیہ السلام تم نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے

پہچانا ابھی تو میں نے اُن کو پیدا ہی نہیں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ آپ نے جب مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جس نام کو ملایا ہے وہ نام ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ بے شک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جب اُس کے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمہاری خطا کو معاف کر دیا۔

نسائی اور ترمذی شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ جب ایک نابینا شخص نے اپنی بینائی واپس مانگی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس نابینا شخص کو جو دعا سکھائی اُس میں بھی توسّل یعنی آپ کے طفیل دعا مانگی تو اُس کی بینائی اُسے واپس مل گئی۔ ترمذی اور بیہقی نے اسے صحیح بتایا ہے۔ اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک دعا کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ (کذا فی الاصل) اے اللہ تیرے نبی کے طفیل اور گزشتہ انبیاء کے طفیل۔

اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کا کہا ہو تو اس کا نام لے کر سلام پیشِ خدمت کریں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کریں اس کے فوراً بعد شیخین کی خدمت میں بھی سلام عرض کریں۔ پھر اپنے اور اپنے والدین، اہل وعیال، عزیز واقارب، مشائخ، دوستوں اور ملنے

والوں کیلئے خوب دعائیں مانگیں۔ یہ خیال رہے جب بھی قبر اطہر کے بالمقابل باہر سے بھی گزرنا ہو تو سلام پیش کر کے گزرے۔ اس بات کا خیال رہے کہ سلام پیش کرتے وقت نہ دیواروں کو ہاتھ لگائے کہ یہ بے ادبی اور گستاخی ہے اور نہ دیواروں کو بوسہ دے کہ یہ امور حجرِ اسود کے ساتھ خاص ہیں نہ دیواروں سے چمٹے اور نہ ہی قبر اطہر کا طواف کرے کہ یہ حرام ہے بلکہ مواجہہ شریف سے چار گز ہٹ کر سلام پیش کریں۔ نماز میں ایسی جگہ کھڑے ہو کہ قبر اطہر کی طرف پیٹھ نہ ہو۔ مسجد نبوی شریف میں کم از کم ایک ختمِ قرآن ضرور کریں۔ نماز تسبیح روزانہ پڑھیں یا جمعہ کو لازمی پڑھیں روزانہ جنت البقیع میں حاضری دیں شہدائے احد کی زیارت کریں۔ مدینۃ الرسول میں رہتے ہوئے روزے رکھیں۔ سب اہل مدینہ کے ساتھ حسن سلوک کرے اچھا برتاؤ کریں کیونکہ وہ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی ہیں خرید و فروخت مدینۃ الرسول سے زیادہ کریں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی خوشحال رہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ جب سید الانس والجان فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت متبرکہ سے فراغت ہو تو پھر واپسی کے ارادہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں الوداعی دو رکعت نفل نماز ادا کریں اس کے بعد الوداعی سلام روتی آنکھوں سے پیش کریں اور یہ عرض کریں کہ یہ آپ کی خدمت میں میری آخری حاضری نہ ہو جب تک زندگی ہو بار بار حاضری کی دعا کریں۔

فضائل مدینۃ المنورہ

جس شہر کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوب، دو جہاں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیام گاہ تجویز کیا ہو۔ اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کے رہنے کے لئے اس شہر کو پسند فرمایا اور اس کے بعد کسی دوسرے شہر کو اس پر کیا فوقیت حاصل ہوسکتی ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ جگہیں جو وحی کے نزول کے ساتھ آباد ہوں۔ قرآنِ پاک ان میں نازل ہوتا رہا ہو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام بار بار ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہوں۔ مقرب فرشتے ان پر اُترتے رہے ہوں۔ ان کے میدان اللہ پاک کے ذکر اور تسبیح سے گونجتے رہے ہوں اور ان جگہوں کی مٹی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اَطہر پر پھیلی ہوئی ہو۔

اللہ کے دین اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں وہاں سے اس قدر کثیر مقدار میں جاری ہوئی ہوں۔ وہاں فضائل اور برکات وخیرات کے مشاہد ہوں۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے اور چلنے پھرنے کے مقامات ہوں تو وہ اس قابل ہیں کہ ان میدانوں کی تعظیم کی جائے ان کی خوشبوؤں کو سونگھا جائے۔ ان کے در و دیوار کو چوما جائے۔ (شفا)

بخاری شریف کی ایک حدیث ہے کہ ہر شہر میں دجال کا گزر ہوگا۔ مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس کا داخلہ نہیں ہوسکے گا۔ کیونکہ فرشتے ان شہروں کی حفاظت کریں گے۔ اُس وقت مدینہ شریف میں تین مرتبہ زلزلہ

آئے گا جس کی وجہ سے ہر کافر اور منافق لوگ اس شہر سے باہر نکل جائیں گے۔ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جس کے ایمان میں خلوص نہ ہو۔

ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ہر شہر تلوار سے فتح ہوا مگر مدینہ طیبہ قرآن سے فتح ہوا۔ (زرقانی) نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام مدینۃ المنورہ میں اتنا طویل ہے کہ ہجرت سے لیکر قیامت تک اسی شہر میں قیام ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے جس قدر اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں ہر آن اور ہر وقت نازل ہوتی ہیں اس کا شمار نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اندازہ۔ نیز شریعتِ مطہرہ کی تکمیل اور شریعت کے جتنے ارکان اس شہر میں نازل ہوئے اتنے مکہ مکرمہ میں نازل نہیں ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مٹی سے مجھے پیدا کیا گیا ہے اسی مٹی سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اور عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو پیدا فرمایا گیا ہے اور اسی مٹی میں ہم دفن ہوں گے۔ (وفاالوفا)

مقصودِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ عنبریں کی تخلیق جس خاک مقدس سے ہوئی بالآخر اُسی کی گود میں راحت گزیں ہوئے۔

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ پاک کی یہ خصوصیت ہے کہ بُرے آدمی کو نکال کر اس طرح باہر پھینک دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ کسی قسم کی

بُرائی کا اِرادہ کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ اُس کو آگ میں پگھلا دیں گے جس طرح شیشہ آگ میں پگھل جاتا ہے یا نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

سیدنا حضرت سعد رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ سیدِ عالم وجہِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مدینہ منورہ کی خاک میں ہر ایک بیماری سے شفا ہے۔

جب اسلام کا نیر تاباں مدینہ باسکینہ پر سایہ فگن ہوا تو کفر شرک کے گھٹاٹوپ بادل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹ گئے۔ طاغوتی نظریات کا جنازہ نکل گیا اور کفر کا منحوس عفریت تا اَبد اس شہرِ مقدس سے ہزاروں میل دور بھاگ گیا۔ اَب اسلام کا سدا بہار گلشن قیامت تک چمن زار رہے گا۔ کفر کی نحوست اس کے قریب بھی نہیں آسکتی۔ سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شہر میں شیطان اپنی عبادت کرانے سے نا اُمید ہو چکا ہے۔

سیدنا ابی ہند رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہٗ مسجد نبوی شریف کے لئے قندیلیں جلانے کے لئے تیل اور قندیلیں لٹکانے کے لئے زنجیریں ملکِ شام سے لیکر آئے تھے۔ پھر ان قندیلوں کو مسجد نبوی شریف میں آویزاں کر دیا یہ شبِ جمعہ کو روشن کی گئیں جب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد روشنی سے بقعہ نور بنی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کس کا کارنامہ ہے صحابہ کرام نے بتایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ روشنی تمیم داری نے کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے ارشاد ہوا تم نے مسجد کو منور کیا اللہ تعالیٰ

تمہاری دنیا و آخرت اور دونوں جہانوں کو منور فرمائے۔ افسوس اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی اِس خوشی میں، میں اُسکا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا۔ یہ سن کر حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہٗ نے یہ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ہاں ایک بیٹی ہے جس کا نام مغیر ہے اگر آپ اُس کا نکاح تمیم داری سے فرمادیں تو کیا ہی اچھا ہو چنانچہ مغیر کا نکاح تمیم داری رضی اللہ عنہٗ سے کر دیا۔

حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبل عیر اور جبل ثور کے درمیانی حصہ کو میں حرم قرار دیتا ہوں جبل ثور اور جبل اُحد کے قریب ایک چھوٹا سا پہاڑ بتاتے ہیں اور حرم کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جگہ محترم اور حرم کے حکم میں ہے۔ نہ اس جگہ شکار کیا جائے نہ یہاں کا خودرو گھاس کاٹا جائے۔ جیسا کہ مکہ مکرمہ کے حرم میں یہ چیزیں ناجائز ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک ایمان مدینہ کی طرف ایسا کھینچ کر آتا ہے جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف آتا ہے۔ (رواہ البخاری)

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی حدیث ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دعا ارشاد فرمائی کہ، اے اللہ جتنی برکتیں آپ نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں ان سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما۔ (کذا فی المشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا معمول یہ تھا کہ جب موسم میں کوئی نیا پھل آتا تو پہلا پھل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو لے کر یہ دعا فرماتے۔ اے اللہ ہمارے

پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے شہروں میں برکت فرما۔ ہمارے پیمانہ میں برکت فرما۔ ہمارے تول میں برکت فرما۔

اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تھے۔ تیرے خلیل تھے تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ ہوں اور تیرا نبی ہوں اور تیرا حبیب ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی میں ویسی ہی دعا مدینہ منورہ کے لیے کرتا ہوں بلکہ اس سے دوحصہ زیادہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو مسلمان میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر یہ حق ہو گیا کہ میں اس کی سفارش کروں۔ (الطبرانی)

جس ذاتِ بابرکت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی کی بدولت دین ملا، اسلام ملا، ایمان ملا، جس کی وجہ سے ہم مرتبہ خیر الامم پر فائز المرام ہوئے اور دِینوی اور اُخروی نعمتوں کے مستحق ٹھہرائے گئے اب اس کی ذات سے یہ بے پروائی اور بے اعتنائی کہ اس کے دربارِ اَقدس میں حاضری گوارہ نہ ہو تو اس سے بے وفائی اور بے مروتی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو شخص بیت اللہ کے حج کیلئے آیا مگر میری زیارت کیلئے نہ آیا اس نے میرے ساتھ جفا کی۔ (یعنی بے مروتی کی) (شرحِ لباب)

علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مواھب میں لکھا کہ زائرین کو چاہیے کہ بہت کثرت کے ساتھ دعائیں مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی شفاعت چاہیں کہ حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی ہی ہے کہ جب اُن کے ذریعے

شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہٗ راوی ہیں کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابوحازم رضی اللہ عنہٗ کو کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے گذر جاتے ہو کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے اس کے بعد سے ابو حازم رضی اللہ عنہٗ کا یہ معمول ہو گیا تھا جب بھی گذرتے سلام پیش کرتے

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ سے سنا کہ جب ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو میں بھی وہاں موجود تھا میں نے دل میں سوچا کہ حضرت مواجہہ شریف پر حاضری کیسے دیتے ہیں تو انہوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چہرہ کر کے کھڑے ہوئے اور بے تصنع روتے رہے۔ (وفاء)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے امیر المؤمنین مہدی نے وصیت کی درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا اوّل اللہ جلّ شانہٗ کا خوف اور تقویٰ اختیار کرو اس کے بعد اہلِ مدینہ پر مہربانی کرو اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کے رہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد پڑھا کہ مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اور اسی شہر میں میری قبر مبارک ہوگی اور اسی سے میں قیامت کے دن اُٹھایا جاؤں گا۔ اس شہر کے رہنے والے میرے پڑوسی ہیں میری اُمّت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اِن کی نگہبانی کریں جو میری وجہ سے اِن کی خبر گیری کرے گا میں اس کے لئے قیامت میں شفیع یا

گواہ بنوں گا اور جو میرے پڑوسیوں کے بارے میں میری وصیّت کی رعایت نہ کرے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو طِیْنَۃُ الْخَبَال پلائے۔

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ طِیْنَۃُ الْخَبَال جہنمی لوگوں کا نچوڑ ہے۔ یعنی پسینہ، لہو، پیپ، وغیرہ۔ (وفا اول)

روضۃ الرسول کی زیارت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہے

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب اس دنیا میں موجود ہی نہیں ہیں تو اب مدینہ طیبہ جانا اور نہ جانا سب برابر ہے یعنی روضہء انوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی مفاد نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں اس وہمہ کی نفی فرمائی ہے اور روضہء انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کو اپنی دنیوی زندگی کے مثل قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے کہ گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (دار قطنی، بزار، فتح القدیر)

جب فصیلِ مدینہ آجائے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے۔

ترجمہ: اے اللہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم آ گیا ہے اس کو تو میرے لیے آگ سے بچنے کا ذریعہ بنادے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنادے۔

اس کے بعد اس پاک شہر کے خیر و برکت حاصل ہونے کی دعا کرے اور اس کے آداب بجالانے کی توفیق کی دعا کرے اور کسی نامناسب حرکت میں مبتلا ہونے سے بچنے کی دعا کرے اور خوب دعائیں کرے۔

جب گنبد خضرا پر نظر پڑے تو عظمت و ہیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علُوِّ شان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک روضہ مبارک میں وہ ذاتِ اَقدس آرام فرما ہیں جو ساری مخلوقات سے افضل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے سردار ہیں فرشتوں سے افضل ہیں اور قبر مبارک کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے اور جو حصہ زمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن سے ملا ہوا ہے۔ وہ کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہے۔ عرش سے افضل ہے۔ کرسی سے افضل ہے۔ حتٰی کہ زمین و آسمان سے افضل ہے۔ (اللباب)

ابن ھمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے اور اس سے حضرت قُدِّس سِرُّہٗ نے زُبدہ میں نقل کیا ہے۔ کہ سلام پیش کرنے کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے۔ ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔

نیز نسائی اور ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ایک نابینا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بینائی کیلئے دعا چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم کہو تو میں دعا کروں لیکن تم صبر کرو تو زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی۔

حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ پہلے اچھی طرح وضو کرو اور اس کے بعد دو رکعت نمازِ حاجت پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔ ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو رحمت کے نبی

ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تاکہ میری حاجت پوری ہوجائے۔ اے اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔

ترمذی نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کے بعد اس شخص کی بینائی واپس آ گئی۔

مدینہ ایمان کی کسوٹی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے مدینے کی زمین سے بڑی محبت ہے اور اس محبت کو میں نے اپنے اللہ سے مانگ کر لیا ہے۔ تمھارے ایمان کی کسوٹی اسی محبت کو قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مدینۃ المنورہ ایسی بھٹی کی مانند ہے جو خبیث کو نکال دیتا ہے اور پاکیزہ کو خالص کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہماری مٹی میں بھی اور یہاں کے غبار میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کے لئے شفا رکھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینۃ المنورہ کا غبار جذام کے لئے شفا ہے۔ (الدر الثمینہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہاں کی سات کھجوریں کھالے وہ اس دن سحر اور جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا اور زہر اس پر اثر نہ کرے گا اور یہ عجوہ کھجور ہے جو جنت سے آئی ہے اس میں شفاء ہی شفاء ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت شیخین کی مبارک قبروں کی ترتیب اور صورت میں سات روایات کتب واحادیث اور سیَر میں آئی ہیں۔ ان سب میں دو روایتیں زیادہ مشہور ہیں ان دونوں کی صورت یہاں لکھی جاتی ہے۔ تاکہ حاضرین کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

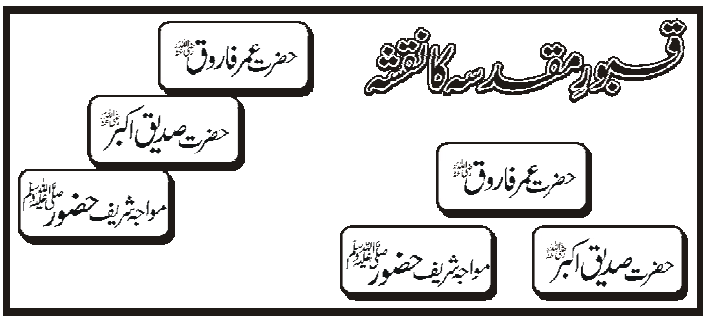

امام غزالی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں جب تیری نظر مدینے پاک شہر پر پڑے تو اس بات کو اپنے ذہن میں رکھ کہ یہ وہ شہرِ مقدس ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کے لئے پسند فرمایا اور اس کی طرف ہجرت تجویز فرمائی اور یہی وہ شہرِ مقدس ہے جس میں اللہ جل شانہٗ نے شریعتِ مطہرہ کے فرائض نازل کئے اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی شہر میں اپنی سنتیں جاری کیں۔ اس شہر میں آکر دشمنوں سے جہاد کیا۔

اسی شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو غلبہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ اس شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک بنی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو وزیروں کی قبریں بنیں اور اسی شہرِ مقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک جا بجا پڑے۔ اور یہ سوچتا رہے کہ جس جگہ بھی تیرا قدم پڑا ہے وہاں کسی نہ کسی قت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک پڑا ہوگا۔

اس لئے اپنا ہر قدم سکون وقار کے ساتھ رکھے۔ اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک قدم بھی پڑا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کی جو کیفیت احادیث میں آئی ہے اس کو تصور میں لاتے ہوئے چلیں پھریں۔

اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت شانِ جلالت وعظمت ومرتبت کی اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک نام کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک رکھا۔ یہ تمام باتیں اپنے ذہن میں رکھو۔ اور اس سے ڈرتے رہو کہ بے ادبی کی نحوست سے اپنے پہلے نیک عمل بھی ضائع نہ ہو جائیں۔

جب زیارت سید الانس والجاں فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور زیارتِ مشاہد متبرکہ سے فراغت کے بعد واپسی کا ارادہ ہو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو رکعت نفل الوداعی پڑھے اور روضہ مبارک میں ہو تو بہتر ہے۔

اس کے بعد قبرِ اطہر پر الوداعی سلام کے لئے حاضر ہو۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنی ضروریات کے لئے دعائیں کرے۔ اور حج وزیارات کے قبول ہونے کی دعائیں کرے اور خیر وعافیت کے ساتھ واپس وطن پہنچنے کی دعا کرے اور یہ دعا کرے کہ میری یہ حاضری آخری نہ ہو پھر دوبارہ اس روضہ اقدس کی حاضری نصیب ہو۔ اور اس کی کوشش کرے کہ رخصت کے وقت کچھ آنسو نکل آئیں کہ یہ قبولیت کی علامت میں سے ہے۔

اگر رونا نہ آئے تب بھی رونے والوں کی سی صورت کے ساتھ حسرت

ورنج وغم لئے ہوئے واپس ہوا اور چلتے وقت بھی جو صدقہ میسر ہو کرے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بدو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ اطہر پر حاضر ہوا اور کھڑے ہو کر عرض کیا یا اللہ تو نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میں تیرا غلام ہوں۔ پس تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر مجھ غلام کو آگ سے آزادی عطا فرما۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ تم نے اپنے تنہا کے لئے آزادی مانگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام امتیوں کے لئے آزادی کیوں نہ مانگی۔ ہم نے تمہیں آگ سے آزادی عطا کی۔ (مواہب)

حضرت اسمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک بدو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن۔ اگر آپ نے میری مغفرت فرما دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل خوش ہو جائے گا۔ اور آپ کا غلام کامیاب ہو جائے گا اور آپ کا دشمن شیطان ناکام ہو جائے گا اور اگر آپ نے مغفرت نہ فرمائی، تو آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج ہوگا اور آپ کا دشمن خوش ہو جائے گا اور آپ کا غلام ہلاک ہو جائے گا۔

یا اللہ! عرب کے قدیم و کریم لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا سردار مر جائے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ پاک ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے۔ تو اس کی قبر پر مجھے آگ سے آزادی عطا فرما۔ اَصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے عربی شخص اللہ جل شانہٗ تیرے اس بہترین سوال پر (ان شاء اللہ) تیری ضرور بخشش

کرے گا۔(مواہب)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ بلخی جو مشہور صوفیا میں سے ہیں کہتے ہیں کہ 30 برس تک ایک قبہ یعنی عبادت گاہ میں انہوں نے چلہ کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی۔ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ اَطہر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں نامُراد واپس نہ کیجیو۔

غیب سے ایک آواز آئی ہم نے تمہیں اپنے محبوب کی زیارت ہی اس لئے کروائی کہ ہم اس کو قبول کریں۔ جاؤ ہم نے تمہاری اور تمہارے ساتھ جتنے بھی حاضرین آئے ہیں سب کی مغفرت کردی۔(زرقانی علی المواہب) بعض اوقات الفاظ چاہے کتنے ہی مختصر ہوں جب اخلاص سے نکلتے ہیں تو وہ سیدھے رب العزت کی بارگاہِ اَقدس میں پہنچتے ہیں اور قبولیت حاصل کرتے ہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا میرے پاس ایک یمن کے رہنے والے بزرگ آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایک ہدیہ لایا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک دوسرے صاحب سے جو اِن کے ساتھ تھے کہا کہ اپنا قصہ ان کو سناؤ۔

انہوں نے اپنا یہ قصہ سنایا کہ جب میں حج کے ارادے سے صنعا سے چلا تو بڑا مجمع مجھے باہر تک رخصت کرنے کے واسطے آیا اور رخصت کرتے وقت ایک شخص نے ان میں سے مجھ سے کہہ دیا کہ جب تم مدینہ طیبہ حاضر ہو تو حضور اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں میرا

بھی سلام عرض کر دینا۔ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوااور اس آدمی کا سلام پہنچانا بھول گیا۔ جب مدینہ طیبہ سے رخصت ہوکر پہلی منزل ذوالحلیفہ پر پہنچا اوراحرام باندھنے لگا تو مجھے اس شخص کا سلام یاد آیا۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے اونٹ کا بھی خیال رکھنا مجھے مدینہ طیبہ واپس جانا پڑ گیا۔ ایک چیز بھول آیا ہوں۔ ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے تم پھر مکہ مکرمہ تک بھی قافلہ نہ پاسکو گے۔

میں نے کہا تم میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا۔ یہ کہہ کر میں مدینہ طیبہ لوٹ آیااور روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر اُس شخص کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اورحضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پہنچایا اس وقت رات ہوچکی تھی میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک آدمی ذوالحلیفہ کی طرف سے آتا ہوا ملا میں نے اس سے قافلے کا حال پوچھا تو اس نے کہا وہ روانہ ہوچکا ہے۔

میں مسجد میں لوٹ آیااور یہ پروگرام بنایا کہ جب دوسرا قافلہ مکہ مکرمہ جائے گا تو میں اس کے ساتھ روانہ ہوجاؤں گا۔ میں رات کو مسجد میں سو گیا۔ آخر شب میں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورحضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ ہے وہ شخص جس نے سلام پہنچایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم ابوالوفا ہو(یعنی وفادار) میں نے عرض کیا یارسول اللہ میری کنیت تو ابوالعباس ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ تم ابوالوفا ہو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ کی مسجد میں) کھڑا کر دیا۔ میں مکہ مکرمہ میں 8 دن مقیم رہا اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ تک پہنچا۔ (روض)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوا اور قبرِ اَطہر پر پہنچ کر گر گیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو محفوظ فرمایا تھا اس کو ہم نے محفوظ کیا اس چیز میں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ جل شانہٗ نے نازل کیا۔ (یعنی قرآن پاک میں یہ وارد ہے) ترجمہ: اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آجاتے اور آکر اللہ جل شانہٗ سے معافی مانگ لیتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہٗ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ (سورۃ النسآء)

اس کے بعد اُس بدو نے کہا بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر قبرِ اَطہر سے آواز آئی کہ بے شک تمہاری مغفرت ہو گئی۔ (حاوی، معارف القرآن ج2)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل ہے کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے۔ وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ اور جو شخص مدینہ میں قیام کرے۔ اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے۔ میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ اور حرم مکۃ المکرمہ یا مدینۃ المنورہ میں مر جائے تو قیامت کے دن اَمن والوں میں اُٹھے گا۔ (البیہقی، مشکوۃ الاتحاف)

بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے درخواست کی کہ مجھے یہاں پر قیام کی اجازت دے دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے منظور فرمالیا۔ اورانہوں نے وہاں قیام فرمایا، وہیں نکاح کرلیا۔ اس کے بعد ایک دن خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ کیا جفا ہے، کیا میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آیا۔؟

یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آنکھ کھلی تو نہایت غمگین، خوف زدہ اور پریشان ہوئے فوراً اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خبر سن کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف لائے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے صبح کی اذان دینے کی درخواست کی۔ یہ ان سے مل کر لپٹ گئے صاحب زادوں کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اذان کہی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آواز سن کر گھروں سے مرد اور عورتیں بے قرار روتے ہوئے نکل آئے۔ اور ان سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد نے تڑپا دیا۔

محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ روضہء اَطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اور حاضری کے بعد وہیں ایک جانب کو بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص اونٹ پر بدوانہ صورت میں حاضر ہوا اور آ کر عرض کیا یا خیر الرسل (اے رسولوں میں بہترین ذات) اللہ جل شانہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف میں فرمایا۔ ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب انہوں

نے اپنے نفس پر ظلم کرلیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آجاتے اور آکر اللہ جل شانہٗ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے والا پاتے۔(سورۃ النسآء)

اے اللہ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔اللہ جل شانہٗ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا طالب ہوں اور اس کے بعد بدو رونے لگا اور یہ شعر پڑھے۔ترجمہ:اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی۔ترجمہ:میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے اس میں جود ہے اس میں کرم ہے اس کے بعد اس نے استغفار کی اور چلا گیا۔

العتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری آنکھ لگ گئی۔تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہٗ نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔

زیارتِ مدینہ باسکینہ

دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری

اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر خانہ کعبہ کے دیدار سے مشرف ہوکر اور حج کے مقدس فریضہ کو پورا کرنے کے بعد زندگی بھر کی تمنا اور سب سے عظیم الشان سعادت مسجد نبوی شریف اور وہاں پر روضہء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے لئے مدینۃ المنورہ کی طرف روانگی مبارک ہے دربار رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کی برکتوں اور فضیلتوں کا کیا کہنا۔ اس مقام مقدس پر اگر ہم سر کے بل بھی جائیں تو بھی گناہ گار غلام اپنی محبت کو کم نہیں کرسکتا۔

یہ وہ مقدس گلیاں ہیں جہاں صحابہ کرام مدتوں رہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اور ان گلیوں میں اولیائے کرام نے مدتوں جوتے نہیں پہنے اس لئے کہ مبادا، اس مقام پر کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک نہ لگے ہوں اس زمین کا چپہ چپہ بابرکت ہے۔

باالاتفاق تمام علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت اہم ترین نیکیوں اور افضل ترین عبادات میں سے ہے۔ اور اعلیٰ درجات کو پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پُراُمید وسیلہ ہے۔

بعض علماء نے اس حاضری کو واجب کہا ہے۔ حج کے بعد مدینۃ المنورہ نہ جانا بہت بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو مدینہ منورہ تک پہنچنے کی وسعت ہو اور میری زیارت کو نہ آئے (یعنی حج

کر کے چلا جائے) اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قول نقل کیا ہے اور اس کی تائید کی کہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے احسانات اُمت پر ہیں اور ایک اُمتی کو جو توقعات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہیں۔ اس کے لحاظ سے وسعت اور طاقت کے بعد بھی حاضری نصیب نہ ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا محرومی ہو سکتی ہے۔

آئمہ اربعہ سب اس پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا ارادہ مستحب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقتدیٰ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناسک میں لکھا ہے کہ حاجی جب حج سے فارغ ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینۃ المنورہ جانے کا ارادہ کرے۔

یہ زیارت اہم ترین زیارتوں میں سے ہے۔ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ 485 کلومیٹر ہے۔ راستے بھر میں یہ تصور کر کے چلیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ دھیان اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو۔ اور درود و سلام زبان پر ہو۔

اس سفر کے دوران ذہن کو ایک بار 1400 سال پہلے کی طرف لوٹائیں اور یہ خیال کریں کہ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں طلوع ہوا۔ اور اس کی کرنیں مدینۃ المنورہ کے اُفق سے کچھ اس طرح چمکیں کہ کل کائنات اس کے نور سے منور ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دعوتِ حق کے علمدار۔ جس امانت الٰہی کے امین اور جس دینِ حنیف کے پیغام بر تھے۔ اس کا ہی تقاضہ تو تھا کہ عرب

وعجم، گورے اور کالے، شاہ وگدا غرض یہ کہ دنیا کے ہر فرد و بشر کو حق وصداقت، امن اور محبت۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اور اس کائنات پر حاکمیت ہر پیغام کی لازوال دولت سے مالا مال کیا جائے۔

اُس وقت مکہ مکرمہ کی فضا ان صداؤں کو سننے کے لئے سازگار نہ تھی۔ دعوتِ حق کے جواب میں اُس وقت ہر طرف تلواروں کی جھنکار سنائی دیتی تھی۔

حتٰی کہ جب کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کرلیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے حسرت بھری نگاہوں سے مکہ کو الوداع کہا اور اپنے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ اس سفرِ باسعادت کا آغاز فرمایا۔ اور جب کعبۃ اللہ پر نظر پڑتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے مکہ تو مجھے ساری دنیا سے عزیز ہے۔ مگر تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔

پھر اُس وقت کو بھی یاد کرو۔ جب شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر مدینۃ المنورہ کی در و دیوار تک پہنچی تو وہ اس خوش کُن خبر سے گونج رہے تھے۔

سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اس تاریخی شہر پر سایہ رحمت بن کر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھا گئی۔

شاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری مکہ مکرمہ سے بطحا کی طرف رواں دواں ہے۔ مدینۃ المنورہ کے پیر و جوان، صغیر و کبیر، عورتیں بچے حتٰی کہ ہر چیز ہمہ تن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں ہیں۔ اُن سب کی آنکھیں فرشِ راہ ہیں بنو نجار کی

بچیاں خوشی اور فخر اور حرمت وسُرور میں یوں کہہ رہے ہیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ سَنِيَاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

رحمتِ کائنات کی آمد آمد ہے۔ انتظار کی شدت اور چہرۂ انور کے دیدار کا شوق اہلِ مدینہ کو صبح سویرے شہر سے باہر۔ مین راستے پر لاکر کھڑا کر دیتا ہے۔ مضطرب دل اور بیتاب نگاہیں رحمت اللعالمین کی تشریف آوری کے لئے محوِ انتظار ہیں یہاں تک کہ سورج کی گرمی میں شدت ہوجاتی ہے۔ تو وہ ناکام گھروں کو واپس لوٹ جاتے ہیں۔ اور یہ اُن کے روز کا معمول بن چکا تھا۔

ایک دن انصارِ مدینہ کافی انتظار کے بعد واپس اپنے گھروں کو چلے گئے تو ایک یہودی کی نگاہیں اچانک اُس قدسی صفات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے پر پڑتی ہیں اُس سے رہا نہ گیا اور وہ زور زور سے پکار اُٹھا۔ اے مدینے والو! جس کا تمہیں انتظار تھا وہ آگئے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفیقِ خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ مدینۃ المنورہ کے اُفق پر بدرِ منیر بن کر طلوع ہوئے۔ رنگ ونور کی کہکشائیں بن کر سارے ماحول پر چھا گئے۔ مدینہ شہر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھتا ہے۔

یہاں کے رہنے والے انصار اپنے جسموں پر ہتھیار سجا سجا کر عاشقوں کی طرح گھروں سے نکل کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کو پہنچتے ہیں۔ آج مدینۃ المنورہ کی فضا رحمتوں، برکتوں سے بھرپور ہے۔ آج ہر قبیلہ دل وجان

سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نثار کرنے کے لیے تیار ہے۔

اور ہر آدمی اس بات کا متمنی اور آرزومند ہے کہ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبرِ انسانیت رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوں اور یہ عظیم ترین سعادت صرف اسی کے حصہ میں آجائے، وہاں کا رہنے والا ہر قبیلہ یہ تمنا کر رہا تھا کہ یہ سعادت اس کے قبیلہ کو حاصل ہو جائے ہر قبیلے کا سردار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کرتا ہے کہ میرا گھر حاضر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے آئیں۔ میں دل وجان سے حاضر ہوں۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہیں ٹھہر جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح سب کو دعاؤں اور خیر وبرکت سے نوازتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ سواری رواں دواں تھی۔ ہر کوئی اپنے دل میں یہ تمنا واُمنگ رکھتا تھا کہ شاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری اس کے گھر پر ٹھہرے لیکن یہ خدمتِ عُظمیٰ کسی اور کی قسمت میں تھی۔ اونٹنی چلتی چلتی اس مقام پر جا بیٹھی جہاں آج مسجد نبوی شریف ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آگے بڑھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سعادت میری قسمت میں لکھی ہوئی ہے۔ یہاں سب سے قریب تر میرا ہی مکان ہے۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کجاوا اُٹھایا اور اپنے دومنزلہ مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے گئے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً سات (7) مہینے رہے۔

عمر بھر کی بے قراری اور تڑپ اور کئی سالوں کی تمنا اور آرزو دن رات کے سوز و گداز اور ہر لمحہ کی عقیدت و محبت کی بے چینی کے بعد مدینۃ المنورہ کی حاضری کو اپنی قسمت و تقدیر کی بلندی۔ حالات کی سازگاری، مقدر کی یاوری اور زندگی میں خوش بختی کا سب سے زیادہ بیش بہا اور مبارک وقت جانیئے کہ آپ اپنے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورِ کونین کے دربارِ گوہر بار اور درِ اقدس کی حاضری کے لئے اپنے سینے میں آتشِ فُرقت دل میں بے پناہ شوق اور آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے، ارمانوں کی داستانِ راز و نیاز لئے ہوئے جا رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے مدینۃ المنورہ کی زمین کا ہر ہر چپہ۔ راہِ طیبہ کی ہر منزل، دیارِ حبیب کا ہر ذرہ، مسلمانوں کے روشن اور شاندار ماضی، اُولعزم صحابہ کرام کے عظیم الشان کارناموں اور مجاہدانہ زندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور اسلام کی زرّیں تاریخ کے کھلے ہوئے باب ہیں۔ ہر ہر قدم پر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک چشمِ بصیرت سے ان کو دیکھتے اور بڑھتے چلے جاؤ۔

اس کی بولتی ہوئی تاریخ کی روحانی آواز کو سمجھو اور اللہ کے برحق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائمی پیغام کو اپنے دلوں کے کانوں سے سنو۔ جس کی گونجیں ان پہاڑوں اور وادیوں سے گزر کر فضائے عالم میں پھیلی اور دنیا کے ہر گوشے میں پہنچی ہوئی ہیں۔ غارِ حرا (جبل نور) سے مسجد نبوی تک اور پھر آسمان سے زمین تک رب العالمین اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باہمی تعلق کی گہرائی اور تجلیات کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے یہ انمٹ نقوش و آثار، یہ عرفانی

نشانات، یہ معرفت کے خزینے بکھرے ہوئے ہیں اور ہرطرف رحمت والطاف کی بارشِ کرم ہے۔

اس سے پہلے مدینۃ المنورہ جاتے ہوئے پختہ سڑک نہ تھی۔ آسائش و آرام کے تمام ذرائع جو آج ہیں وہ پہلے نہ تھے۔ چودہ سو سال سے کروڑوں انسان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دم بھرتے ہیں۔ طرح طرح کی تکلیفیں مشکلات اور خطرات کو انتہائی صبر وتحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے ان راستوں سے گزرے اور صدیوں سے دن رات عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے دنیا کے چاروں کونوں سے آتے جاتے تقریباً 485 کلومیٹر کے اس طویل راستے میں شمعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاکھوں پروانے ان وادیوں ان پہاڑیوں ان لق ودق میدانوں میں مرگئے یالُوٹ لئے گئے۔ وہ اپنے پیاروں سے بچھڑ گئے۔ قافلوں سے الگ ہوگئے۔ ریت کے ٹیلوں پر پہاڑوں میں راستہ بھول کر کہیں سے کہیں نکل گئے۔ اوراسی طرح زمین ان کونگل گئی۔

میرے محترم یہ لاکھوں روحیں آپ کا استقبال کررہی ہیں اور اُمید کررہی ہیں کہ آپ ان کو بھی کچھ پڑھ کر بخش دیں گے۔ اوراس راہِ حق کے شہیدوں کو بھی یاد رکھیں گے۔ اب خدا کا شکر ادا کریں کہ آپ ہوا سے باتیں کرتے ہوئے مہینوں کا سفر چند گھنٹوں میں بے خوف وخطر آرام واطمینان کے ساتھ کرکے محبوبِ خدا کے سایہ رحمت میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس نعمتِ رب العالمین پر جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔

یہ سفر عشق ومحبت کا سفر ہے، یہ شوق واشتیاق کی وادی ہے، ضروری ہے کہ تمام آداب اور مستحبات ملحوظ خاطر رکھیں۔ سارے راستے میں درودوسلام کی ڈالیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں۔

اس لئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت پیدا کی ہے جو میری زیارت کو آنے والے لوگوں کا تحفہ درودوسلام کو دربار، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں آپ کی زیارت کو آرہا ہے اور آنے سے پہلے اُس نے یہ تحفہ بھیجا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جب مدینۃ المنورہ کا زائر شہر کے قریب پہنچتا ہے تو رحمت کے فرشتے تحفے لے کر اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں۔ اور طرح طرح کی بشارتیں اُس کو سناتے ہیں اور نورانی طبق اس پر نثار کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

مدینۃ المنورہ میں داخل ہوتے وقت اس شہر کی عزت وحرمت اور اس کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے کی نہایت تواضع، خشوع وخضوع کی حالت میں یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ الٰہی تو سلامتی والا ہے۔ اور تیری طرف سے سلامتی ہے۔ اور سلامتی تیری ہی طرف لوٹتی ہے۔

پس زندہ رکھ ہمیں۔ اے ہمارے رب سلامتی کے ساتھ داخل فرما ہمیں اپنے گھر میں جوسلامتی والا ہے اور بابرکت اور عالیشان والا ہے۔

اے ہمارے رب عظمت و بزرگی والے پروردگار، داخل فرما مجھے مدینہ میں سچائی کے ساتھ اور نکال دے مجھے مدینہ منورہ سے سچائی کے ساتھ۔ مجھ کو اپنی جناب سے غلبہ فتح اور نصرت عطا کر۔

کہہ دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل تو مٹنے ہی والا تھا اور ہم نے اُتارا قرآن پاک کو جو شفاء اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔ اور ظالم تو خسارے میں ہی رہنے والے ہیں۔ (القرآن)

سامان وغیرہ اپنی قیام گاہ پر رکھنے کے بعد اچھی طرح غسل کریں تاکہ تھکاوٹ ختم ہو سکے۔ مسواک کریں۔ عمدہ کپڑے پہنیں۔ یہ کپڑے سفید ہوں تو بہت بہتر ہے۔

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفید کپڑا سب کپڑوں سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ پھر خوشبو لگائیں (سینٹ یعنی سپرے وغیرہ ہرگز نہ لگائیں کیونکہ اس میں الکوحل ہوتی ہے اور یہ شراب کی ایک قسم ہے) اور اس طرح پاک وصاف ہو کر سکون وقار ادب واحترام کے ساتھ نیچی نگاہ کئے ہوئے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب روانہ ہوں یہ خیال رہے کہ یہ وہ بارگاہِ عالی ہے جہاں حضرت جبرائیلِ اَمین علیہ السلام آتے تھے۔ اور دیگر بے شمار فرشتے اس عالی مقام پر باادب حاضر ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہو سکے تو کچھ صدقہ دے دیں۔

سعادت مندی

شیخ قطب الاقطاب حضرت احمد کبر رفاعی 555ھ میں بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر خدمت ہوئے عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گوشِ ولایت نے دلآویز آواز سنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت رفاعی نے اکرام کا یہ عالم دیکھا تو عرض کی!

میں غیر حاضری میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زمین بوسی کے لئے اپنی روح کو نائب بنا کر بھیجا کرتا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی خاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کرسکوں۔ بارالہ سے آج مجھے حاضر ہونے کی سعادت ملی از روئے لطف وعنایت اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میرے تشنہ لب آبِ کوثر سے سیراب ہوسکیں۔ مرکز انوار وتجلیات سے ایک حسین ہاتھ مبارک ظاہر ہوا مسجد نبوی جس کے حسن وجمال سے جگمگا اٹھی زائرین وحاضرین ہوش کھو بیٹھے۔ حضرت شیخ احمد رفاعی کی خوش قسمتی کی انتہاء کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے بڑھے دستِ نبوت کو بوسہ دیا یہ سعادت حاصل کرنے والے پہلے خوش نصیب انسان تھے جنہیں ذوقِ سماع اور لطفِ دیدار کی لاثانی دولت نصیب ہوئی۔

عاشق صادق

حضرت العلام مولانا عبد الرحمٰن جامی فارسی کے بہت بڑے شاعر اور عالم گزرے ہیں پہلی بار حج کے لئے تشریف لے گئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ اک شوق اک تمنا اور اک تڑپ لیے جارہے تھے گورنر مدینہ کو خواب میں حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی حضرت جامی کا چہرہ دکھاتے ہوئے کہا کہ اس شخص کو میری قبر پر آنے سے روک دیا جائے کیونکہ میرا دیوانہ عشق و مستی کے عالم میں اور جن جذبات کے ساتھ آرہا ہے مجھے قبر سے نکل کر اس کے ساتھ معانقہ کرنا پڑے گا یہ مناسب نہیں کیونکہ میری قبر نے تو روز محشر کے دن ہی کھلنا ہے۔ چنانچہ حضرت جامی کو منزل بہ منزل روک روک کر درگاہ نبوت تک پہنچایا گیا تا کہ ان کے مچلتے ہوئے جذبات سرد ہوسکیں کہتے ہیں کہ وقت الوداع بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام کے لئے حاضر ہوتے با قاعدہ سفر کی اجازت طلب کرتے۔

سیدی مرشدی و مولائ بہ سلامت روی و باز آئی

اہل کشف کا کہنا تھا کہ آستانہ اقدس سے ارشاد گرامی یوں ہوتا ہے۔

بہ سفر رفت ست مبارک باد بہ سلامت روی و باز آئی

تو جس سفر پر جارہا ہے تجھے مبارک ہے تو سلامتی سے جائے اور آئے۔

جب زندگی میں آخری بار قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری ہوئی حسبِ روایت اجازت طلب کی لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں آیا چنانچہ عاشق صادق سمجھ گئے کہ اب یہ سفر آخری ہے صدمہ برداشت نہ ہوا بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

خاتم مساجد الانبیاء

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں خاتم النبین ہوں اور میری یہ مسجد، خاتمِ مسجد الانبیاء ہے پس یہ اس مسجد کا حق ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی طرف سفر کیا جائے۔ (اخبار مکہ، فاکہی وازرقی، الدر الثمینہ)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا (متفق علیہ کذا فی المشکوۃ وعند احمد بن یعلیٰ وابن خزیمہ والطبرانی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے۔ مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ اور میری مسجد۔ (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث کی وجہ سے علما ؤصلحاء کی قبروں کی زیارت کے سفر کو جائز بتایا ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا پھر فرمایا کہ اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس حدیثِ مذکورہ میں مسجدوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے ان تین مساجد کے علاوہ اور سب مسجدیں برابر ہیں اِن میں کوئی ایسی ترجیح نہیں جس کی وجہ سے سفر کیا جائے۔ مزار کی برکات اور چیز ہے میں پوچھتا ہوں کہ انبیاء کی قبروں کی زیارت سے منع کیوں کیا جائے؟

اس میں شک نہیں ان مساجد کے علاوہ بہت سے سفر بالاتفاق جائز ہیں بلکہ بعض واجب ہیں۔ جیسے حج کی نیت سے سفر، جہاد کے لئے سفر، طلب علم کے لئے سفر، ہجرت کا سفر، تجارت کے لئے سفر، اس لئے یہ تو بہر حال کہنا ہوگا کہ اس حدیثِ پاک سے مطلقاً سفر کی ان تین مساجد کے علاوہ ممانعت مقصود نہیں صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین حضرات سے قبر اطہر کی زیارت کے

لئے سفر ثابت ہے۔ متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستقل طور پر شام سے اونٹ پر سوار قاصد کو قبرِ اطہر پر سلام پہنچانے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ (شفاء السقام) اس کے علاوہ بے شمار مستند روایات کتابوں میں موجود ہیں۔

ایک مغالطہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ مسجدالحرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کے علاوہ کسی مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ (متفق علیہ)

بلاشک وشبہ یہی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لیکن اس میں اس بات کی نفی کہاں کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا قصد نہ کیا جائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسلسل ارشادات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ترغیب پر موجود ہیں۔ عرب وعجم سے آنے والے زائرین کا بعہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بعہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مابعد کا عمل تواتر سے موجود ہے پھر بھی کیا اس میں شک کی گنجائش ہے کہ ہر دور میں سفر مدینۃ المنورہ کی اصل غرض وغایت ہی زیارتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رہی ہے اس لئے اس مغالطہ سے خود کو بچانے کی ضرورت ہے۔

مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے ہوئے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ تھوڑے وقت کے لئے اس کے ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرلیں نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ۔ یااللہ میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں جب تک کہ مسجد نبوی

شریف میں ہوں۔

یہ وہ مسجد ہے۔جس کی بنیاد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی۔صحابہ کرام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تعمیر مسجد کے لئے پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے رہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بنفسِ نفیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں مصروف رہے۔

مسجد نبوی شریف مہبطِ وحی رسالت ہے وہاں مسلسل وحی اِلٰہی کا سلسلہ جاری رہا ہے جبرائیل علیہ السلام بار بار آتے رہے۔نزولِ ملائکہ کا سلسلہ اب بھی جاری رہتا ہے۔ ہمہ وقت تسبیح وتقدیس۔صلوٰۃ وسلام۔تلاوتِ کلامِ اِلٰہی اورعبادات کی اَدائیگی جاری رہتی ہے۔

بالخصوص جسدِ اَطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے مقصورہ شریف کا خطہ اَرضی ہرمقامِ ارض وسماوات سے افضل ہے۔یہیں سے اسلام نشر ہوا اور نورِ ہدایت پوری دنیا میں پھیلا۔

ارشادِ محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس شخص نے مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں اَدا کیں اور کوئی نماز فوت بھی نہ ہوئی ہو اس کے لئے فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ وہ آگ اور عذاب سے آزاد اور نفاق سے بری ہے (وفاء)

ایک اور موقع پر محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری یہ مسجد موضع صنعا تک بھی پہنچ جائے تو بھی یہ میری مسجد ہی رہے گی۔نورِ نبوت کے سبب آپ کے علم میں تھا کہ میری اُمّت بڑھتی رہے گی اور زائرین میں اضافہ ہوتا رہے گا اور مسجد کی توسیع ہوتی رہے گی۔

شروع میں قبلہ شمال کی جانب بیت المقدس کی سمت میں تھا۔ جب 2 ہجری میں تحویلِ قبلہ کا حکم آیا تو قبلہ کعبۃ اللہ کی سمت مقرر کر دیا گیا۔ چودہ سو سال پہلے یہ مسجد سادہ مگر پُروقار عبادت گاہ تھی جس کی تعمیر میں کھجور کے تنے اور پتے استعمال ہوئے تھے جب بارش ہوتی تھی تو چھت ٹپکتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جلیل القدر رفقاء اُس گیلی زمین پر بھی بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوجاتے۔ بعد میں مسجد کے صحن میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں پھیلا دی گئیں۔ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں آرام فرماتے تو جسدِ اَطہر پر کنکریوں کے نشانات پڑ جاتے تھے۔

10 سال تک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ مسجد اسلام کی تبلیغ وتعلیم کا مرکزِ اولین بن گئی۔ اسی مرکز سے اسلام کو وہ ترقی اور شان وشوکت حاصل ہوئی ہے جو تاریخِ عالم کا سنہرا باب ہے۔ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں سے نصف النہار پر پہنچا بلکہ دور دراز کے علاقے بھی اس کی شان وشوکت سے منور ہوگئے۔ اللہ اکبر کی صدائیں دور ونزدیک سے بلند ہوتی تھیں اور اسلام کا علم ہر جگہ سے لہرانے لگا۔

اس مسجد میں دی جانے والی تعلیمات کی ہی برکت ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں۔ جنہیں قرآن کریم حفظ تھا۔ جو احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عبور کامل رکھتے تھے۔ اور ان شاء اللہ جب تک یہ دنیا قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی ہستیاں ہر دور میں موجود رہیں گی، اور یہی وہ اولین ادارہ تھا جس سے کردار وعمل کی تعمیر ایسی ہوئی کہ دنیا وجہاں کے

رہنے والوں کو متاثر کیا۔ اور قرآنِ کریم، جو منشورِ اسلام ہے اسکے ماننے والوں نے حق وصداقت کی خاطر اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے کبھی بھی گریز نہیں کیا، یہیں قرآنِ کریم کے عظیم ترین مفسر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنِ کریم کی تعلیم دی۔ فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر مسجد کی ازسرِ نو تعمیر فرمائی۔

موجودہ مسجد اگرچہ جزوی طور پر ترکی کے دورِ حکومت سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس کا بہت بڑا حصہ سعودی عرب کے فرماں روا ملک عبدالعزیز السعود اور ان کے جانشینوں شاہ فیصل۔ شاہ خالد۔ شاہ فہد۔ اور شاہ عبداللہ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ مسجد نبوی کی سب سے بڑی توسیع 1994ء میں ہوئی۔

اس وقت پانچ لاکھ مسلمان مسجد نبوی میں بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں اور مزید توسیع کا کام جاری ہے۔

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے اپنی ایک ایک حس وحرکت پر کڑی نظر رکھنا ہے تھوڑی دیر کے لئے سوچ لینا چاہیے کہ اس وقت جس مقدس بارگاہِ اَقدس میں حاضری نصیب ہورہی ہے اُن کے مراتبِ عالیہ کا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے۔

محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بہترین زمانہ میرا ہے اور پھر وہ لوگ جو اس کے بعد آئیں گے پھر وہ جو اس کے بعد آئیں گے۔ خیر القرون سے چل کر اب ہم شر القرون میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشن گوئی کے بموجب 72 ناری فرقے ہر طرف اپنی اپنی آوازیں الاپ رہے ہیں۔ کہ اُن

کی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے روحِ محمدی ﷺ (محبت رسول) کو نکال لیا جائے۔ ذاتِ رسالت مآب ﷺ سے مسلمانوں کے تعلق اور نسبت کو کمزور سے کمزور تر کر دیا جائے۔ اس وقت شانِ رسالت مآب ﷺ میں کیسی کیسی موشگافیاں اور دریدہ دہنیاں کی جارہی ہیں اور اسی تعلق سے کیسے کیسے فتنے برپا کئے جارہے ہیں یہاں ان کو دھرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اہل ایمان واہل اسلام اپنے ایمان کی فکر کریں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد رکھیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (الاحزاب 33/6)

ترجمہ: یعنی نبی ﷺ! مؤمنوں کو اُن کی اپنی جانوں سے بھی عزیز تر ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ تم میں سے کوئی بھی صاحبِ ایمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں۔ اس کے ماں باپ، آل واولاد اور ہر محبوب رشتے ناطے سے بھی زیادہ عزیز تر نہ ہو جاؤں۔

مسجد میں داخل ہونے کے بعد درود وسلام پڑھتے ہوئے جنت کے ٹکڑے یعنی ریاض الجنۃ میں کوشش کر کے پہنچ کر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی ارشاد ہے کہ ریاض الجنۃ۔ درحقیقت جنت ہی کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے۔ اور قیامت کے دن یہ ریاض الجنۃ کا ٹکڑا جنت میں واپس چلا جائے گا۔

اس ریاض الجنۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصلیٰ بھی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر آپ بہترین ایمان والوں کی اِمامت فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ آج ایک خوب صورت محراب بنی ہوئی ہے جو محرابِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلاتی ہے۔ اور لوگ یہاں نفل نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھنے کے بعد دعا مانگیں کہ کریم خالق و مالک تیری دی ہوئی توفیق فضل واحسان جُود وعطا سے آج میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ یہاں کے ادب واحترام اور خشوع وخضوع کے ساتھ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ بے شک یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ جسے تو نے شرف بخشا عزت وبزرگی اور عظمت دی۔ اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور فرما۔

اَے ہمارے پروردگار! جس طرح تو نے ہمیں دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی مقدس یادگاروں کی زیارت نصیب فرمائی اسی طرح اے اللہ ہمیں آخرت میں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی فضیلت سے محروم نہ کرنا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے جھنڈے کے نیچے ہمیں جمع کرنا آپ کی محبت اور آپ کی سنت پر قائم رکھتے ہوئے ہمیں موت دینا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوضِ کوثر سے جو مؤمنین کے آنے کی جگہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے ہمیں ایسا خوش گوار شربت پلانا جس کو پی کر ہم کبھی بھی پیاسے نہ رہیں۔

بے شک تو ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کے بعد نہایت ادب وتواضع، خشوع وخضوع۔ عجز وانکساری، خشیت اور وقار کے ساتھ مواجہ شریف

کی طرف چلیں۔ مسجد کے محراب سے بائیں طرف مڑ جائیں اور مواجہ شریف کے سامنے جا کر تین چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو جائیں۔

اس موقع پر یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ یہ وہ مواجہ شریف ہے۔ جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت حاضر ہو کر درود شریف پڑھتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے شام کے وقت حاضر ہو کر سلام پیش کرتے ہیں جن کی باری دوبارہ قیامت تک نہیں آئے گی۔

آپ اپنی خوش نصیبی پر ناز کریں اس لئے کہ مواجہ شریف کے سامنے آپ کو بار بار حاضری نصیب رہے گی۔ حتّٰی کہ 8 / 9 دن آپ کی صبح وشام وہاں حاضری ہوگی۔ اور ان شاء اللہ اس کے بعد بھی آپ کی دعاؤں کی وجہ سے حاضری ہوتی رہے گی۔

قبلے کی طرف پشت ہو اور بڑے گول دائرے کے بالکل سامنے ہوں۔ باادب کھڑے ہو جائیں تاکہ چہرہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوب سامنے ہو جائے۔ نظریں نیچی رکھیں اِدھر اُدھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے۔ دل ودماغ کی تمام قوتیں یکجا کریں، جسم کی یہ حالت ہو کہ ہاتھ پاؤں بھی ساکن ہوں اور وقار سے کھڑے ہوں۔

پھر رحمتِ عالم کو اپنی مرقد میں باحیات تصور کر کے درود وسلام پڑھیں یہ خیال کریں کہ چہرہ اَنور اس وقت میرے سامنے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے۔ اور یوں تصور کرے کہ میں آپ کی زندگی ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوں اور یوں کہیں کہ۔

اَلصَّلٰوتُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوتُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوتُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ
اَلصَّلٰوتُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدَّثِّرُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

دیر تک درود وسلام پیش کرتے رہیں اور اس کے بعد یہ پڑھیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

سلام پیش کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کریں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہوں کے بوجھ نے میری کمر توڑ دی ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔

یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ میرے لئے استغفار فرمائیں اور قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت نہ فرمائیں گے تو میں کہیں

کا نہ رہوں گا۔ اب دل کی فرمائشیں سب پوری کریں۔ کوئی حسرت باقی نہ رہنے دیں۔ کبھی صرف آنسوؤں کی زبان سے کام لیں۔ کبھی ذوق وشوق کی زبان میں عرض کریں۔

اس کے بعد جن بزرگوں دوست واحباب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں درود وسلام وشفاعت کی درخواست کی ہو۔ ان کے نام لیکر ان کی طرف سے درخواست پیش کریں۔ پھر دو قدم دائیں ہوکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر سلام پڑھیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر اس کے بعد ایک قدم اور دائیں طرف ہوکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر سلام پیش کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَنَفِيَّ الْمِحْرَابِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

جب آپ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے ریاض الجنۃ کی طرف سے مواجہ شریف کی طرف جائیں تو پہلے ایک سنہرا گول دائرہ آئے گا اس کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پیش نہ کریں کیونکہ یہ خالی جگہ ہے ایک روایت یہ ہے کہ یہ جگہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔ اس سے تھوڑا آگے ایک دوسرا بڑا سنہرا گول دائرہ آئے گا یہ مواجہ شریف ہے۔

اس کے بعد ایک اور چھوٹا گول دائرہ آئے گا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے چہرہ مبارک کے بالکل سامنے ہے۔ اس کے بعد ایک اور گول دائرہ ہے جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا چہرہ مبارک بالکل سامنے ہے۔ یہاں سے ہٹ کر ایسی جگہ کھڑے ہوں جہاں مواجہ شریف کی طرف پیٹھ نہ ہوتی ہو قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگیں۔ لیکن وہاں کے نگران ہاتھ اُٹھا کر دعا نہیں مانگنے دیتے دائیں بائیں جہاں موقع ملے ہاتھ اُٹھائے بغیر دعا مانگ لیں۔

یاد رکھیں کہ مواجہ شریف کی حاضری کے وقت خالق و مالک نے اپنے پاک قرآنِ مجید میں سورۃ النسآء آیت نمبر 3 6 میں ارشاد فرمایا۔ ترجمہ: اور جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ یعنی آپ کے اُمّتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوں۔ پھر وہ اللہ سے معافی چاہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے

والا مہربان پائیں گے۔

جب بھی آپ سلام پیش کریں تو اس آیت کو سامنے رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ مطہرہ میں شفاعت کی درخواست ضرور کریں۔ سلام کرنے کے ان اوقات کو یاد رکھیں۔

(1) تہجد کے وقت۔ چونکہ اس وقت ہر آدمی کی کوشش ہوتی ہے کہ میں جنت کے ٹکڑے میں جا کر نفل ادا کروں۔ مواجہ شریف بالکل خالی ہوتا ہے((2 اشراق کے بعد (3) 11 بجے دن (4) عصر کی آذان سے ایک گھنٹہ پہلے (5) مغرب کی اَذان سے ایک گھنٹہ پہلے (6) عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آج کل مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات کھلی رہتی ہے۔

اگر کسی وقت خاص مواجہہ شریف پر حاضری کا موقع نہ ملے تو روضہء اَقدس کے کسی بھی طرف کھڑے ہو کر یا مسجدِ نبوی شریف میں کسی جگہ سے بھی صلوٰۃ وسلام پیش کیا جا سکتا ہے۔

جب بھی مسجدِ نبوی شریف کے باہر سے گذریں تو تھوڑی دیر کئے لئے کھڑے ہوں اور صلوٰۃ وسلام پیش کر کے آگے جائیں۔

مسجدِ نبوی شریف میں دنیاوی باتوں سے پرہیز کریں۔ اور بلند آواز سے کوئی بات نہ کریں۔ جب تک مسجد نبوی شریف میں رہیں۔ انتہائی اَدب و احترام کے ساتھ بیٹھیں۔ اور درود شریف کی کثرت کریں۔

دل میں یہ ہو کہ میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ اور حتی الامکان باوضو رہیں۔ اگر وضو ٹوٹ جائے تو فوراً باہر آ کر نیا وضو بنا کر

مسجد میں آجائیں۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیں۔ اَے اللہ! میں جب تک مسجد میں ہوں اعتکاف کرتا ہوں۔ مسجد نبوی شریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مذکورہ بالا آداب واحترام کے بے شمار روحانی ثمرات وبرکات عطا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے حدودِ ریاض الجنۃ میں داخل ہوکر نماز ادا کریں پھر یوں دعا کریں اے ربِ ذوالجلال! تیرے نبیِ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی خبر ہے کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے پس میں تیری جنت میں داخل ہوگیا ہوں جس کی خبر دی گئی ہے جب کہ تیرا وعدہ ہے کہ تو جس کو ایک بار جنت میں داخل فرمائے گا پھر اس کو دوبارہ نکال کر جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا پس میں جس طرح یقین رکھتا ہوں کہ تیری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قول برحق ہے اور یہ جنت کا ٹکڑا ہی ہے اس طرح یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ تو اپنے فضل سے اب مجھے جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا کیونکہ تیرے اس ارشاد: اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادُ۔ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے عدے کے خلاف نہیں کرتا، پر بھی میرا ایمان ہے۔ اب سرخ وسبز قالین بچھا دیے گئے ہیں۔

ریاض الجنۃ کی نشانی یہ ہے کہ جہاں جہاں سفید قالین ہوگا۔ وہ جنت کا ٹکڑا ہوگا۔ جہاں جہاں سرخ قالین ہوگا وہ حصہ مسجد کا ہے یعنی ریاض الجنۃ سے باہر ہے۔

یوں تو مسجد نبوی کا چپہ چپہ درخشاں ہے۔ مگر ریاض الجنۃ کا وہ ستون جنہیں سنگِ مرمر کے کام اور سنہری مینا کاری سے نمایاں کردیا گیا ہے۔ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان ستونوں کو روضہءِ انور کی مغربی دیوار کے ساتھ سفید

رنگ کے ساتھ ممتاز کیا ہوا ہے۔ یہ خاص ستون ہیں ان کے درمیان جنت کا ٹکڑا ہے۔

سات ستون

1- ستونِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے وصال فرما جانے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس جگہ کی نشاندہی فرمائی۔ ستون کے ساتھ سات فٹ اوپر سنہرے گول دائرے میں لکھا ہوا ہے۔ هٰذَا اِسْتِوَانَةُ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

2 - ستونِ ابولبابہ

ایک صحابی ابولبابہ سے ایک قصور ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منع فرما دیا تھا کہ اس سے کوئی بات نہ کرے پھر اس کی بیوی اور بچوں کو بھی منع کر دیا تھا۔ ابولبابہ ہر وقت زار و قطار، رو رو کر اللہ سے معافی مانگتے۔ دنیا ان کے لیے اندھیر ہو گئی تھی۔ بذریعہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابولبابہ کے معافی کی اطلاع دی گئی۔ وہاں اب ایک ستون ہے۔ یہاں

نوافل پڑھے جاتے ہیں اور دعائیں مانگی جاتی ہیں اور کثرت سے توبہ استغفار کیا جاتا ہے۔

3- ستونِ وفود

اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے تھے۔ اور ضروری ہدایات ارشاد فرماتے آپ یہاں بھی خوب نوافل پڑھیں اور دعائیں مانگیں۔ یہ قبولیت کی جگہ ہے۔

4- ستونِ سریر

اس جگہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے اور عبادات کی کثرت ہوتی تھی اور دوران اعتکاف رات کو یہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تھا۔

5- ستونِ حرس

اس مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی جگہ بیٹھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر پہرہ بھی دیا کرتے تھے۔ اس کو ستونِ علی بھی کہتے ہیں۔

6- ستونِ تہجد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ دین و دنیا اور آخرت کی کامیابی کی دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ خصوصی طور پر اس جگہ ساری زندگی تہجد کی نماز پابندی کے ساتھ پڑھنے کی دعا مانگیں۔

7- ستونِ حنانہ

یہ جگہ محرابِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یہیں وہ کھجور کا تنا دفن ہے جو لکڑی کا منبر بن جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں بچوں کی طرح رویا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے مسجد مبارک گونج اُٹھی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا جس سے اس کا رونا بند ہوا۔ اور پھر اسی جگہ اس کو دفن کر دیا گیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے جنت میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ جس پر وہ خوش ہوگیا۔ اور رونا بند کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (بخاری، مسلم)

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرا منبر جنت کے دروازے پر ہے۔ (ابویعلی)

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے منبر کی سیڑھیاں جنت کے مراتب ہیں۔ (طبرانی، فی الکبیر)

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص میرے منبر کے پاس کسی معمولی سی چیز کے لئے بھی جھوٹی قسم کھائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (طبرانی)

یہ تمام ستون ریاض الجنۃ میں موجود ہیں۔ ان کے پاس جا کر دعا و استغفار کریں اور جب بھی موقعہ ملے ان کے پاس سنتیں اور نوافل ادا کریں۔ یہ متبرک مقامات ہیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھے چلتے پھرتے اور

آپ کی نگاہِ کرم پڑ چکی ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کون سا حصہ ایسا ہوگا جہاں مبارک قدم نہ پڑے ہوں اور صحابہ کرام رضوان اللہِ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نمازیں نہ پڑھی ہوں اور نہ صرف مسجد نبوی شریف بلکہ سارے مدینہ شہر کا کون سا حصہ ایسا ہوگا۔ جہاں ان بابرکت ہستیوں کے قدم نہ پڑے ہوں۔

اصحابِ صفہ کا چبوترا

صفہ سائبان یعنی سایہ دار جگہ کو کہا جاتا ہے۔ قدیم مسجد نبوی کے شمال مشرقی کنارے پر مسجد سے ملا ہوا ایک چبوترہ تھا۔ جواَب مسجد نبوی شریف میں شامل ہے۔

یہ جگہ باب جبرائیل سے اندر داخل ہوتے وقت مقصورہ شریف کے شمال میں موجود ہے 2 فٹ اونچا تانبے کی جالی کے کٹہرے میں گھرا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی اور چوڑائی 40 x 40 مربع فٹ ہے اور اس کے سامنے خدام بیٹھے رہتے ہیں جہاں لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتے ہیں۔

اگر آپ یہاں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنا چاہیں تو مشکل ہی سے جگہ ملے سکے۔ تاہم پوری کوشش کر کے اس جگہ پر ایک قرآن پاک کا ختم ضرور کریں۔

اصحابِ صفہ کا یہ چبوترا دراصل مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی یونیورسٹی تھی جہاں سے اسلام سیکھ کر صحابہ کرام پوری دنیا میں پھیلے اور اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلایا۔ یہاں وہ مسلمان رہتے تھے جن کا کوئی

گھر بار نہ تھا نہ بیوی نہ بچے نہ کوئی اور۔ یہ لوگ اہلِ صفہ کہلاتے تھے۔ اس لئے اس جگہ کو صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ یوں تو صحابہ کرام کی زندگی بہت سادہ تھی۔ مگر اصحابِ صفہ کی زندگیوں میں اور بھی فقر وسادگی اور دنیاوی چیزوں سے بے نیازی اور بے تعلقی پائی جاتی تھی۔

یہ لوگ دن رات تزکیّہ نفس اور کتاب وحکمت کے حصول کی خاطر فیضانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہونے کیلئے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہتے تھے تجارت سے کوئی مطلب تھا نہ زراعت سے کوئی سروکار۔ ان حضرات نے اپنی آنکھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار، کانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات، اور جسم وجان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ یہ لوگ دین کی دولت سے مالا مال تھے مگر دنیاوی زندگی میں افلاس وناداری کا یہ عالم تھا کہ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے (70) ستّر اصحابِ صفہ کو دیکھا جن کے پاس چادر تک نہ تھی۔ صرف تہبند تھا یا فقط کمبل۔ چادر کو گلے میں اس طرح باندھ کر لٹکا لیتے کہ وہ پنڈلیوں تک اور بعض کے ٹخنوں تک پہنچ جاتی اور ہاتھ سے اسے پکڑے رکھتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر 63)

اصحابِ صفہ کے چبوترے پر کئی معجزات رونما ہوئے ہیں۔ یہاں پر صرف ایک معجزے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق 70 صحابہ کرام نے پیا پھر بھی ختم نہ ہوا تمام اصحابِ صفہ سیر ہو چکے تھے

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیٹ بھر کر پیئو۔ میں نے پیٹ بھر کر پیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دودھ کے پیالے کو ختم کیا۔

گنبدِ خضرا

روضہء اَقدس کے اوپر گنبدِ خضرا ہے۔ اس سبز گنبد سے نور پھوٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے جو اطراف واکناف کو روشن کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مینار نور ہے۔ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں ان کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہی ہوتی ہے کہ گنبد خضرا کو ایک نظر دیکھ لیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس گنبد خضرا کو بار بار دیکھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہنے والے اپنی خوابوں میں دیکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہء اَقدس اور گنبد خضرا کا دیدار نصیب فرمادے۔ اور جب وہ خوش قسمتی سے پہنچ جاتے ہیں تو ان کے دل مسرت سے معمور ہوجاتے ہیں۔ اور اکثر گھنٹوں تک گنبد خضرا کو تکتے رہتے ہیں اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور روح کو تسکین پہنچاتے ہیں۔

اِبن عمر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا اس کی نیت کچھ نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا ہے کہ میں اس کی سفارش کروں۔ (دار قطنی شرح شفاء)

دنیا میں کون ایسا شخص ہوگا جس کو قیامت کے ہولناک منظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کی ضرورت نہ ہو؟ اور کتنا ہی خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے اس کے لئے قیامت کے دن میں گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ اور جو حرمِ مکہ یا حرمِ مدینہ میں مرجائے وہ قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھایا جائے گا۔ (مشکوۃ، البیہقی)

متعدد روایات میں آیا ہے کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کو میرا پڑوسی ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ محض اسی ارادہ سے آیا ہو۔ یہ نہ ہو کہ سفر تو کسی دنیاوی غرض سے ہو اور راستے میں چلتے ہوئے زیارت بھی کر لی۔

اِبن عمر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (شرح شفاء۔ شرح اللباب)

کتنی سخت وعید ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو احسانات اُمت پر ہیں ان کے لحاظ سے مالی وسعت صحت وتندرستی کے باوجود حاضر نہ ہونا سراسر ظلم و جفا ہے۔ (مواھب الدنیہ)

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینۃ المنورہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں میرا گھر ہے اور اس میں میری قبر ہوگی۔ اور مسلمانوں

پر حق ہے کہ اس کی زیارت کریں۔ (ابوداؤد)

یقیناً ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس پاک جگہ کی زیارت کرے۔ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جن کو وہاں کا قیام نصیب ہے کہ ہر وقت یہ سعادت ان کو میسر رہتی ہے۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں آکر میری زیارت ثواب کی نیت سے کرے۔ (یعنی کوئی دنیاوی غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔ اور قیامت کے دن میں اس کا سفارشی ہوں گا۔ (شرح شفاء البیہقی)

حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ جائے پھر زیارت کی نیت کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو مقبول حج کا ثواب یعنی اس کے حج کا ثواب دگنا ہو جاتا ہے۔ (کنز فی الاتحاف)

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اس کے بعد 70 مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ۔ کہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور تیری حاجت پوری کرتا ہے۔ (رواہ البیہقی، الشفاء)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّد کی جگہ یارسول اللہ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت ہے۔

لیکن اگر یہی لفظ روایت میں منقول ہیں تو منقول کی رعایت کی وجہ سے ممانعت نہ رہے گی۔ مجھ ناچیز کے خیال میں روضہء اَقدس پر طوطے کی طرح رٹے ہوئے الفاظ کی بجائے نہایت خشوع وخضوع سکون وقار سے ستّر مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ ہر حاضری کے وقت پڑھ لیا کریں۔

علامہ زرقانی شرح مواھب میں لکھتے ہیں کہ ستّر مرتبہ کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس عدد کو اللہ کے ہاں قبولیت ہے۔ قرآنِ پاک میں منافقین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ اگر ان منافقوں کے لئے ستّر مرتبہ استغفار بھی کریں پھر بھی ان کی مغفرت نہ ہوگی۔

جنت البقیع

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تو فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ۔

اے ایمان والو! تم پر سلام ہو! اِن شاء اللہ ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع الغرقد والوں کو معاف فرمادے۔

قیامت کے دن جنت البقیع میں سے ستر ہزار افراد ایسے اُٹھیں گے جو بغیر

حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ستر ہزار چودھویں کے چاند جیسی نورانی صورتیں جنت البقیع سے اُٹھیں گیں۔ (خصائص الکبریٰ)

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت البقیع پر فرشتے مامور کئے گئے ہیں جب یہ قبرستان مرنے والوں سے بھر جاتا ہے تو فرشتے اس کے کناروں سے پکڑ کر جنت میں اُلٹا دیتے ہیں۔

یہ مدینۃ المنورہ کا قدیم قبرستان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہاں تشریف لایا کرتے تھے اور اہلِ بقیع کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعائیں فرماتے۔ ازواجِ مطہرات کے مزارات کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار بھی یہاں ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار صحابہ وصحابیات، اولیاء کرام اور حجاج کرام کے مزارات یہاں موجود ہیں۔ یہ قبرستان روزانہ بعد نماز نمازِ فجر اور بعد نمازِ عصر ایک ایک گھنٹہ کے لئے عام زیارت کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت البقیع سے چمکتے چہرے اور چمکتے ہاتھ پاؤں والے ستر ہزار نفوسِ قدسیہ اُٹھیں گے اور بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت البقیع میں دفن ہونے والے مسلمانوں کے لئے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو حرمین شریفین میں مرے گا اور وہاں ہی

دفن ہوگا وہ قیامت کے دن اَمن والوں میں اُٹھایا جائے گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہیں جن کی روشنی آسمان پر ایسی نظر آتی ہے جیسے زمین والوں کے لئے آفتاب کی روشنی۔ ایک جنت البقیع۔ اور دوسرا مقبرہ عسقلان ہے۔ جنت البقیع کا کل رقبہ ایک لاکھ چوہتر ہزار نوسو باسٹھ میٹر ہے اس میں ہزاروں صحابہ کرام وصحابیات تابعین۔غوث قطب اَبدال علماء فقہا محدیثین اولیائے اُمّت اورحجاجِ کرام زائرین کرام آرام فرما رہے ہیں۔ ہر زائر کو صبح شام سلام پیش کرنے کے لئے جنت البقیع میں ضرور حاضر ہونا چاہیے۔

ورودِ قبا

8 ربیع اول 13 سن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطابق 20 ستمبر 622ء بروز پیر دوپہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا کی بستی میں داخل ہوئے یہ محض حسنِ اتفاق ہی نہیں بلکہ مشیتِ الٰہی کی اندازہ فرمائی تھی جو قابلِ غور ہے۔

☆ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن منصب نبوت سونپا گیا۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن سفرِ ہجرت پر مکہ مکرمہ سے نکلے۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن قبا میں ورود فرما ہوئے۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن قبا میں نبوت کا 13 واں سال مکمل ہوا۔(وہ بھی پیر کا دن)

☆ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔(وہ بھی پیر کا دن)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیر کا دن بہت زیادہ پسند تھا اور اسی لئے اکثر آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن روزہ دار ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ہر ہفتہ کے دن پیدل یا سوار ہو کر مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور اس میں دو(2) رکعت نفل نماز ادا فرماتے۔ (بخاری، مسلم)

مسجد قبا

ابو امامہ سہیل بن حنیف سے مروی ہے کہ تاجدار ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ وَجَآءَ مَسْجِدَ قُبَا فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ كَانَ لَهٗ أَجْرُ عُمْرَةٍ (اخبار مدینۃ الرسول)

جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد قبا میں آ کر کر دو رکعت نماز ادا کی اس کو مقبول عمرے کے برابر ثواب ملے گا۔

مسجدِ اجابہ، مسجدِ قبلتین، مسجد جمعہ، مسجدِ غمامہ، مسجدِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، مسجدِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مسجدِ علی رضی اللہ عنہ، مسجدِ فاطمہ رضی اللہ عنہا، فضائل جبلِ اُحد، شہدائے اُحد، امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، مساجد خندق۔

مسجدِ قبا و دیگر زیارات مدینۃ المنورہ کے لیے میری کتاب مُدلل فضائلِ مدینۃ کا مطالعہ فرمائیں۔ حجاج کرام سے منت کی جاتی ہے:

تمام زائرین واپسی پر الوداعی درود و سلام آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے نہایت ادب و حسرت سے پیش کریں اور آئندہ بار بار حاضری کی درخواست کریں اور محبوب کائنات کی خدمت اقدس میں محمد کرم داد اعوان کا سلام بھی پیش کریں۔

دارالفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

دارالفلاح ٹرسٹ رجسٹرڈ کے زیرِ انتظام درج ذیل شعبہ جات

شعبہ صحت: فری ڈسپنسری میں 1 کوالیفائڈ ڈاکٹر اور 1 عدد ڈسپنسر کی خدمات حاصل ہیں روزانہ 4 گھنٹہ شام کے وقت مریضوں کو فری اَدویات دی جاتی ہیں۔

سلائی و کڑھائی: ادارہ کے قرب وجوار سے آنے والی غریب بچیوں کو مکمل سلائی وکڑھائی اور کوکنگ کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔

حفظ القرآن: اس شعبہ میں 3 اُساتذہ کرام بچوں کو قرآنِ پاک حفظ کروا رہے ہیں اَب تک سینکڑوں طلباء قرآنِ پاک حفظ کر چکے ہیں۔ مسافر طلباء کے لئے کھانا، رہائش، دوائی، جیب خرچ ساتھ ساتھ اہلِ علاقہ سے آنے والے طلباء مستفید ہو رہے ہیں اور اِن شآءاللہ ہوتے رہے گے۔

ناظرہ: اہلِ محلہ کے بچے صبح وشام ناظرہ قرآنِ پاک کی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

تعلیمِ بالغاں: نوجوان اور بزرگ قرآن ناظرہ، نماز، کلمے، جنازہ ودیگر نماز، روزوں کے اور روزمرّہ مسائل کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

تجویدوقرات: 2 سالہ تجوید وقرات کے اس شعبہ سے اب تک سینکڑوں طلباء فارغ ہوکر ملک طول وعرض میں تجوید کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم میں مصروفِ عمل ہیں۔

شعبہ لائبریری لائبریری میں 15 لاکھ کی دینی کتب کا ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ 20 مختلف ماہنامہ دینی رسائل باقاعدگی سے آتے ہیں جو طلباء وطالبات کی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

درس حدیث وقرآن: اس میں روزانہ نمازِ فجر ودیگر نمازوں کے بعد دینی ضروری مسائل سے نمازیوں کو آگاہی دی جاتی ہے۔ دارالفلاح کے زیرِ انتظام شاہدرہ کی بڑی جامع مسجد بلال ہے یہاں جمعہ کے خطبات میں اتحاد بین المسلمین پر زور دیا جاتا ہے۔

آپ سے دارالفلاح ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے ان شعبہ جات میں دَامے دِرمے سُخنے بھرپور ہر قسم کی مدد کی اپیل ہے۔ ہر سال اِدارہ اپنے جمع خرچ کے حساب کا آڈٹ اور رجسٹریشن کرواتا ہے۔

قاری محمد کرم داد اعوان

ناظم دارالفلاح ٹرسٹ

موبائل نمبر: 03334856902

مؤلف کی دیگر کتب